احسن البرہان

فی اقوال شیخنا

مولانا مفتی محمد زر ولی خان

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زر ولی خان صاحب
دامت برکاتہم کے بیش بہا اور نادر الوجود ملفوظات کا مجموعہ

پہلی بار
حضرت الشیخ کی سوانح حیات خود حضرت کے قلم سے

ضبط و ترتیب

محمد ہمایوں مغل

کتاب کا نام : احسن البرہان فی اقوال شیخنا مولانا مفتی محمد زرولی خان
ملفوظات : شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان دامت برکاتہم العالیہ
جمع وترتیب : محمد ہمایوں مغل
ناشر : احسنی کتب خانہ
کمپوزنگ : الصدف پبلشرز
سال طباعت : ۱۴۲۵ھ بمطابق ۱۲۵ اکتوبر ۲۰۰۴ء
صفحات : ۲۰۰
تعداد : ۱۰۰۰

ملنے کا پتہ

احسنی کتب خانہ

احاطہ جامعہ عربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲، کراچی پاکستان

فہرست مضامین

ملفوظات اور کتاب

تمام ظلم کے فتنوں کا سدِ باب کتاب
جہالتوں کے اندھیروں میں آفتاب کتاب

قلم کا اس کو بھی اک صدقہ جارہ کہیے
ہمیشہ کرتی ہے دنیا کو فیضیاب کتاب

زمانے بھر کے مسائل میں رہبرِ کامل
وہ کوئی عہد ہو لاتی ہے انقلاب کتاب

ہر اک زخم کا مرہم ہر ایک دُکھ کی دوا
ہر اک سوال کا دیتی بھی ہے جواب کتاب

قریب جاؤ تو دیکھو جمالِ نکہت و رنگ
ہے ایک جلوۂ صد رنگ و بے نقاب کتاب

ہے جس کا نشہ ابد تک لطافتوں کا امیں
جو پی سکو تو پلاتی ہے وہ شراب کتاب

جو سونگھ لے تو وہ مستِ الست ہو جائے
ہے خلد کا وہ مہکتا ہوا گلاب کتاب

تمام عقل کے ماروں کی سیم و زر پہ نگاہ
تمام علم کے پیاسوں کا انتخاب کتاب

زمانہ اس کی ہدایت کو کاش سمجھے تو
ہر ایک شخص پکارے گا پھر کتاب کتاب

رہے گا یہ جو ابد تک بھی دائم وقائم
ہے دینِ حق کا وہی عالمِ شباب کتاب

حقوق اس کے بہرحال ادا کئے جاؤ
کہ اس سے پہلے کرے تم سے احتساب کتاب

نہیں ہے جس کا خلافِ کتاب کوئی عمل
وہ شخص جائے گا جنت میں بے حساب کتاب

ہے دو جہاں میں ضمانت جو کامیابی کی
سبق دیتی ہے انساں کو وہ نصاب کتاب

جہانِ حکمت ودانش ہے گنگ صدیوں سے
ہمیشہ کرتی ہے اس شان سے خطاب کتاب

کتاب یہ بھی منور اسی خطاب سے ہے
تمام روشنی گویا اسی کتاب سے ہے

کسی کسی کو خدا یہ کمال دیتا ہے
جو اہلِ ہوش کو حیرت میں ڈال دیتا ہے

اسی کے قول کو ایسا جمال دیتا ہے
کہ اس کو حُسنِ بیاں بے مثال دیتا ہے

جواب ایسے بہ حُسنِ کمال دیتا ہے
کہ دل سے وہم کے کانٹے نکال دیتا ہے

حسین کتاب کے سارے مفید احکامات
بشکلِ درس ہیں امت پہ گویا احسانات

عظیم مفتیِ دینِ مبین کے ارشادات
تمام قولِ حسین ہیں انہیں کے ملفوظات

کچھ ایسے علمی جواہر ہر ایک باب میں ہیں
خزانے علم کے گویا اسی کتاب میں ہیں

جناب سمیع صدیقی
۷شوال ۱۴۲۴ھ 2/12/2003

یہ نظم میرے نانا جن کا دیوان ''سورج اور چراغ'' کے نام سے ادبی مجالس میں بہت مشہور ہے، انہوں نے یہ نظم خاص میری گزارش پر میری اس کتاب کے لئے لکھ کر دی ہے۔

دیباچہ

علی الخصوص کہ دیباچہ ہمایونش

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تین سال کی طویل مدت کے بعد میں اس نادر الوجود کتاب کو ترتیب دینے میں کامیاب ہوا۔ اس میں، میں نے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب بارک اللہ فی حیاتہم القیمہ کے بخاری کے درسیات، ترمذی کے درسیات، دورۂ تفسیر قرآن کریم کے درسیات سے اہم ملفوظات اور وہ مختصر بیانات جو حضرت الشیخ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں، ضبط کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب میں چند ملفوظات ایسے بھی ہیں جو کہ دوران سفر حضرت الشیخ نے ارشاد فرمائے اور کبھی عام مجلس میں ارشاد فرمائے۔ ان بیش بہا ملفوظات میں حضرت الشیخ کی زندگی کے اہم واقعات، اساتذہ اور مشائخ سے حضرت کی والہانہ محبت کے نظارے، حضرت الشیخ کے مشاہدات، مختلف مسائل میں حضرت کے استدلات کو بہت ہی احتیاط سے ضبط کیا گیا ہے اور اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت الشیخ کی زبان سے جو الفاظ ادا ہوئے ہیں انہیں اسی طرح ضبط کیا جائے اور اپنی طرف سے کسی لفظ یا کسی جملے کا اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں چند ملفوظات کو عنوان کے تحت لکھا گیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو اندازہ ہو جائے کہ دو یا تین سطروں میں حضرت نے کائنات کا کتنا بڑا علم سمیٹ کر رکھ دیا ہے اور کچھ ملفوظات ایسے ہیں جو بغیر عنوان کے تحریر کئے گئے ہیں۔

اس کتاب یعنی ''احسن البرہان فی اقوال شیخنا مولانا مفتی محمد زرولی خان'' میں ایک عنوان ''احسن التفسیر'' کے نام سے رکھا گیا ہے جس میں قرآنی آیات کی وہ تفسیر ہے جو حضرت الشیخ نے اپنے خاص وہبی علم سے بیان فرمائی ہے، ضبط کی گئی ہیں۔

قرآن کریم کا مکمل خلاصہ اور قرآن کریم کی تمام سورتوں کے امتیازات جو شاید اس سے پہلے کبھی بھی اس طرح کسی نے بیان نہیں کئے ہوں گے بالکل انہی الفاظ میں ضبط کئے گئے ہیں جو پڑھنے والے کے لئے بہت بڑا علمی مواد ثابت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہوگا کہ ایک طویل مدت کی کوشش اور انتظار کے بعد اس نادر الوجود کتاب کو منظر عام پر لانے کی توفیق دی۔

الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر امد ز پس پردۂ تقدیر پدید

اس کتاب کو جمع کرنے میں ہمارے مدرسے کے استاذ جامع مسجد احسن کے مؤذن حضرت قاری محی الدین صاحب نے میری بہت امداد فرمائی انہوں نے وقت وقت پر مجھے حضرت الشیخ کی تقاریر کے کیسٹ فراہم کئے میں ان کے اس تعاون پر تہہ دل سے ان کا شکر گزار ہوں۔ میں اپنے ساتھی اور رفیق خاص جہانزیب قریشی کا بھی انتہائی شکر گزار ہوں جن کی کوششوں سے میں مکمل جامعہ عربیہ احسن العلوم اور جامعہ مسجد احسن کی دیدہ زیب تصاویر اس کتاب کی زینت بنانے میں کامیاب ہوا۔

آخر میں ایک بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب میری اس کتاب کی پروف ریڈنگ کی کاپی آئی تو میں وہ حضرت الشیخ کو سنانے کے لئے جامعہ لایا اور حضرت الشیخ کے دفتر میں سنائی جس کو سن کر حضرت نے انتہائی خوشی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اسے فوراً چھپنا چاہئے اور اس کتاب کا نام بھی حضرت الشیخ نے تجویز فرمایا:

"احسن البرہان فی اقوال شیخنا مولانا مفتی محمد زرولی خان"

اس کے بعد میں نے پرنٹر کے انتظار میں اس مسودے کو دفتر میں کتابوں کے ساتھ رکھ دیا کچھ روز بعد جب میں اسے لینے گیا تو دفتر میں جس جگہ میں نے اسے رکھا تھا بارہا ڈھونڈنے کے بعد اس کو حاصل نہ کر سکا اور انتہائی پریشان رہا اور دو تین دن

تک ڈھونڈتا رہا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے میرے ساتھی امجد طارق کو جو اس معاملے میں مجھ سے زیادہ فکر مند رہے اور میرے ساتھ دو تین دن تک اس مسودے کو ڈھونڈتے رہے پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے ایک تدبیر ذہن میں آئی اور میں نے اس تدبیر پر عمل کیا اور اس مسودے کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ دفتر میں ہی ڈھونڈنے پر میرے ساتھی امجد کے ہاتھ میں ایک الماری میں سے یہ مسودہ آ گیا۔ میرے چھوٹے بھائی محمد بابر بیگ کو اللہ تعالیٰ دونوں جہاں کی عافیت اور خوشیاں نصیب فرمائے جس کی حوصلہ افزائی اور بھرپور امداد سے میں اس کتاب کو منظر عام پر لانے میں کامیاب ہوا۔

اللہ تعالیٰ میری اس ناتواں کوشش کو قبول و منظور فرمائے اور میرے لئے اس کتاب کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آخر میں اپنی اس کتاب کے بارے میں وہی کہوں گا جو کہ مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی کے بارے میں کہا تھا۔ ؎

مدتے در مثنوی تاخیر شد
فرصت باید کہ تا خوں شیر شد

والسلام
محمد ہمایوں مغل

حضرت الشیخ کی خدمتِ عالیہ میں میری حاضری کا واقعہ
آزمائش ہے نگاہِ بندگانِ محترم
جانچ ہوتی ہے اُنہی کی جن پہ ہوتا ہے کرم
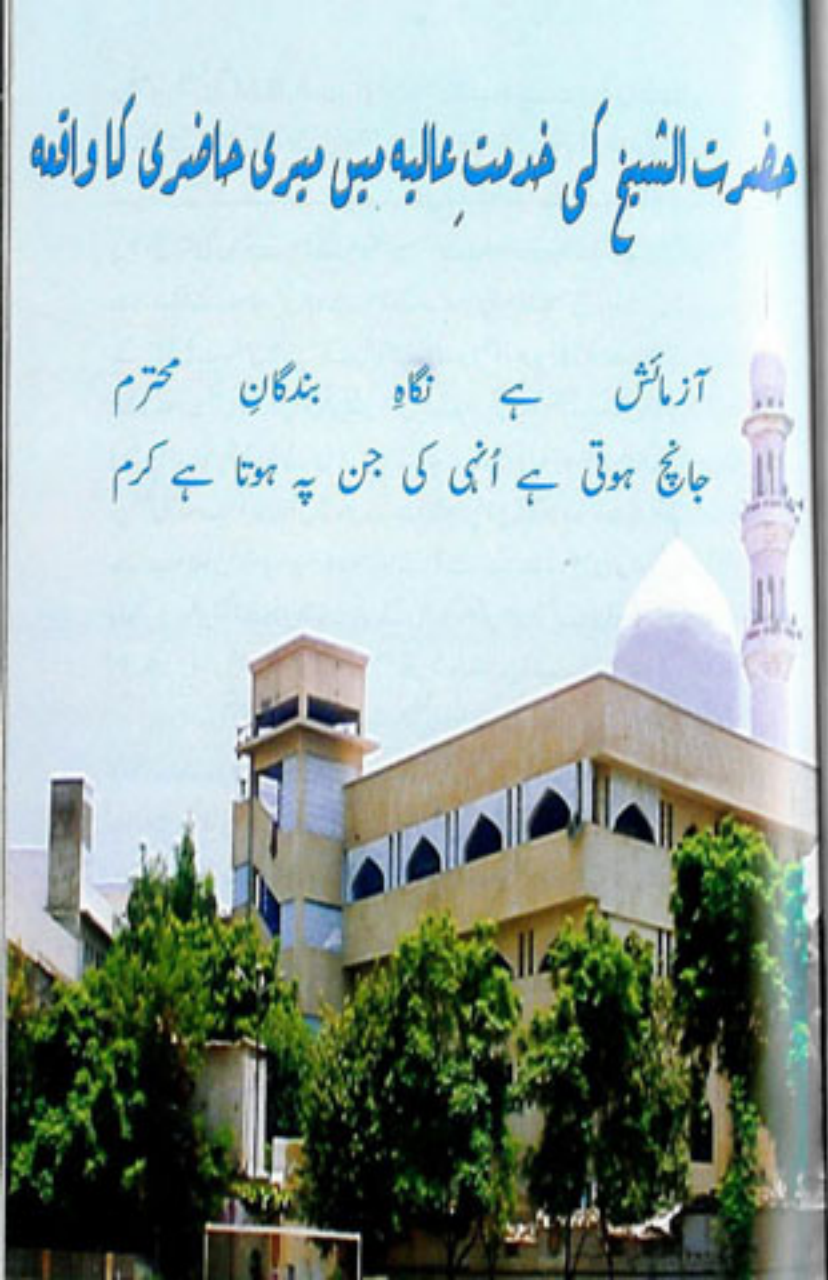
یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں اسلام آباد سے M.B.A کی تعلیم حاصل کر کے کراچی واپس آیا تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا اور معمول کے مطابق میں اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کے لئے بیٹھا تھا۔ وہاں ہمارے ایک ملنے والے نے ہمیں بتایا کہ گلشن اقبال میں ایک بہت بڑا ادارہ ہے احسن العلوم کے نام سے جس کی شاخ وہیں قریب میں ہے، جامع مسجد امام ابی یوسف کے نام سے وہاں پر جامعہ کے ایک بہت اچھے استاد حضرت مولانا سید صبا احسن صاحب شوال کے مہینے میں مغرب کی نماز کے بعد تعلیم بالغان کا ایک مختصر کورس کرواتے ہیں جس میں قرآن کریم کی تفسیر، حدیث، فقہ اور عربی گرامر وغیرہ بخوبی پڑھائے جاتے ہیں۔ اس نے کہا کہ تم لوگ اس میں داخلہ لے لو بہت فائدہ ہوگا۔ چنانچہ اعتکاف کے بعد میں اور میرا ایک ساتھی گلشن اقبال اس کورس کی معلومات کے لئے آئے اور مولانا سید صبا احسن صاحب سے ملاقات کی۔ انہوں نے ہمیں اس مختصر کورس کے بارے میں بہت اچھی طرح سمجھایا اور ہم نے وہاں داخلہ لے لیا۔ ابتداء میں تو ہمیں تھوڑی مشکل پیش آئی کیونکہ ہم انگریزی تعلیم حاصل کر کے آئے تھے اور یہ تعلیم ہمارے لئے بالکل نئی تھی۔

بہر حال کچھ عرصہ گزرا اور میں اس نئی تعلیم سے متعارف ہوتا چلا گیا۔ کچھ میرا خود کا شوق تھا اور کچھ والدین کی صالح تربیت کا نتیجہ کہ میں نے خوب دل لگا کر پڑھا اور مدرسے کے سہ ماہی امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اس سلسلے میں جامع مسجد امام ابی یوسف میں ایک تقریب تقسیم اسناد کی منعقد کی گئی جس میں حضرت الشیخ مع احباب کے تشریف لائے یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے حضرت الشیخ کو روبرو دیکھا اور ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کوئی فرشتہ انسانی شکل میں زمین پر آیا ہو اور دل میں یہ احساس گزرا کہ شاید ایسا نورانی چہرہ آنکھوں کو دوبارہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ اس وقت کا منظر بیان نہیں کیا جاسکتا جب حضرت الشیخ کا اس مجلس میں ورود ہوا۔

عرش محفل فرش محفل بن گئے
بزم میں آئے وہ اس انداز سے

اس منور مجلس میں حضرت الشیخ نے ایسا پُر مغز اور اثر انگیز بیان فرمایا کہ اس کی حلاوت آج بھی میں اپنی زندگی میں محسوس کرتا ہوں۔ اس موقع پر حضرت الشیخ نے دست مبارک سے انعامات تقسیم کئے اور مجھے ایک خوبصورت کتاب جس کا نام ''سنت وبدعت'' تھا انعام میں ملی اور حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ اول، دوم اور سوم آنے والے حضرات جامعہ احسن العلوم آ کر اپنے خصوصی انعامات بھی حاصل کرلیں۔

چنانچہ حکم کی تکمیل میں ایک یا دو روز کے بعد میں مغرب کی نماز میں احسن العلوم پہنچا۔ حضرت الشیخ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے بعد میں مسجد کے صحن میں کھڑا ہو کر حضرت الشیخ کا انتظار کرنے لگا اتنے میں مسجد میں سے حضرت الشیخ نے مجھے آواز دی اور ارشاد فرمایا کہ ''ہمایوں صاحب کس کے انتظار میں کھڑے ہیں'' حضرت کی زبان مبارک سے اپنا نام سن کر اپنی قسمت پر رشک آیا اور خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور حضرت کے حافظے پر تعجب ہوا کہ ایک بار مجھ ناچیز کا نام سن کر یاد رکھا۔

گل وبلبل کی طرح ہے مجھے نسبت تجھ سے
لوگ لیتے ہیں میرا نام تیرے نام کے بعد

حضرت الشیخ میرے قریب تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ''میں ابھی ایک مریض کی عیادت کے لئے جا رہا ہوں تھوڑی دیر میں آ جاؤں گا آپ جائیں نہیں میرا انتظار کریں۔'' چنانچہ حکم کی تکمیل میں ایک جگہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حضرت الشیخ تشریف لے آئے اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ''مجھے دیر تو نہیں ہوئی آپ کو تھوڑا انتظار کرنا پڑا۔'' اور مجھے اپنے ساتھ اپنے تخت سلیمانی پر بٹھایا جس پر بیٹھنا مجھ جیسے ادنیٰ اور حقیر کی قسمت میں نہ تھا۔

اپنے دامن میں جگہ دے کے بڑھا دی عزت

ورنہ انصاف سے پوچھو تو کفِ خاک ہوں میں

اور مجھے اپنے دست مبارک سے تفسیر شیخ الہند عطا فرمائی اور اس کے سر ورق پر حضرت الشیخ نے خود اپنے قلم سے درج فرمایا کہ:

''ہدیۂ محبت برائے عزیزم برادرم محمد ہمایوں کو جامع مسجد امام ابی یوسف شاخ جامع عربیہ احسن العلوم کے سہ ماہی امتحان ممتاز حیثیت سے کامیابی حاصل کرنے کی خوشی میں اکابر علمائے دیوبند کا یہ ترجمہ اور تفسیر جو ہزاروں علوم وفنون سے لبریز ہے، علم وعمل کی دعاؤں کے ساتھ عزیزم کی خدمت میں ہدیۂ تبرک ہے۔ پھر یہ مقبول ومحمود کتاب جو حرمین شریفین سے طبع ہوئی ہے۔''

اس دوران حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں بھی آتے جاتے رہا کرو۔ رات کو جب میں گھر واپس ہوا اور میں نے اپنے والدین کو بتایا مجھے مفتی صاحب نے اپنے ہاتھوں سے یہ قرآن کریم کی تفسیر عطا کی ہے تو ان کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی اور بہت ہی محبت اور احترام سے اس تحفے کو دیکھا اور سینے سے لگایا۔

اب میں نے معمول کچھ اس طرح بنایا کہ مغرب کی نماز سے پہلے میں حضرت الشیخ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتا اور مغرب کی نماز پڑھ کر پڑھنے چلا جاتا تھا۔ اسی طرح وقت گزرتا گیا اور میں حضرت الشیخ کی مقدس صحبت سے خوب فیضیاب ہوتا رہا۔

ایک روز مغرب کی نماز سے فراغت کے بعد حضرت الشیخ نے مجھ سے پوچھا کہ ''آپ گاڑی چلانا جانتے ہیں'' تو میں نے عرض کیا کہ ''جی ہاں'' تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ''چلیں آج میں آپ کو اپنے مدرسے کی ایک شاخ میں لے چلتا ہوں جو کہ گلشن معمار میں واقع ہے وہاں ہماری بھینسوں کا ایک باڑہ بھی ہے۔'' میں اور میرا ایک ساتھی حضرت الشیخ کے ہمراہ وہاں روانہ ہو گئے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک جنگل نما علاقے میں حضرت الشیخ کا ایک عالی شان مدرسہ ہے جس کا نام جامعہ احسن المدارس ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک بہترین مسجد ہے جس کا نام جامع مسجد عاقل ہے۔ حضرت الشیخ

نے ہمیں بتایا کہ "محمد عاقل میرے والد صاحب کا نام ہے اور وہ یہاں اس جگہ نمازیں پڑھتے تھے اس لئے میں نے ان کی یاد میں یہاں مسجد تعمیر کروائی ہے۔" یہ سب ماحول دیکھ کر دل کو انتہائی فرحت پہنچی کہ ایک سنسان علاقے میں کتنا عالی شان مدرسہ قائم ہے اور چہار سو قرآن کریم کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ حضرت الشیخ نے ہمیں وہاں اپنے بھینسوں کے باڑے کی سیر کرائی اور انتہائی لذیذ چائے بھی پلائی۔ اس مختصر سے دورے کے بعد ہم واپس جامعہ احسن العلوم روانہ ہوئے، راستے میں، میں نے حضرت الشیخ سے عرض کیا کہ "میرے والد صاحب نے خواب میں دیکھا کہ وہ آپ کی ضیافت کر رہے ہیں اور آپ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔" (میرے والد صاحب پہلے سے ہی کبھی کبھار حضرت الشیخ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تھے اور گھر آ کر وہاں کا نقشہ بیان کرتے تھے کہ گلشن اقبال میں ایک مفتی صاحب ہیں جن کا ایک بہت بڑا مدرسہ ہے جب میں مدرسے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک انتہائی نورانی شخص جس کے سر پر ایک عالی شان سفید چمکدار پگڑی ہے اور عجیب شان سے اپنے عالی شان تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ عالم اگر ہو تو ایسا ہونا چاہئے، ان کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے کوئی فرشتہ آسمان سے اتر کر انسان کے روپ میں زمین پر لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے بھیجا گیا ہو) میرا خواب سن کر حضرت الشیخ نے تلطفاً ارشاد فرمایا کہ "بھائی خواب تو دیکھ لیا لیکن ضیافت کا کوئی نام ونشان نہیں ہے" اس پر میں نے گزارش کی کہ "جب آپ چاہیں حکم فرمائیں ان شاء اللہ تعمیل ہوگی۔"

ایک روز میں حضرت الشیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو صبح کا وقت تھا اور حضرت اندرونِ سندھ کہیں سفر پر روانہ ہو رہے تھے حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ہم سندھ مٹھیاری جا رہے ہیں، وہاں ہمارے ایک دوست مولانا حکیم عبداللہ صاحب رہتے ہیں آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ حکم تعمیل میں، میں حضرت کے ہمراہ روانہ ہوا، یہ پہلا سفر تھا جو میں نے حضرت کے ساتھ کیا اور تمام راستے حضرت کے قیمتی اور بیش

بہا ارشادات سے فیضیاب ہوتا رہا۔ سندھ مٹھیاری پہنچ کر حضرت الشیخ نے میرا تعارف مولانا حکیم عبداللہ صاحب سے کروایا اور فرمایا کہ یہ ہمارے نئے ساتھی ہیں، اس سفر پر مجھے حضرت کے ساتھ بہت لطف آیا۔

ایک روز عصر کے بعد میں حضرت الشیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کچھ دیر کے بعد حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ آپ سر منڈوا دیں۔ یہ سن کر جیسے میرے اوپر ایک قیامت گزر گئی، یہ فرمانے کے بعد حضرت نے ایک حکایت سنائی اور فرمایا کہ:

"حضرت خواجہ گنج شکر اجودھنیؒ کے پاس جب بھی کوئی بیعت ہونے آتا تو حضرت اس سے فرماتے کہ آپ اپنی سر منڈوائیں خواجہ خواجگاں نظام الملت والدین حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ میں جب حضرت کی خدمت میں بیعت ہونے کے لئے آیا تو حضرت نے بیعت کے بعد مجھ سے نہیں فرمایا کہ سر منڈوا لیکن میں نے دیکھا کہ جو لوگ حضرت کے حکم پر سر منڈوا کر آئے تھے ان کے چہرے پر عجیب قسم کے انوارات برستے تھے جو میرے چہرے پر نہیں تھے چنانچہ میں نے بھی اپنا سر منڈوا لیا جب حضرت خواجہ گنج شکر اجودھنی نے مجھے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ مولانا نظام الدین صاحب یہ آپ نے بہت اچھا کام کیا۔"

یہ حکایت سن کر میں چونکہ دینی مسائل سے جاہل تھا اور میرے اوپر انگریزی تعلیم کا بھی اثر تھا میں نے کہا کہ "حضرت وہ تو اللہ کے ولی تھے" تو حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ "کیوں آپ کیا اللہ کے دشمن ہیں" یہ ایک انتہائی اہم بات تھی جو حضرت نے میری اصلاح کے لئے مجھ سے فرمائی تھی لیکن میں اپنی کم فہمی اور جہالت کی وجہ سے اسے سمجھ نہ سکا اور میں نے سوچا کہ اچھے خاصے بال ہیں ان کو منڈوانے کی کیا ضرورت ہے اور یہ سوچ کر میں نے حضرت کی خدمت میں حاضری کم کر دی۔ اب یہ حال ہوتا کہ میں حضرت الشیخ کی خدمت میں حاضر ہوتا، سلام کرتا تو حضرت جواب تو دیتے لیکن جواب میں وہ پہلی بات نہ ہوتی، میں عصر سے مغرب تک بیٹھا رہتا مجھ سے بات

کرنا تو دور کی بات ہے حضرت میری طرف دیکھتے بھی نہیں تھے۔ اس بات کا میرے دل پر بہت زیادہ رنج اور ملال تھا لیکن کیا کرتا بالوں سے بہت زیادہ محبت تھی، چنانچہ میں نے حاضری اور کم کردی بالکل نہ آنے کے برابر۔ ایک روز عصر کی نماز پڑھ کر میں گھر آیا تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی میں نے فون اٹھایا تو اگلی جانب سے حضرت الشیخ کی آواز آئی کہ "ہمایوں سے بات کرنی ہے" میں نے عرض کیا کہ بول رہا ہوں، حضرت الشیخ نے فرمایا کہ "سندھ مٹھیاری سے مولانا عبداللہ صاحب آئے ہیں اور آپ سے ملنے کا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے ہم سے تو تعلقات ختم کردیئے ہیں کم از کم ان سے آکر مل لیں۔" میں فون رکھ کر فوراً جامعہ کی طرف روانہ ہوگیا وہاں پہنچ کر میں نے حضرت الشیخ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو جواب میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ:

بس ذرا سی بات سے برسوں کے یارانے گئے
پھر بھی اتنا تو ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

اور مزید فرمایا کہ "اتنا تو ہمیں پتہ چل گیا کہ آپ کی نظر میں ہماری بال برابر بھی عزت نہیں" یہ بات میرے دل پر ایک تیر کی طرح لگی واپسی پر گھر جانے کے بجائے سیدھا حجام کی دکان پر گیا اور سر منڈوادیا۔

اگلے روز جب حضرت الشیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مجھے دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے رات کو میری کھانے پر دعوت بھی کی اور مجھے مکہ مکرمہ سے لائی ہوئی ایک عالی شان ٹوپی اور پگڑی عنایت فرمائی۔ اس کے بعد حضرت الشیخ کی خدمت عالیہ میں حاضری بڑھتی چلی گئی اور میرا بیکار وقت حضرت کی صحبت میں بیٹھ کر قیمتی ہوتا چلا گیا۔

تسنیم روح، کوثرِ جاں، سلسبیل دل
تیرے بغیر کون ہے میرا قتیل دل

ان دنوں میں ایک اسکول میں استاد کی حیثیت سے پڑھاتا تھا اور شام کو حضرت

الشیخ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتا تھا ایک روز حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ "آپ اسکول بھی اسی لباس میں جاتے ہیں" تو میں نے جواب دیا کہ "اکثر یہی لباس ہوتا ہے" اس پر حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ "اکثر کا کیا مطلب ہے کیا کوئی اور لباس بھی پہنتے ہیں" تو میں نے عرض کیا کہ "جی ہاں" اس پر حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ "چہرے پر داڑھی اور سر پر ٹوپی ہونے کے بعد آپ کی غیرت یہ بات کیسے گوارہ کرتی ہے کہ آپ کے جسم پر انگریزی لباس ہو" حضرت الشیخ کی اس بات کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ اس دن کے بعد سے کبھی بھی کرتہ شلوار کے علاوہ اور کوئی لباس نہیں پہنا۔

وقت گزرتا گیا اور پہلی بار حضرت الشیخ کے ہمراہ ان کے آبائی وطن جہانگیرہ گیا جہاں پر حضرت الشیخ نے میری ملاقات اپنے استاد حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے کروائی۔ حضرت کی پیدائش ۱۹۱۲ء کی ہے اور حضرت ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہیں اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں۔ ان سے مل کر ایسا محسوس ہوا جیسے ایک فرشتے سے ملاقات ہوگئی۔

پھر وہ وقت بھی آیا کہ مجھ جیسے گنہگار اور سیاہ کار کو حضرت الشیخ کی معیت میں حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوئی یہ حضرت ہی کی شفقت تھی ورنہ مجھ جیسا عاجز اس لائق کہاں کہ حرمین جیسی مقدس جگہ پر اپنے قدم رکھے۔

میں تو کچھ بھی نہیں ہوں ان کو بھلا لگتا ہوں
اس کو چاہت بھری نظروں کا عمل کہتے ہیں

میں حضرت الشیخ کے ہمراہ چار بار عمرے کے مبارک سفر پر گیا اور ایک بار بنگلہ دیش گیا اور اندرون ملک اسفار کا تو کوئی حساب نہیں ہے۔

اسی دوران میں نے حضرت الشیخ کے دورۂ تفسیر میں بھی شرکت کی جو رمضان المبارک میں اپنی پوری جلال اور حشمت کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔ اس میں شرکت

کر کے مجھ پر علم وعرفان کے وہ دروازے کھلے کہ جن کا میں کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت الشیخ کا دورۂ تفسیر صرف پاکستان میں نہیں بلکہ چاردانگ عالم میں اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ مشہور ہے۔ حضرت الشیخ کا دورۂ تفسیر صرف قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر نہیں ہے بلکہ اس میں حضرت الشیخ تمام علوم کا احاطہ کرتے ہیں۔ تفسیر پر جب بحث کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود علامہ آلوسی یا امام فخر الدین رازیؒ مسند تدریس پر جلوہ گر ہیں۔ حدیث پر جرح فرماتے ہیں تو امام بخاری اور امام مسلم کے ہم عصر معلوم ہوتے ہیں۔ فقہی ابحاث پر جب نظر دوڑاتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا کوئی شاگرد فقہی عبارات کے موتی لٹا رہا ہے اور جب مختلف مضامین پر اشعار کی بارش فرماتے ہیں تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر مولانا روم اپنی مثنوی، الشیخ سعدی اپنی گلستان، حافظ شیرازی اپنا دیوان اور غالب میر وغیرہ اپنے اشعار حضرت کی زبان سے سن لیتے تو شاید ان کو اپنے اشعار کا صحیح وزن اور قیمت معلوم ہو جاتی اور بلاشبہ وہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے کہ ہمارے تمام اشعار حضرت الشیخ کے انداز بیان پر قربان ہیں۔

ماہر علم وادب ایسا کوئی ہو تو بتاؤ
جس کی دنیا پر ہو غالب دین حق کا رکھ رکھاؤ

تفسیر میں مکمل شرکت کے بعد میرا علم کا ذوق اور بھی زیادہ بڑھتا چلا گیا اور میں نے اسکول چھوڑ کر حضرت الشیخ کے بخاری اور ترمذی کے درسیات میں مستقل طور پر شرکت شروع کر دی جس کے بعد میرے دل میں علم کا شوق اور بھی زیادہ ہو گیا۔ میں نے تقریباً تین سال تک حضرت کے بخاری اور ترمذی کے درس میں شرکت کی اور اس کے بعد حضرت الشیخ کے حکم پر مستقل طور پر مدرسے میں داخلہ لے کر پڑھنا شروع کر دیا۔

اس دوران حضرت الشیخ نے میرا علم کا ذوق اور صلاحیت بڑھانے کے لئے مجھے

معارف القرآن، معارف السنن اور فیض الباری جیسی قیمتی کتب عنایت فرمائیں یہ تو چند کتابیں ہیں جو میں نے لکھ دیں ورنہ حضرت الشیخ کے عنایات اور ہدایہ کی فہرست تو اتنی لمبی چوڑی ہے کہ میں بلا مبالغہ اس پر کئی مجلدات لکھ سکتا ہوں کہ حضرت الشیخ نے مجھ جیسے حقیر کو اس قابل سمجھا کہ اپنی صحبت میں رہنے کی اجازت دی۔

عجب قسمت ہے میری کہ انہوں نے دلنوازی کی
وگرنہ ان کی محفل میں ہر ایک امیدوار آیا

میں اگرچہ مزید ان حالات اور واقعات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ لکھ سکتا ہوں کہ حضرت الشیخ کا مرتبہ میرے نزدیک کیا ہے۔

روک دیتے ہیں شریعت کے تقاضے ورنہ
میں تیرے ذکر کو ہر ذکر سے بالا کر دوں

مگر اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں کہ تا کہ علم سے محبت اور تعلق رکھنے والوں کو اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ حضرت الشیخ کی صحبت اور معیت اس دنیا میں کتنی بڑی نعمت اور اللہ تعالیٰ کا کرم بالا کرم ہے۔ آخر میں بس اتنا کہنا چاہوں گا کہ

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

از عاجز وفقیر
محمد ہمایوں مغل

حضرت الشیخ
کی
سوانح حیات
تفسیر زندگی پہ پڑی ناگہاں نظر
دیکھا تو ایک صورت زیبا کا ہے اثر
صورت جو دیکھے کوئی تو دیکھا کرے اُسے
سیرت جو سن لے کوئی تو سجدہ کرے اُسے

یہ عاجز وفقیر غالباً ۱۹۵۳ء کے کسی ماہ وتاریخ کو تولد ہوا ہے۔ علاقائی رسم ورواج کے مطابق باقاعدہ تاریخ ولادت کے رواج نہ ہونے کی وجہ سے متعین دن اور مہینہ نہیں بتایا جاسکتا۔ تاہم آس پاس کے قرائن اور احوال اور اوائل تعلیم وتعلم واسکول وغیرہ کی مناسبت سے یہی تاریخ ہے اور سال معلوم ہوتا ہے۔ والد صاحب کا نام محمد عاقل اور دادا کا نام عمر دین تھا۔ خاندانی پیشہ باغبانی رہا ہے۔ آباؤ اجداد کا شغل زراعت تھا، والدہ صاحبہ علاقہ کے مشہور عالم استاد الکل فی الکل حضرت مولانا فضل علی صاحب امام وخطیب جامع مسجد خانخیل جیسے یگانۂ روزگار سے بارہ سال وہاں کا رائج علمی نصاب پڑھ چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ کے علم اور پختگی کا اندازہ اس سے لگایا جائے کہ ہم سب بھائیوں کو جنازے اور ان کی نیت عربی میں والدہ نے زبانی یاد کرائی تھی۔ جبکہ خاتون پر خود جنازہ نہیں ہے۔ حافظ قرآن نہ ہونے کے باوجود ہمہ وقت قرآن کا شغل تھا اور آس پاس قرآن کی تلاوت سن کر بغیر روک ٹوک کے تصحیح کے لئے آواز دیتی تھیں اور یہ اس قدر حیران کن اور پختگی کے ساتھ ہوتا تھا جیسے وہ مطلوبہ آیت وسورت دیکھ کر بتاتی ہوں جبکہ یہ ان کا عام معمول اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے تھا۔ والدہ صاحبہ جہانگیرہ کے علماء کبار کے تذکرے ایسی عظمت اور محبت سے فرماتیں کہ وہی علم دین پڑھنے کی رغبت وشوق کا اساس اول ثابت ہوا۔ حضرت اقدس مولانا لطف اللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم کے تذکرے میں یہ ضرور فرماتیں کہ وہ دیوبند پاس ہیں۔ اور اس شان واحترام سے جیسے آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اس سے بڑی عزت اور شرافت کوئی اور نہیں۔ یوں دیوبند کے علماء اور خود دیوبندیت سے عقیدت ومحبت خون اور فطرت میں شامل ہوگئی۔ والحمدللہ علیٰ ذالک۔ دینی مسائل اس قوت کے ساتھ یاد ہوتے تھے کہ اس کا اندازہ ایک واقعہ سے لگایا جائے۔ مشہور زمانہ عالم شیخ القرآن مولانا طاہر صاحب پنج پیری اور دیگر علماء کرام کا ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں مناظرہ ہوا۔ والد صاحب نے گھر پہ سنایا۔ والدہ نے

پوچھا کہ پنج پیر مولانا کیا فرماتے ہیں اور علماء کیا فرماتے ہیں۔ یعنی کس مسئلہ پر مناظرہ ہوا والد صاحب نے فرمایا: ''کہ پنج پیر مولانا یہ مردوں کے پیچھے خیر خیرات کرنے سے منع کرتے ہیں کہ ہر شخص کو اپنا عمل کام آئے گا۔ والدہ نے فوراً رشید البیان کا شعر پڑھا اور فرمایا کہ یہ عالم بالکل غلط کہتا ہے۔ ؎

چہ خیرات در پسے کی گی ہر مردہ تاور رسیگی
نسوک چہ وائی نہ رسی گی دغہ کفر تا خوئی گی

یعنی مرحوم کے لئے ایصال ثواب درست ہے اور اس کا انکار کرنا غلط ہے۔ بعد میں امام اہل سنت ابوالمظفر ابواسحاق اسفرائنی وغیرہ اکابر متکلمین کے کلام میں دیکھا کہ واقعی ایصال ثواب کا انکار سوائے معتزلہ اور خوارج کے کسی اسلامی فرقے نے نہیں کیا ہے۔ تفصیلات کے لئے شرح المواقف اور شرح المقاصد اور اصول فخری وغیرہ قابل دید ہیں۔ (واضح رہے کہ پنج پیر مولانا کے بارے میں اس قسم کے مسائل مشہور تھے بعد میں حضرت کی جملہ تصنیفات اور ان کے دورۂ تفسیر کے کل ۸۸ کیسٹس سننے سے پتہ چلا کہ وہ اہل سنت والجماعت اور دیوبندی نظریات کے تحت پابند اور بڑی قوت سے اس کے عالم اور عامل تھے)۔ بُرا ہو اختلافات کا کیسے کیسے الزامات اور تہمتیں پراپیگنڈہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت کی تحریک میں شدت یا بعض مسائل پر ان کے یکطرفہ موقف اختیار کرنے میں حدود اعتدال سے تجاوز ہو چکا ہے۔ هذا ما عندی ولا نزکی علی الله احدا۔

ناظرہ قرآن کریم ایک بزرگ معلم مولانا لطف اللہ صاحب، حاجی سیف الرحمن اور استادگرامی قدر مولانا عبدالحنان صاحب کی استاذی کا بھی شرف حاصل تھا۔

نہایت متدین اور احتیاط دین کا نمونہ تھے۔ ماسٹر صاحب کی اہلیہ اپنے زمانہ کی بی بی مریم تھیں۔ ہندوستان سے مہاجر تھیں۔ بڑی مشکلات سے پشتو زبان سیکھی تھی۔ سو ڈیڑھ سو بچیوں کو ماسٹر صاحب کی نیابت میں اپنے گھر پر بغیر کسی معاوضہ کے قرآن

شریف پڑھاتی تھیں اور ہر بچہ اور بچی کو سبق پڑھاتے ہوئے یا ان کا سبق سنتے ہوئے استانی صاحبہ کے چہرے پر آنسوؤں کی بارش رہتی تھی۔ یوں صبح سے شام تک بچوں اور بچیوں کے اسباق اور گھریلو کام کاج اور چہرے پر معصومانہ اور خوف خدا کے مظہر آنسوؤں کا سیلاب امڈا رہتا تھا۔ ہم حیران تھے کہ یہ اتنا روتی کیوں ہیں۔ استاذ صاحب سے پتہ چلا کہ انہوں نے قرآن شریف بہت مشکلات سے پڑھا ہے اور خدا کی کتاب سے کامل عقیدت کی وجہ سے سبق پڑھاتے ہوئے یا بچوں سے سنتے ہوئے وہ وقت وگرانیاں یاد آتی ہیں جو برسات غم کے باعث ہوتے ہیں۔ محلہ کی جامع مسجد میں حضرت مولانا احسان الحق صاحب المعروف با صاحب حق صاحب جو شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا فضل علی صاحبؒ کے صاحبزادہ تھے، موصوف اپنے والد کی طرح علوم کے شناور تو نہ تھے جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک اور استادگرامی قدر مولانا لطف اللہ صاحب سے ضروری اسباق پڑھ چکے تھے، دیوبند جانا ہوا تھا لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی جس کی داستان درد وغم کی ہے۔ موصوف نہایت ہی خوش الحان تھے، آپ کی فجر کی اذان جسے اہتمام کے ساتھ آپ خود دیا کرتے تھے اور اکثر نمازوں کی قرأت سننے کی تھی۔ تجوید وقرأت کے مسائل وآداب سے بلند و برتر یہ صوت جمیل اپنی نظیر آپ تھا۔ موصوف تقریر کے دوران بعض آیات یا اشعار ایسے لے میں پڑھ لیتے تھے کہ ساری مجلس پر غیر معمولی اثر اور رقت طاری ہو جاتی تھی۔ میں نے ان سے قرآن کریم سولہ پارے اور سترھویں پارے سورۃ انبیاء کا پہلا رکوع ترجمہ کے ساتھ پڑھا تھا۔ موصوف اپنے والد کی مناسبت سے فارسیات میں کامل دسترس رکھتے تھے۔

فارسی کی ابتداء مشہور کتاب پنج گنج فقہ میں خلاصۂ کیدانی اور قدوری حصہ اول انہی سے پڑھ چکا تھا۔ موصوف کی بڑی بہن تھی جو گھر پر غیر شادی شدہ، اعلیٰ درجہ کی عفت وپاکدامنی کی مظہر تھی۔ وہ علوم میں اپنے والد سے پوری پڑھی ہوئی تھی۔ اوائل میں صاحب حق صاحب کو جمعہ اور عید کے خطبے وہی یاد کراتی تھی۔ موصوف بعض اوقات

مولانا موصوف کے مواعظ اور خطبے سن کر رد وقدح فرماتی تھیں۔ میری والدہ ماجدہ فرمایا کرتی تھیں کہ کاش کہ استاد صاحب کی یہ بیٹی استاد صاحب کا بیٹا ہوتی تو کامل واکمل جانشین ہوتی۔

قاضی تقدیر کا یہ فتوٰی ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

اس عاجز نے نورالایضاح جو ہمارے زمانہ میں نئی نئی مصر سے پاکستان اور صوبۂ سرحد جہانگیرہ آچکی تھی، وقت کے بزرگ اور کامل استاذ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب محلہ اعوان سے پڑھنا شروع کیا تھا "زلت القاری" تک پڑھ چکا تھا کہ موصوف بیمار ہوئے اور وہی بیماری موت کا سبب بن گئی۔ حضرت والا جہانگیرہ کے قدیم علمی گھرانوں کے چشم وچراغ تھے۔ عرصۂ دراز تک ہندوستان میں مدرسہ عبدالرب اور فتح پوری کے مدرسوں میں تحصیل علم کرتے رہے تاہم فراغت مدرسہ رحیمیہ دہلی سے تھی جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد شاہ عبدالرحیم کی یاد میں قائم ہوچکا تھا۔ مولانا عبداللطیف صاحب مرحوم فقہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ علم الفرائض (میراث کے مسائل) میں امامت کا درجہ حاصل تھا، جس کے متعدد واقعات فقیر کو یاد ہیں۔ موصوف کی طالب علمی کا دور اور حضرت الاستاذ مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ کی طالب علمی کا زمانہ دیوبند قریب قریب تھا۔ زمانۂ طالب علمی میں دہلی میں ملاقاتیں رہی ہیں۔ تاہم عبداللطیف صاحب مرحوم عمر میں کچھ بڑے تھے۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب کے انتقال کے بعد بلکہ ان کی بیماری میں، میں نے حضرت الاستاذ مولانا عبدالحنان صاحب سے رجوع کرلیا تھا۔

موصوف علم وعمل کے پیکر، کردار وگفتار کے جامع، اللہ کے فضل سے گھر سے خاصے متمول اور دارالعلوم دیوبند کے قدماء فضلاء جنہوں نے شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جیسے عمائدین سے ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۵ء کے آس پاس

دورۂ حدیث مکمل کرکے اعلیٰ نمبروں میں فراغت اور فضیلت حاصل کی تھی، موصوف زمانۂ طالب علمی سے تمام علوم وفنون سے کامل استعداد رکھتے تھے باوجودیکہ کسی مدرسہ یا دارالعلوم میں باقاعدہ مدرس نہیں رہے لیکن فراغت سے لے کر تادم تحریر جس نے جس کتاب کے پڑھانے کے لئے کہا حضرت نے بڑی خوش دلی سے سخاوت قلب کے ساتھ اسے مستفید ومستنیر فرمایا ہے۔ آپ جمعیت علماء اسلام جو اہل حق کی واحد سیاسی جماعت ہے، کے قدیم وفادار اور بطل حریت مولانا غلام غوث ہزاروی اور مفکر اسلام فقیہ دوراں محدث ومفسر اعلیٰ آیت من آیت اللہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے معتمد خاص رہے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے زمانہ میں بعض اسباق میں برکت سرحد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک کے ہم سبق رہے ہیں۔ مولانا عبدالحق صاحب اپنے زمانہ میں بے مثال عالم باعمل تھے، آپ کی کرامات اور فیوض وبرکات دیدنی تھی۔ ایشیاء کا مقتدر ادارہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک آپ کا زندہ تابندہ کرامت اور بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ مولانا موصوف ہمارے حضرت والا کے بہنوئی تھے۔ گویا زعیم ملت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ استاد گرامی قدر مولانا عبدالحنان صاحب کے سگے اور سچے بھانجے ہیں، حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں اس عاجز نے تقریباً تین (۳) سال کسب فیض کیا ہے۔ اس دوران صرف ونحو منطق اور ترجمۂ قرآن دو مرتبہ اور فارسی میں گلستان حضرت ہی سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ حضرت کے بے مثال تقوٰی اور خلوص تدریس اور کامیاب سلیقے اور دارالعلوم دیوبند کی مبارک نسبت کی وجہ سے آپ سے پڑھنے میں بڑی سہولت ہوئی اور میٹرک کے ساتھ ساتھ حضرت کے ہاں نحو میں کافیہ تک اور صرف میں فصول اکبری اور شافیہ تک اور منطق میں تہذیب اور بدیع المیزان تک اور فقہ میں شرح وقایہ اولین اور آخرین تک پڑھنا نصیب ہوا۔ حضرت نے مفید الطالبین مجھے پڑھائی جو ادب کی ابتدائی کتاب تو نہیں لیکن ابتدائی چٹ پٹ اور ظرافت کی حامل

کتاب ضرور ہے۔ مفید الطالبین ختم ہونے کے بعد حضرت اپنے گھر سے نفحۃ الیمن لے آئے جو حضرت والا کو دارالعلوم دیوبند میں کسی امتحان میں امتیازی نمبروں میں پاس ہونے کے انعام میں ملی تھی۔ (نفحۃ الیمن مدرسہ عالیہ کلکتہ میں انگریزوں کی نگرانی میں چلنے والے مدرسہ میں لکھی گئی تھی اس کی ادبیت اور نظم ونسق معیاری ہے۔ بعد میں دارالعلوم دیوبند نے اس کے مقابلے میں نفحۃ العرب مولانا اعزاز علی صاحب سے لکھوائی) اگرچہ نفحۃ العرب کتاب دین ہونے کے علاوہ معیار علم وادب میں نفحۃ الیمن کے پائے کی ثابت نہ ہوسکی البتہ دارالعلوم دیوبند کی حقانیت کی برکت سے وہ شامل درس رہی جبکہ نفحۃ الیمن کو مخصوص علمی حلقوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

داد اور اقابلیت شرط نیست

بلکہ شرط قابلیت داد اوست

بہرحال نفحۃ الیمن لا کر حضرت الاستاذ نے فرمایا کہ اگرچہ ہمارے اور حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کے درمیان کچھ علاقائی اور سیاسی چپقلش رہتی ہے مگر حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علم ادب اور تاریخ وتفسیر میں اس زمانہ کے امام ہیں۔ لہذا آپ اُن سے علمِ ادب میں رجوع کرلیں۔ مفید الطالبین کے بعد بقیہ کتب ادب حضرت نے حضرت اقدس مولانا لطف اللہ صاحب سے پڑھنے کے لئے فرمایا۔ حضرت نے نفحۃ الیمن دے کر حکم دیا کہ ظہر کی نماز حضرت مولانا لطف صاحب کی مسجد میں پڑھو اور اُن سے پڑھنا شروع کرو۔ میں جب وہاں پہنچا۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد حضرت الاستاذ مولانا عبدالحنان صاحب بھی وہیں تشریف لائے۔ یہ آمد حضرت کی کافی دیر بعد تھی (کیونکہ کچھ شکررنجی سی رہی تھی)۔ نماز ظہر حضرت والا مولانا لطف اللہ صاحب نے پڑھائی اور نماز کے بعد حضرت معمولات سے فارغ ہوئے تو حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نے اس عاجز کو اشارہ کیا کہ کتاب لے کر حضرت کے پاس جاؤ میں کتاب لے کر حضرت اقدس کی خدمت میں جا بیٹھا اور میرے کچھ کہنے سے

پہلے حضرت الاستاذ مولانا عبدالحنان صاحب نے فرمایا کہ حضرت یہ پڑھنے والا لڑکا ہے میں نے کچھ مبادی پڑھائے ہیں اب اس قابل ہوا کہ آپ کے سامنے بیٹھ سکے۔ اسکول پڑھ رہا ہے اور اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوتا ہے۔ اپنے دین کا پورا پابند اور باذوق ہے۔ غریب گھرانے سے ہونے کے باوجود طلب علمی میں خوب ذوق شوق رکھتا ہے۔ حضرت اقدس نے حضرت کے جملوں پر بغیر کچھ فرمائے خوشی کا اظہار فرمایا جو حضرت کے منور چہرے پر علمی تبسموں کا ایک موسم بہار کی طرح نمودار ہوا۔ یوں مولانا عبدالحنان صاحب اٹھ کر چلے گئے اور میرا پہلا سبق جو تمام علوم فنون اور آگے مراحل دین کے لئے اساس اور اصل الاصل تھا وہ شروع ہوا۔ حضرت الاستاذ مولانا لطف اللہ صاحب نے نفحۃ الیمن کے ابتدائی اشعار میں ایک شعر کی تشریح میں اس عاجز سے سوال کیا جس پر اتفاقاً جواب درست منطبق ہوا۔ حضرت بے انتہا خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں اس دور کے بے ذوق لوگوں کو دیکھ کر پڑھانا چھوڑ چکا ہوں لیکن آپ کا ذوق وشوق دیکھ کر شاید مجھے نئے سرے سے پہلے سے بڑھ کر پڑھانا ہوگا۔ یہ سُن کر یہ عاجز وفقیر نہایت شرمندہ ہوا کیونکہ حضرت کا دینی ودنیاوی مقام بہت بڑا تھا اور ہماری حیثیت ان کے سامنے بحر بیکراں کے سامنے قطرہ اور گلزار وبستان کے سامنے شاخ بے ثمر کی سی تھی۔ حضرت والا سے کافیہ اور شرح وقایہ کی تکمیل علم معانی میں مشہور رسالہ "مصدریہ" اور نفحۃ الیمن مکمل اور نفحۃ العرب اور کفایۃ المتحفظ اور الطریف الادیب الظریف اور مقامات کے ابتدائی پانچ مقالے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نفحۃ العرب کی عربیت پر ناراض رہتے تھے آپ کو مولانا اعزاز علی صاحب سے بالکل مناسبت نہ تھی، فرمایا کرتے تھے کہ یہ کتاب نہ لکھتے تو کم از کم دارالعلوم دیوبند اور شیخ الادب کا پردہ رہتا۔ کبھی فرماتے کوئی عرب دیکھ لے تو کیا سوچتا ہوگا بہرحال نفحۃ العرب اللہ تعالیٰ کے ہاں سے قبولیت حاصل کرچکی ہے اور جس مقصد کے لئے لکھی گئی ہے یعنی نفحۃ الیمن کو میدان سے برطرف کرنا اس میں اللہ تعالیٰ نے سو فیصد کامیابی عطا فرمائی۔ باقی

بزرگانِ دین کے ذوق وشوق مختلف ہیں۔ استاذ گرامی مولانا لطف اللہ صاحب امام العصر محدث کبیر مولانا انور شاہ صاحب کے خاص شاگرد تھے اور غالباً ۱۹۲۷ء میں شاہ صاحب سے دیو بند میں دورۂ حدیث مکمل کر کے ہر کتاب میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔ آپ محدث العالم شارح ترمذی علوم انور شاہ کے امین مولانا یوسف بنوری مرحوم سے تعلیم میں ایک سال آگے تھے، جس سال آپ دورۂ حدیث میں تھے یہ سال حضرت بنوری کا مشکوٰۃ وغیرہ کا تھا۔ اگلے سال مشہور زمانہ اسٹرائک پیش آیا جس میں حضرت شاہ صاحب مولانا شبیر احمد صاحب اور دار العلوم دیو بند کے لائق اساتذہ کی ایک جماعت دار العلوم دیو بند چھوڑ گئے یہ حضرت بنوری صاحب کے دورۂ حدیث کا سال تھا۔ اس لئے حضرت بنوریؒ نے دورۂ حدیث حضرت شاہ صاحب سے ڈابھیل جا کر مکمل فرمایا جبکہ مولانا لطف اللہ صاحب ایک سال پہلے حضرت شاہ صاحب سے دار العلوم دیو بند میں پڑھ کر فراغت حاصل کر چکے تھے۔ بعد میں حضرت بنوریؒ اور حضرت مولانا لطف اللہ صاحب پشاور میں برسہا برس اکٹھے رہے اور پھر کراچی میں حضرت بنوریؒ نے جب جامع مسجد نیوٹاؤن سے متصل مدرسہ عربیہ اسلامیہ قائم کیا (حال جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن) اپنے دیگر قابل ساتھیوں کے ساتھ پہلا انتخاب اپنے مدرسہ کی تدریس کے لئے حضرت بنوریؒ نے حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کا کیا۔ آپ اس کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ میں ۷ سال ساتھ رہا ہوں۔ سورۂ یوسف کی آیت سبع سنین دابا پڑھتے تھے۔ حضرت الاستاذ مولانا لطف اللہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بخاری شریف بہت سے لوگ پڑھاتے ہیں مگر بخاری کے لئے بخاری کی فکر کا عالم چاہئے اور وہ عالم اسلام میں صرف مولانا محمد یوسف بنوریؒ ہیں۔ آپ حضرت بنوریؒ کے گہرے دوست بقول استاذ محترم مولانا مفتی الرحمٰنؒ صاحب یار غار اور یار غربت تھے۔ جب حضرت بنوریؒ کے مراحل حیات مصائب وشدائد اور علمی صلاحیتوں کا ذکر فرماتے تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی تھی اور بہت کم ایسا ہوا کہ

حضرت بنوریؒ کے تذکرے میں آپ آبدیدہ نہ ہوئے ہوں۔

عجیب بات دیکھی کہ حضرت علمی صلاحیت کے ساتھ ان کی طہارت وتقدس کے گرویدہ اور بعینہ یہی الفاظ حضرت بنوریؒ رہے حضرت مولانا صاحب کے بارہا سنے۔ گویا علم اور طہارت کے دو مینار تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے ہم جیسے نابکاراؤں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

گرچہ خرویم دلے نیست بزگ داریم

احب الصالحین ولست منھم

لعل اللہ یرزقنی صلاحا

بہر حال حضرت مولانا لطف اللہ صاحب سے پڑھائی مکمل ہو رہی تھی اور دوسری طرف میٹرک کے سالانہ امتحانات سے فراغت ہوئی۔ پڑھتے وقت حضرت جی نے کراچی حضرت بنوریؒ کے مدرسے میں علوم کی تکمیل کا ارشاد فرمایا تھا۔ مگر ہم دیہات والوں کے لیے یہ قدرے مشکل تھا۔ حسن اتفاق سے کشمیر کے سردار عبد القیوم خاں نے راولپنڈی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا یوسف بنوری صاحب اور غالباً حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحبؒ کو کشمیر میں اسلامی آئین نافذ کرنے کے لئے خاکہ بنانے کے لئے طلب کیا تھا۔ راولپنڈی میں حضرت بنوریؒ کو اطلاع ملی کہ ان کے رفیق خاص اور اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیز گل کے چھوٹے بھائی اور حضرت مولانا بنوریؒ کے مدرسے کے پہلے شیخ الحدیث مولانا نافع گل (عبد الحق نافع) سخت علیل ہیں اور پشاور جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت مولانا لطف اللہ صاحبؒ کی بہن جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد کی والدہ کی وفات کی اطلاع ملی حضرت پشاور جاتے ہوئے راستے میں تعزیت کے لئے نوشہرہ اترے۔ یہ دونوں بزرگ حضرات مجمع عام میں تشریف فرما تھے کہ یہ عاجز وفقیر اپنے بزرگ مولانا محمد غلام صاحب کے ہمراہ تعزیت کے لئے نوشہرہ حاضر ہوا۔ میں جب پہنچا تو حضرت نے فرمایا آؤ ہاتھ ملاؤ۔ یہ

مولانا محمد یوسف صاحب ہیں گویا میری آمد سے پہلے حضرت، حضرت بنوریؒ سے بات کر چکے تھے۔ میں نے مصافحہ کیا اور قریبی چارپائی کے پٹی کی طرف بیٹھ گیا۔ حضرت بنوریؒ خاکی رنگ کی شیروانی زیب تن فرما چکے تھے اور نہایت بارونق بخاری ٹوپی پر سفید ململ کی باوقار پگڑی باندھے ہوئے تھے اور شان وشوکت کی لاٹھی ہاتھ میں تھی چند قدم کے فاصلے پر حضرت کو پشاور لے جانے کے لئے عمدہ قسم کی کار جس کے ساتھ حضرت کے خدام کھڑے انتظار کر رہے تھے۔ اس عاجز کو دیکھ کر حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ آپ اوائل شوال میں ہمارے ہاں داخلہ آجائیے۔ اور یوں جہانگیرہ سے کراچی حضرت بنوریؒ کے دارالعلوم دیوبند اور وقت کے جامع ازہر اور ایشیا کی لاثانی علم وعمل کے معدن میں آنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سبب بنایا۔ وللہ الشکر والحمد علی نعماہ والائہ ظاهراً وباطناً.

میری کراچی آمد:

اوائل شوال میں، میں کراچی پہنچا اس سفر میں مولانا لطف اللہ صاحب مغلکی کے والد مولانا ہدایت اللہ مرحوم جو گل مولانا صاحب کہلاتے تھے، ساتھ تھے۔ اور اکوڑہ خٹک کے شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ کے بانی اور شیخ الحدیث ملک کے ممتاز ومنفرد علمی وعملی ہستی حضرت باچا گل صاحبؒ کے صاحبزادے اطہر علی شاہ گوہر جی ساتھ تھے، وہ بھی مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن حال جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن پڑھنے آرہے تھے۔ ہمارے گاؤں کے بزرگوار محترم بابو ممتاز صاحب بھی سفر میں ساتھ تھے بلکہ بابو صاحب مدظلہ ہی نے اس عاجز کی سیٹ اور برتھ بک کروائی تھی جس کی قیمت -/۵۳ روپے (ترپن روپے) بنی تھی۔ ہم کراچی کینٹ دو دن کے سفر کرنے کے بعد اترے کسی عذر کی وجہ سے مولانا لطف اللہ مرحوم گاڑیاں اسٹیشن نہ بھیج سکے۔ انتظار کے بعد ٹیکسیوں کے ذریعے شیر شاہ پہنچے جہاں مولانا لطف اللہ مرحوم کی مسجد تھی۔

مولانا لطف اللہ مرحوم کا تذکرہ:

آپ جہانگیرہ سے جنوب کی طرف ایک چھوٹے گاؤں مغلکی کے باشندے تھے اور جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل تھے۔ کچھ عرصہ تک وہاں ناظم اور سفیر بھی رہے بعد میں باچا صاحبؒ کی عنایات سے سیٹھ سلیم کی مسجد صابری میں امام وخطیب مقرر ہوئے۔ سیٹھ سلیم ہندوستان کے متمول پنجابی گھرانے میں سے تھے۔ بزرگوں سے غیر معمولی عقیدت اور وابستگی رکھتے تھے۔ حضرت باچا گل مرحوم کے علاوہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب عباسی مدنیؒ کے بھی صحبت یافتہ اور ان کی بزرگی کے مداح تھے۔ ان کے ہاں مولانا لطف اللہ صاحب کا تقرر بحیثیت امام اور خطیب برآ جامع مسجد صابری شیر شاہ ہو چکا تھا۔ مولانا لطف اللہ نہایت شیریں گفتار، نکتہ رس اور اظہار مافی الضمیر کے ماہر اور قادر الکلام خطیب تھے۔ آپ قرآن کریم نہایت حلاوت اور لذت سے تلاوت فرماتے تھے۔ تجوید اور قرأت کے بغیر یہ صوت جمیل نہایت دلکش اور جاذب القلوب ہوتی تھی۔ یہی حال ان کے جمعہ کے خطبہ کا تھا۔ عرصۂ دراز کے بعد جب سیٹھ سلیم ماؤف الدماغ اور بیمار ہوئے اور ان کے تمام کارخانے اور مل سیٹھ عابد کے کنٹرول میں آئے تو بھی کچھ عرصہ تک مولانا لطف اللہ صاحب عزت واحترام سے تھے اور اس زمانہ میں جامعہ مسجد صابری میں درجۂ ثالثہ تک کتب کا مدرسہ بھی قائم کیا گیا جس کے تمام تر اخراجات سیٹھ عابد برداشت کرتے تھے۔ مگر جلد ہی اختلافات ہوئے۔ غالباً نظم ونسق کے فقدان کے علاوہ سیٹھ عابد کو مالی وجوہ پر بھی کچھ بے اعتمادی ہوگئی تھی اور نتیجتاً مولانا مرحوم کو وہاں سے جانا پڑا۔ یا وہ دن تھے کہ مولانا ہی اُن کے خاندان کے معتمد خاص تھے اور نقشہ یوں تھا۔

ہر کہ سلطان مرید او باشد
در ہمہ بد کند نکو باشد

اور یا یہ دن آئے کہ مولانا تانگہ اسٹاپ کی مسجد حنفیہ میں منتقل ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں سیٹھ سلیم مرحوم اور ان کے گھرانے کے افراد مولانا کی خدمت میں یہاں آتے تھے مگر زور وشور سارا سیٹھ عابد کے ہاتھ میں جا چکا تھا۔

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سمیں خود را رنجہ کرد

بہر حال مولانا وفات تک جامع مسجد حنفیہ ہی میں امام وخطیب رہے اور ان کے انتقال کے بعد ان کی اولاد اہل خانہ وہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پرانی تکلیفیں ختم فرمائیں اور حضرت کے صاحبزادوں نے کوئی مدرسہ بھی قائم کیا ہے اور آرام وعزت سے وقت گزار رہے ہیں۔ حضرت کا چھوٹا لڑکا حافظ بلال احسن العلوم میں ابتدائی درجات کا طالب علم ہے۔ اگر نظر بد اور گردش زمانہ کی گرفت سے بچے تو اپنے عظیم والد کی یادگار بنیں گے۔ بہر حال اس لڑکے کے ساتھ وہی ہوا جس کا خدشہ تھا کیونکہ

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارہ بلندی

کے مصداق ہیں بہر حال ہم صبح مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن داخلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر مولانا لطف اللہ اور قاری شیر افضل مدظلہ ہم سے پہلے جا کر حضرت بنوریؒ سے بات کر چکے تھے۔ حضرت بنوریؒ نے ان حضرات کو جواب دے دیا تھا میں جب پہنچا تو مولانا لطف اللہ مخصوص انداز میں چشمہ فریم سے پکڑ کر گھماتے ہوئے نیوٹاؤن کے گیٹ پر مجھے ملے اور بڑے افسوس سے معذرت کی کہ وہ تو آپ کو جانتے نہیں اور داخلے بند ہو چکے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا آؤ ہاتھ ملا لو بڑی بزرگ ہستی ہے۔ جب میں داخل دفتر ہوا حضرت بنوریؒ سے ہاتھ ملایا۔ حضرت نے فرمایا داخلے بند ہو چکے ہیں۔ میں نے حضرت مولانا لطف اللہ صاحب جہانگیر والے بزرگ کا خط نکال کر ان کے ہاتھ میں رکھا۔ حضرت نے خط دیکھتے ہی فرمایا معاف کیجئے! معاف

کیجئے! آپ کا داخلہ تو شعبان میں اس مدرسہ کے بانی اور پہلے مدرس نے کرایا ہے اور بڑے دلکش اور باوقار لہجے میں فرمایا اسمٰعیل بھائی صاحب جلدی فارم دیں اور تلطفاً کے فرمایا کہ اُس لطف اللہ کے ہوتے ہوئے اس لطف اللہ کی کیا ضرورت تھی۔ بہر حال داخلہ فارم لے کر بھر دیا گیا اور ہمارا داخلہ فارم برائے امتحان ایک استاد کے پاس پہنچ گیا۔

طرفہ تماشا:

اگلے دن امتحان مقرر ہوا۔ مگر نماز فجر میں میرے ساتھ ایک شخص نماز میں کھڑا تھا جو مسلسل دانتوں سے بھورے نکالتا تھا۔ سلام پھیرنے پر میں نے اُن سے کہا آپ نے نماز کے لئے کلی نہیں کی اس لئے آپ کی نماز نہیں ہوئی اور آپ مسلسل عمل کثیر میں مبتلا ہیں وہ چپ چاپ خاموشی سے سنتے رہے۔ دن کے دس بجے جب امتحان کے لئے پیش ہوا تو وہی شخصیت میری ممتحن ہے۔ انہیں دیکھ کر میں سہم گیا اور وہ بھی مجھے دیکھ کر بے طیع ہوئے اور فارم کو لے کر مجھے کہا فارم لے کر آپ کہیں اور چلے جائیں میں آپ کا امتحان نہیں لے سکتا۔ میں نے انہی سے گزارش کی۔ دوسرے ممتحن کا نام آپ لکھ دیں۔ انہوں نے منظور فرما کر حضرت مولانا محمد صاحب سواتی جو قدیم استاد ہیں اور دار العلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سے فاضل ہیں، غالباً مشہور زمانہ شیخ الکل فی الکل جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد اللہ صاحب ڈاگئی اور مولانا محمد صاحب سواتی مظاہر العلوم میں ہم سبق رہے ہیں۔ بہر حال ان کے پاس میرا امتحان آیا۔ کافیہ میں مشہور مقام " والثالث ما الضمير عاملة على شريطة التفسير " کی عبارت مجھ سے پڑھوا کر تشریح کرنے کا حکم دے دیا۔ اس عاجز کو کافیہ زبانی یاد ہے۔ جو کتاب یاد ہو اس پر دسترس آسان ہوتی ہے۔ میں نے اس کی شرح میں ابن الانباریؒ کے کچھ اشعار بھی پڑھے۔ حضرت نہایت محظوظ

ہوئے۔ پوچھا کافیہ اور مقامات کن سے پڑھی ہیں؟ میں نے حضرت اقدس حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کا نام بتایا۔ حضرت کا نام سن کر اور خوش ہوئے اور فرمایا وہ تو تاریخ اور ادب کے امام ہیں اور میں نے تخصص فی الحدیث انہی سے کیا ہے اور مقدمہ ابن خلدون میں ہمارے عظیم اور مقتدر استاد تھے اور احتراماً فرمایا کہ حضرت الاستاذ کے شاگردوں سے میں مزید امتحان نہیں لیتا اور مجھے درجہ رابعہ کے بجائے درجۂ خامسہ دینے کا حکم دے دیا۔ میں نے عرض کیا کہ میری شرح جامی اور نور الانوار جیسی اہم کتب رہ جائیں گی۔ اس لئے مجھے رابعہ ہی میں برقرار رکھئے۔ حضرت نے بھی میری درخواست پر خوشی کا اظہار فرما کر فرمایا گاؤں سے نئے نکلے ہو اس درجہ کے بیشتر اسباق پڑھ چکے ہو اس لئے زیادہ پختہ رہ سکو گے۔ اور یوں میرا داخلہ ۱۹۷۳ء کو ۶ شوال کو آمد ہوئی اور ۷ شوال درجۂ رابعہ میں داخل ہوا۔ وللہ الحمد اولاً و آخراً۔ اور یوں درجہ رابعہ، خامسہ، سادسہ، سابعہ اور دورۂ حدیث کی تکمیل ایشیاء کے اس مقتدر معدن علم میں خیر الرجال اور کامل علماء و اولیاء کے استفادہ کے ساتھ مکمل ہوئے۔ گاہ بگاہ حضرت بنوریؒ کے درس بخاری میں بیٹھنے کی کوشش کرتا تھا اور تقریباً بلا ناغہ شام کو کسی وقت رفیق محترم مولانا حافظ قاری مفتاح اللہ صاحب سے حضرت کے سبق میں بعض خصوصی نکات کا پتہ کرتا تھا۔ مولانا حافظ قاری مفتاح اللہ کا یہ دورۂ حدیث کا سال تھا اور وہ اول سے اخیر تک بنوری ٹاؤن کے مستعد اور ہونہار طالب علم مشہور تھے۔ وفاق کے سالانہ امتحان کے علاوہ ہر امتحان میں اول آنا ان کے لئے ریزرو تھا۔ بعض وہ طلباء جو ان سے پرخاش رکھتے تھے ان کا کہنا تھا کہ قدیم طالب علم ہونے کی وجہ سے لحاظ میں یہ رعایت دی جارہی ہے اور وہ وفاق کے سالانہ امتحان کے منتظر تھے اور جب ایک عارضہ کی وجہ سے وفاق کے سالانہ نتیجہ میں موصوف کا وہ امتیازی مقام نہ رہا تو وہ حاسدین طلباء بڑی خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ بعد میں گمشدہ کاپی ملنے سے قاری صاحب موصوف کا سابقہ مقام کافی حد تک درست ہوا۔ حدیث میں ہے "کل ذی

نعمة محسود" ہر شخص جس پر خدا کی نعمت ہو لوگ حسد کرتے ہیں۔ قاری صاحب موصوف علوم و فنون کے قابل استاد ہیں حسن اخلاق کے پیکر ہیں۔ قرأت و تجوید کے شناور ہیں اور قادر الکلام خطیب ہیں۔ بنوری ٹاؤن کی شاخ تعلیم الاسلام سہراب گوٹھ میں امام و خطیب اور نگران اعلیٰ تعینات ہیں۔

حضرت قاری صاحب کی خصوصیات:

۱۔ آپ طالب علمی سے مستعد ثابت ہوئے ہیں۔

۲۔ آپ اساتذہ اور علوم کے بے حد قدردان اور باادب ہیں۔

۳۔ اساتذہ کے بیشتر دروس تقریباً محفوظ ہیں۔ آپ کو کسی مشکل اور مغلق عبارت سمجھنے میں بڑی سرعتِ ذہن ثاقب فہم نصیب ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم پڑھنے کا امتیازی ملکہ نصیب فرمایا ہے۔ آپ کی نماز اور وعظ و نصیحت دونوں آپ کی تلاوت اور شعر گوئی سے کشت زعفران رہتی ہے۔

پہلی شادی سے اولاد نہیں تھی دوسری شادی سے دو بیٹیاں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جلد نرینہ اولاد سے مالا مال فرمائیں۔ اس عاجز اور حضرت قاری صاحب میں کوئی علوم و فنون اور کئی مسلکوں میں اتحاد کی وجہ سے غیر معمولی انس اور جمعیت پائی جاتی ہے۔ موصوف سفر و حضر کے معتمد اور وفادار ساتھی ہیں۔ حرمین شریفین اپنے ساتھ دو دفعہ لے جا چکا ہوں۔ ایک موقع پر جب اس عاجز اور فقیر کے معصیت بھری جوتے اٹھانے لگے تو برادرم محترم منصور الرحمن صاحب دیکھ کر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ جنہیں آپ ساتھ رکھتے ہیں ان کے مقامات خلق دیکھنے کے ہوتے ہیں۔ موصوف میں غیر معمولی عجلت بھی ہے۔ جس پر میری تنبیہ اور روک ٹوک سے وہ خوش ہوتے ہیں اور اکثر اپنی جلد بازی کے خلاف میرے مقولے بڑے فخر و شکر سے سناتے ہیں۔ اس بارے میں

اتنے واقعات ہیں جس پر علیحدہ جزء ترتیب دیا جاسکتا ہے۔ بہرحال ہمارے مخلص دوست اس دور کے علم وعمل اخلاق وکردار کا مثالی نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے اور دیر تک ہمیں اُن سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ آپ کی ایک خصوصیت جو اس عاجز کے نزدیک سب پر فائق ہے کہ بارہا حضرت بنوریؒ کے حکم پر طالب علمی میں آپ جامع مسجد نیوٹاؤن میں نماز فجر پڑھاتے تھے اور حضرت آپ کی اقتداء میں نماز ادا فرماتے تھے۔ تعلیم الاسلام سہراب گوٹھ کی جامع مسجد کے لئے بھی آپ کا انتخاب حضرت مولانا بنوریؒ مرحوم ہی نے کیا تھا۔

نوٹ: سوانح عمری کا بقایا حصہ احسن البرہان کی دوسری جلد میں ملاحظہ فرمائیں۔ انشاءاللہ

(محمد ہمایوں)

حضرت شیخ الحدیث والتفسیر شیخی واستاذی
حضرت مولانا مفتی **محمد زرولی خان** صاحب دامت برکاتہم
کے قیمتی اور بیش بہا فرمودات

جو حضرت نے بخاری، ترمذی اور دورہ تفسیر کے دوران ارشاد فرمائے۔

ہر ایک لفظ سے پھوٹے ہزار چشمے ہدایت کے
یہ بحر بیکراں بھی ہے نقش جاوداں بھی ہے
یونہی جاری رہے فیضان سدا میرے شیخ کا
یہ دل کی آرزو بھی ہے یہی دل کی دعا بھی ہے

(محمد ہمایوں مغل)

بٹتے ہیں مسلسل یہاں تفسیر کے موتی
جو ہے رونق یہاں اور کہیں پر نہیں ہوتی
ہوتا ہے مدتوں میں ایسا دیدہ ور پیدا
یونہی تو نرگس اپنی بے نوری پر نہیں روتی

(محمد ہمایوں مغل)

مفسر القرآن شیخ الحدیث

حضرت مولانا مفتی **محمد زرولی خان** صاحب مدظلہ العالی

کی خدمت اقدس میں ہدیہ اشعار

کس قدر حیران کن یہ عالم تحریر ہے
نور سے معمور ایسا دورۂ تفسیر ہے

یوں بیاں کرتے ہیں یہ قرآن کی تفسیر پر
جلوہ گر ہوں صاحب کشاف و آلوسی فخر

ان کا سرمایہ ہی استادوں کی اک اک بات ہے
نام بنوری کا ان کے لب پہ دن اور رات ہے

اہل باطل کے لئے للکار انور شاہ کی ہے
ترجمے سے شان واضح شیخ لطف اللہ کی ہے

حضرت محمود مفتی کی یہی پہچان ہے
یہ وہ عالم جس کی رگ رگ میں بسا قرآن ہے

جبہ دستار وعصا کی اک انوکھی شان ہے
علم دین کے صاحب مسند کی یہ پہچان ہے

فقہ کی تعبیر سے معمور ہے درس وبیاں
شان امام اعظم کی ہوتی ہے ہر آیت پر عیاں

ہیں یہ شمشیر برہنہ شرک وبدعت کے لئے
ہیں تحفظ کا قلعہ قرآن وسنت کے لئے

بے نظیر ان کی فصاحت اور بلاغت بے مثال
ہے بیاں پر سوز ان کا اور عمل ہے باکمال

پیکر حسن و ادب ہے منبع علم وفضل
دین روشن کا مظہر ہے یہ تو عالم بے بدل

تیرگی کو آپ نے دی علم دیں کی روشنی
ان کے ہر قول وعمل میں سنتوں کی چاشنی

ہے نرالی شان دیکھو اس خدا کے شیر کی
اس کی ہر مجلس منور اور محفل خیر کی

دور حاضر میں تو یہ قدرت کا اک احسان ہے
علم کی ناموس ہے دین مبیں کی آن ہے

ہے ولی کامل یہ آ کے دیکھو اس جہان میں
گوہر نایاب ہیں یہ ہند و پاکستان میں

کیا کہے عاجز حسن اب اور ان کی شان میں
تھک چکا ہے اب قلم طاقت نہیں زبان میں

(محمد ہمایوں مغل حسن، ۲۵/ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ)

مردِ مومن مردِ حق گفتار مفتی زر ولی
دین کا اک دیدۂ بیدار مفتی زر ولی

فضلِ رب سے کر رہے ہیں خدمتِ دینِ مبین
بزمِ دین کا ہیں اہم کردار مفتی زر ولی

تیرگی کو دے رہے ہیں علمِ دین کی روشنی
روشنیٔ علم کے مینار مفتی زر ولی

یہ مسلسل روز و شب کوشاں فروغِ دین میں ہیں
ہیں جہادِ دین کا ایک کردار مفتی زر ولی

زہد و تقویٰ ان کا شیوہ درسِ قرآن ان کا شغل
ہر برائی سے بہت بیزار مفتی زر ولی

رحمتِ حق سے ہیں فائز مسندِ تدریس پر
ہیں مدرس کتنے خوش گفتار مفتی زر ولی

وقت کی بڑھتی ہوئی اس تیرگی کے عہد میں
مشعلِ دیں کے علمبردار مفتی زر ولی

لفظ و معنی کی حقیقت کے بڑے عقدہ کشا
شرک و بدعت کے لئے تلوار مفتی زر ولی

یہ ہزاروں طالبِ دینِ مبین کے واسطے
کر رہے ہیں راستے ہموار مفتی زر ولی

خیر خواہی احسن العلوم کی ہے جن کا فرض
ہیں ایک ایسے قافلہ سالار مفتی زر ولی

ایک بخاری اور پیدا ہو گئے جیسے یہاں
ایسے علمِ حدیث سے سرشار مفتی زر ولی

نورِ قرآن سے ہے شانِ فخرِ وآلوی عیاں
ہیں ایک ایسے علم کا معیار مفتی زر ولی

(محمد ہمایوں مغل)

✿✿✿✿✿

یہ چشمۂ فیضان ہے یہ نور سحر ہے
یہ جادۂ اسلاف ہے یہ نور قمر ہے

ہے گلشن اقبال میں فردوس کا منظر
مستقبل روشن کے لئے راہ گزر ہے

یہ مدرسہ ہے چہرۂ گیتی پہ تبسم
اس نور سے معمور سدا قلب وجگر ہے

بنتے ہیں اسی علم کے مرکز میں مجاہد
پروانۂ رحمت کی کیا تجھ کو خبر ہے؟

اس قصر معلی میں دریچے بھی کھلے ہیں
اس گلشن تعلیم میں خوشبوئے عطر ہے

اس کے لئے تھے احمدِ رحمٰن دعاء گو
دیکھو یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر ہے

روشن ہے یہ مینار تو بانی کو بھی دیکھو
یہ زر ولی خاں شیخ کی محنت کا ثمر ہے

لاریب کراچی میں ہے یہ حق کا منادی
سنت کی اشاعت کے لئے شیر ببر ہے

بدعات نے جب بھی کیا مسموم فضا کو
برہان کے ہتھیار سے وہ سینہ سپر ہے

گیرائی بھی سن لیجئے گہرائی بھی دیکھیں
یہ پختگیٔ علم ہے یا نقش حجر ہے

ہے شیخ کی مہمان نوازی بھی مثالی
تعلیم سے مسرور بھی ہر فرد بشر ہے

ہر سمت سے دیکھو گے طلبگار ستارے
رمضان میں تفسیر بھی مطلوب سفر ہے

اس آتش سوزان نے باطل کو مٹایا
یہ خرمن باطل کے جلانے کا شرر ہے

ہے علم کی تقسیم بھی سونے کی ولایت
اک ہاتھ میں تدریس ہے اک ہاتھ میں زر ہے

دائم رہے یہ فیض جہانگیر وسلامت
اس نور کا ہر طالب حق دست نگر ہے

عاجز کی دعائیں ہیں کہ دائم رہے یہ فیض
اللہ کے دربار میں اگندہ بسر ہے

اس نور کی قندیل سے اطراف ہیں روشن
یہ نظم رضا جامعہ احسن کی نذر ہے

(حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب
ساؤتھ افریقہ

✿✿✿✿✿

❁❁❁❁❁

یہ چشمۂ فیضان ہے یہ نورِ سحر ہے
یہ جادۂ اسلاف ہے یہ نورِ قمر ہے

ہے گلشنِ اقبال میں فردوس کا منظر
مستقبلِ روشن کے لئے راہ گزر ہے

یہ مدرسہ ہے چہرۂ گیتی پہ تبسم
اس نور سے معمور سدا قلب و جگر ہے

بنتے ہیں اسی علم کے مرکز میں مجاہد
پروانۂ رحمت کی کیا تجھ کو خبر ہے؟

اس قصرِ معلی میں دریچے بھی کھلے ہیں
اس گلشنِ تعلیم میں خوشبوئے عطر ہے

اس کے لئے تھے احمدِ رحمٰن دعاء گو
دیکھو یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر ہے

روشن ہے یہ مینار تو بانی کو بھی دیکھو
یہ زر ولی خاں شیخ کی محنت کا ثمر ہے

لاریب کراچی میں ہے یہ حق کا منادی
سنت کی اشاعت کے لئے شیر ببر ہے

بدعات نے جب بھی کیا مسموم فضا کو
برہان کے ہتھیار سے وہ سینہ سپر ہے

نکتہ سنج و نکتہ داں ہیں زرولیؔ محترم
دینِ حق کے ترجماں ہیں زرولیؔ محترم

مفتیوں میں اعلیٰ و افضل ہے ان کا مرتبہ
عالموں میں خوش بیاں ہیں زرولیؔ محترم

سر تا پا ہیں پیکرِ فضل و ہنر علم و عمل
حکمتوں کا اک جہاں ہیں زرولیؔ محترم

تشنگانِ علم کو سیراب کرنے کے لئے
مثلِ دریا کے رواں ہیں زرولیؔ محترم

جہل کی ہر ہر زباں خاموش ہے ان کے حضور
اہلِ دانش کی زباں ہیں زرولیؔ محترم

رہنمانِ دین میں حضرت صباؔ کا نام ہے
اور منزل کا نشاں ہیں زرولیؔ محترم

دین کی خدمت کا جذبہ ہے دلِ منصورؔ میں
اس لئے تو جاں فشاں ہیں زرولیؔ محترم

ہیں مزیّن خلوت و جلوت کے ساتھ اور مشیر
فخر و ناز دوستاں ہیں زرولیؔ محترم

ہوں یا انورؔ یا ہمایوںؔ دونوں ہی ہیں ان کی جان
اور ان دونوں کی جان ہیں زرولیؔ محترم

ہو تلاش و جستجو تو لعل و گہر ڈھونڈیئے
بحرِ علم بیکراں ہیں زرولیؔ محترم

یہ فضاء جامعہ احسن ہے کتنی جان فزا
سب گلوں میں گلستاں ہیں زرولیؔ محترم

کارزارِ حق و باطل ہو تو یہ شمشیر ہیں
دوستوں پہ مہرباں ہیں زرولیؔ محترم

ذہن و دل کی روشنی سے جگمگاتی ہے فضا
علم کے بدر الزماں ہیں زرولیؔ محترم

(پروفیسر بدر الزماں بدر)

ہوں ثریا قمر یا ہمایوں دونوں ہی ہیں ان کی جان
اور ان دونوں کی جان ہیں زرولی محترم

ہو تلاش و جستجو تو لعل و گہر ڈھونڈیے
بحر علم بیکراں ہیں زرولی محترم

یہ فضاء جامعہ احسن ہے کتنی جاں فزا
سب گلوں میں گلستان ہیں زرولی محترم

کارزار حق و باطل ہو تو یہ شمشیر ہیں
دوستوں پہ مہربان ہیں زرولی محترم

ذہن و دل کی روشنی سے جگمگاتی ہے فضا
علم کے بدر الزماں ہیں زرولی محترم

(پروفیسر بدرالزماں بدر)

علم
الرحمٰن
علم القران
خلق الانسان
علمہ البیان
فروغ علم سے ہوتے ہیں دل و جان روشن
قریبِ علم ہے جو زینتِ بدن تک ہے

علم

۱ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم دین کی توفیق دی ہے تو جتنی چیزیں دین کومزین کرنے والی ہیں انہیں لینا چاہئے اور جتنی چیزوں سے اس میں برائی آتی ہے انہیں چھوڑنا ہے۔

۲ فرمایا کہ آپ کے حالات دو وجوں سے بدلیں گے ایک جب آپ کی نظر مال پر نہیں ہوگی دوسرے جب آپ کا علم پکا ہوگا اور مطالعہ وسیع ہوگا۔

۳ فرمایا کہ علم کے سامنے آرام، راحت، اوقات، گھر اور کھانا وغیرہ کوئی معنی نہیں رکھتے یہ سب عارضی چیزیں ہیں ایک دن ختم ہو جائیں گی، مگر علم ہمیشہ قائم رہے گا۔

۴ فرمایا کہ علم کی فضیلت اصل ہے باقی سب دنیا کی چیزیں اس کے بعد ہیں اور ایک عجیب بات بتاتا ہوں کہ نبوت کے بعد اگر کوئی مقام ہے تو وہ علم کا ہے۔

۵ فرمایا کہ بہترین عقل امانت ہے بہترین عمل امانت ہے، بہترین علم امانت ہے اور بہترین صلاحیتیں امانت ہیں انہیں ضائع کیوں کرتے ہو۔

۶ فرمایا کہ علم کو ضائع کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ ایک عالم ایسی جگہ جا کر بیٹھ جائے جہاں اس سے کوئی استفادہ نہ کر سکے اور ایک مطلب یہ بھی ہے کہ علم کے علاوہ وہ کسی اور شغل میں لگ جائے اور علم کے مقتضیات کو ضائع کرے۔

۷ فرمایا کہ یاد رکھنا دو چیزوں کی تبلیغ بہت ضروری ہے ایک ایمان کی اور دوسری علم کی۔ ایمان کی تبلیغ سے عملیات آسان ہو جائیں گے اور علم کی تبلیغ سے علم کے میادین سر کرنا آسان ہوگا۔

۸ فرمایا کہ میں نے طب وحکمت کسی سے نہیں پڑھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم

سے مجھے اس کا الہامی علم حاصل ہے اور یہی حال خواب کی تعبیروں کا بھی ہے۔

۹ سب سے بڑا علم یہ ہے کہ معرفت اہل زمانہ حاصل ہو جائے۔

۱۰ فرمایا کہ یاد رکھنا علم میں دو تاثیرات پائی جاتی ہیں ایک تو عجز و انکسار، دوسری ارتقاء کی، علم ربانی اور علم عرفانی سے ارتقاء کا علاج ہو جاتا ہے۔

۱۱ فرمایا کہ یاد رکھنا جس شخص نے پڑھنے میں محنت نہیں کی اور علم کے پیچھے سرگرداں نہیں ہوا، وہ ہمیشہ شرمندہ اور نادم رہے گا۔

۱۲ فرمایا کہ ایک عجیب بات سنو کہ دو آدمی ایسے گزرے ہیں جو بڑا علم ہونے کے باوجود گمراہ ہوئے ہیں ایک تو مولوی احمد رضا خان اور دوسرا حکیم نور الدین بھیروی۔

۱۳ فرمایا کہ میں نے کبھی بھی علم کے ساتھ وقت کا حساب نہیں کیا اور نہ ہی کبھی یہ سوچا کہ نیند آئی یا نہیں آئی۔

۱۴ فرمایا کہ یاد رکھنا کہ قرآن کریم کی ہر سورت میں ایک ایسا علم بیان ہوتا ہے جو کہ دوسری سورت سے بالکل منفرد ہوتا ہے۔

۱۵ فرمایا کہ علوم میں سے ایک بہت بڑا علم یہ ہے کہ عالم کو ہر کتاب کے بارے میں علم ہو کہ کب لکھی گئی ہے کس نے لکھی ہے اور کن مسائل پر مشتمل ہے۔ آپ لوگوں کو بھی یہ پتہ ہونا چاہئے کہ بخاری اور ترمذی کی اب تک کتنی شروحات لکھی گئی ہیں اور ہمارے مدرسے میں کتنی موجود ہیں۔

۱۶ فرمایا کہ جب انسان پڑھنا شروع کرتا ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی وہ ایک مرغی کے پر کے برابر ہوتا ہے مگر جب وہ تکمیل کو پہنچتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین و آسمان سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے یاد رکھنا طالب علمو! کبھی بھی یہ مت سوچنا کہ ہم بیکار ہیں بس علم کے تکمیل تک پہنچو اور پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کتنے انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔

۱۷ فرمایا کہ طالب علمو! یاد رکھنا کہ علم حدیث کے لئے حرص بہت ضروری ہے۔

۱۸ فرمایا کہ طالب علمو! یاد رکھنا کہ علم کی مثال ایسی ہے جیسے ایک انسان اور ادب اور عقل اس کا لباس تو جیسے انسان کی بغیر لباس کے کوئی حقیقت نہیں اسی طرح علم بغیر ادب اور عقل کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

۱۹ فرمایا کہ تعبیر الرؤیا علم نبوت میں سے ایک بہت بڑا علم ہے یہ حقیقت میں روح کی زبان سمجھنا ہے۔

۲۰ فرمایا کہ علم نام زیادہ روایات کے جاننے کا نہیں بلکہ علم نام ہے حسن انتخاب کا۔

۲۱ فرمایا کہ یاد رکھنا اگر اپنے علم کو پکا کئے بغیر جو عالم سیاست میں گیا وہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہوگا۔

۲۲ فرمایا کہ علم نور ہے اور اس کا حاصل کرنا فرض ہے تاکہ خود بھی گندگیوں سے بچے اور امت کو بھی گندگیوں سے بچائے۔

۲۳ فرمایا کہ طالب علمو! یاد رکھنا علم میں جس نے تکالیف اور پریشانیاں برداشت کیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے زمین و آسمان کی تمام نعمتیں کھول دیتا ہے بس اپنے آپ کو علم کے لئے وقف کر دو۔

پھر کوئی دیکھے کہ کیا لیتا ہے کیا دیتا ہے

۲۴ فرمایا کہ ہر چیز کے ساتھ رہ سکتا ہے مگر تکبر کے ساتھ علم کا کوئی جوڑ نہیں ہے جیسے پھول کا بدبو کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے۔

۲۵ فرمایا کہ ۲۵ سال کے عرصے میں کیا کیا علم کے پہاڑ اٹھ گئے۔

آئی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ما سوا کو مٹاتی چلی گئی

اس عرصہ پر میں جب بھی غور کرتا ہوں تو سینہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ کراچی سے

لے کر پشاور تک بہنے والا علم کا سمندر کہاں گیا۔

مقدور ہو جو خاک تو پوچھوں کہ اے لئیم

تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟

ایمان

۲۶ فرمایا کہ جو جس قدر دیندار ہوگا اور کامل ایمان والا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس قدر آسانی پیدا کرے گا۔

۲۷ فرمایا کہ ایمان مضبوط رکھو اور حرام سے بچو تو دیکھنا کہ دنیا تمہارے سامنے کے نیچے کھائے گی۔

۲۸ فرمایا کہ اگر مجھ سے کوئی یہ پوچھے کہ آپ کے ایمان کی کیا دلیل ہے تو میں فوراً تین باتیں کہوں گا۔

۱ ایک تو یہ کہ مجھے قرآن کریم سے بہت زیادہ محبت ہے، میں امامت بھی اسی وجہ سے کرتا ہوں کہ قرآن کریم پڑھ سکوں اور رمضان میں تفسیر بھی اس لئے پڑھاتا ہوں تاکہ تمام سال کی کمی پوری ہو جائے۔

۲ دوسرا یہ کہ مجھے اپنے بزرگوں، اساتذہ اور اکابرین پر حد سے زیادہ اعتماد ہے۔

۳ تیسرے یہ کہ مجھے مسجد کے ماحول میں رہنا بہت پسند ہے۔

۲۹ فرمایا کہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دل میں کچھ الٹا سیدھا ہوگا تو یاد رکھنا کہ وہ شخص کبھی بھی مسلمان نہیں مرے گا یعنی مرنے سے پہلے پہلے اس کا ایمان ختم ہو جائے گا۔

۳۰ فرمایا کہ یاد رکھنا طالب علموا اللہ کے راستے میں نکلنا تب معتبر ہوگا جب دل میں ایمان ہو اور دل میں انبیاء کی تصدیق ہو۔

۳۱ فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جب مؤمن کو اپنے ایمان کا پتہ چلتا ہے اور اس کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہوتا ہے۔

i جب مکہ اور مدینہ سامنے آنے لگے تو گنہگار اور مجرم سے مجرم آدمی کی آنکھیں بھی آنسوؤں میں بھیگ جاتی ہیں۔

ii جب خاتم النبیین حضرت اقدس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ بیان ہو رہی ہو۔

iii اور جب قرآن کریم کی تلاوت ہو رہی ہو مؤمن تو وہ ہے جو قرآن کی تلاوت سن کر تڑپ اٹھے۔

۳۲ اگر آپ نے سنت کی اشاعت نہیں کی اور بدعت کا رد نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا ایمان کامل نہیں اور ایسا کرنے سے آپ ہمیشہ بے عزت اور بدنام رہیں گے سنت کی اشاعت کرنے سے اللہ تعالیٰ آپ کو بے عزت نہیں ہونے دے گا اور اگر اس بات پہ مضبوط رہے تو یہ تمام بدعتی آپ کے سامنے ہوا میں اُڑ جائیں گے۔

۳۳ تم صرف اور صرف دین کا کام کرو اخلاص کے ساتھ اور ایمان کو مضبوط رکھو تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے زمین و آسمان ایک کر دے گا۔

۳۴ عبادت کے لئے تین چیزیں بہت ضروری ہیں:

۱۔ ایمان ۲۔ اتباع ۳۔ اخلاص

اعمال

۳۵ فرمایا کہ فاسق کو مسلسل تبلیغ کرنے سے یا تو وہ تمہارا غلام ہو جائے گا یا پھر فنا ہو جائے گا۔

۳۶ فرمایا کہ نوافل صرف نماز کو نہیں کہتے ہیں صدقات، مطالعہ، نیک بزرگوں کی صحبت میں رہنا، نیکی سے سب سے ملنا اور حسنات وغیرہ سب نوافل میں شامل ہیں۔

۳۷ فرمایا کہ اعمال بہت ہیں مگر طالب علموا یاد رکھنا کہ دنیا میں عزت وشرف سے رہنے کے لئے آیت الکرسی کا ورد کثرت سے کیا کرو۔

۳۸ فرمایا کہ دعائیں بہت زیادہ مانگا کرو اور مقصد کو سامنے رکھ کر دعا مانگا کرو۔

۳۹ فرمایا کہ پورا جہاں ایک مقابلے میں آئے گا اور ریزہ ریزہ ہو جائے گا مگر یاد رکھو کہ دعائیں لگن اور پابندی سے مانگا کرو۔

۴۰ فرمایا کہ آداب اعمال میں جان پیدا کرتے ہیں اور بے ادبی سے تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں۔

۴۱ فرمایا کہ درس قرآن ہمیشہ فجر کے بعد دینا چاہئے اور عشاء کے بعد حدیث اور فقہ کا درس دینا چاہئے۔

۴۲ فرمایا کہ ادب ایک حسن ہے اور ایک زیور ہے ایسا کہ جہاں بھی لگاؤ گے مزین اور معین پاؤ گے۔

۴۳ فرمایا کہ بڑے حضرات اور اکابرین کے حالات اور ارشادات کا مطالعہ کرنے سے حافظہ قوی ہوتا ہے۔

۴۴ فرمایا کہ ایک بات یاد رکھنا کہ بزرگوں کی دعائیں ہمیشہ اثر دکھاتی ہیں اور ساتھ

رہتی ہیں، دنیا کی عارضی چیزیں ایک دن ختم ہو جائیں گی۔

۴۵ فرمایا کہ عبادت اصل میں اخلاص اور طمانیت قلب کا نام ہے اور یہ اعمال راتوں کو ہی محبوب ہوتے ہیں۔

۴۶ فرمایا کہ میرے نزدیک تو علماء اور طلبہ کا رات کو جاگنا کوئی کمال نہیں ہے یہ تو ہمارے معاملات ہیں:۔

ہمارا کام ہے راتوں کو کاٹنا یادِ دلبر میں

۴۷ فرمایا کہ طالب علمو! یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رونا کمالات میں سے ہے، رات کو اُٹھا کرو، تلاوت کیا کرو اور نوافل پڑھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رویا کرو۔

دلا بسوز کہ سوزِ تو کارہا بکند

دعائے نیم شب دفعِ صد بلا کند

تقدیریں بدلتی ہیں دعاؤں کے اثر سے

۴۸ فرمایا کہ دنیا میں اگر کسی پر کوئی زحمت آئے تو اسے پریشان نہیں ہونا چاہئے کیونکہ توبہ واستغفار کا موقع مل جاتا ہے اور دفعِ حاجات کا باعث ہوتا ہے۔

۴۹ فرمایا کہ قبر پر جو وعظ کیا جاتا ہے وہ ضروری ہے کہ ایک محدث کرے نہ کہ ہر عام آدمی وعظ کے لئے کھڑا ہو جائے۔

۵۰ فرمایا کہ یاد رکھو! قرآن کریم سے اصل شغل رکھو ہر علم سے بقدرِ ضرورت مگر قرآن سے ہمہ وقت اور تمام زندگی شغل رکھو۔

۵۱ فرمایا کہ ایک عجیب بات تم لوگوں کو بتاتا ہوں کہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ یہ جو تبلیغی جماعت کے ساتھ لوگ بستر لے کر چلتے ہیں یہ اصل عمل ہے ساری درویشی اس میں آگئی ہے یہ ایک عمل ہے جو میں نے دیکھا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ چاند کی طرح چمک گئے ہیں۔

۵۲ فرمایا کہ یاد رکھنا ایک عجیب بات بتاتا ہوں کہ دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور اور دوسروں کو زیر کرنے والی چیز کلام ہے ایک آدمی ایسا کلام کرتا ہے کہ آپ اس سے کہتے ہیں کہ آپ اس کے غلام ہیں اور ایک آدمی ایسا کلام کر لیتا ہے کہ آپ زندگی بھر اس کی شکل نہیں دیکھتے یہ کلام ہی کا اثر ہے۔

۵۳ فرمایا کہ درس کو درس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ پرانے نقش مٹا دیتا ہے اور نیا علم چڑھا دیتا ہے۔

عالمِ دین
صاحبدلے بمدرسہ آمد زخانقاہ
بشکستہ عہدِ صحبتِ اہلِ طریق را
گفتم میانِ عالم و عابد چہ فرق بود
تا کردی اختیار اذاں ایں فریق را
گفت او گلیم خویش بدر میبرد زموج
وایں جہد میکند کہ بگیرو غریق را

عالمِ دین

۵۴ فرمایا کہ جو شخص عالمِ دین ہو کر حق نہ ہو میں فتویٰ تو نہیں دیتا مگر میں اس کے ایمان کا قائل نہیں عالمِ کیسے تنگ دست ہو سکتا ہے؟

۵۵ فرمایا کہ جس سرزمین پر عالم کی قدر و منزلت نہ ہو اور اسے رسواہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ اس زمین کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

۵۶ فرمایا کہ عالم واعظ کا یہ کمال ہوتا ہے کہ وہ موقع کو سمجھ کر اس کی مناسبت سے تقریر کرتا ہے، جاہل واعظ اور دیوانہ خطیب تو دین و ایمان دونوں چیزوں کا دشمن ہوتا ہے۔

۵۷ فرمایا کہ ایک قاعدہ یاد رکھو کہ جب بھی پتہ چل جائے کہ کہیں بڑے بزرگ عالم موجود ہیں تو فوراً ان کی خدمت میں جانا چاہئے ہم بھی جاتے ہیں۔

۵۸ فرمایا کہ ایک عجیب بات تم لوگوں کو بتاتا ہوں کہ عالمِ ربانی اور عالمِ شیطانی میں کیا فرق ہے، عالمِ ربانی میں عزلت اور مسکنت بڑھتی ہے اور عالمِ شیطانی میں غرور و تکبر بڑھتا ہے۔

۵۹ فرمایا کہ عالم پر ادب زبان جاننا فرض ہے کیونکہ بغیر اس کے وہ قرآن و حدیث کی صحیح تعبیرات نہیں کر سکے گا۔

۶۰ فرمایا کہ ایک اچھے اور محقق عالم کا ایک پہر کی تقریر میں بیٹھنا ایسا ہے جیسے وہ فائرنگ میں بیٹھا ہو۔

۶۱ فرمایا کہ یاد رکھنا بڑا عالم وہ ہوتا ہے جس کا عمل اتباعِ سنت کے قریب تر ہوتا ہے۔

۶۲ فرمایا کہ اگر علماءِ دین لوگوں کے یہاں آنا جانا چھوڑ دیں تو یاد رکھنا کہ ان کی

عزت اور بڑھ جائے گی۔

۶۳ فرمایا کہ یاد رکھنا کہ دین کو بیان کرنے میں عالم کو کبھی بھی پردہ نہیں کرنا چاہیے۔

ناز برآں کن کہ طلبگار تست

۶۴ فرمایا کہ یاد رکھنا ہر پروفیسر، ڈاکٹر، انجینئر، کلرک یا اور کسی شعبہ کا آدمی ہو جب بوڑھا ہو رہا ہوتا ہے تو ریٹائرڈ ہو جاتا ہے اور کسی کام کا نہیں رہتا اور اکثر گھرانوں میں تو میں نے خود دیکھا ہے کہ اس کے گھر والے بھی اس کی عزت نہیں کرتے مگر عالم دین جتنا بھی بزرگ ہو کبھی بھی ریٹائرڈ نہیں ہوتا جتنا زیادہ بزرگ عالم ہوتا ہے اتنا ہی منور، معطر اور قیمتی ہوتا ہے۔ ۸۰ سال کے مولانا سلیم اللہ خان صاحب کو جا کر دیکھو ہمیشہ کی طرح باغ و بہار اور تاباں ہیں اور مولانا اسفندیار خان صاحب کی تو بات ہی کیا ہے۔

۶۵ فرمایا کہ ایک عالم کا بدعت کے بارے میں روادار ہونا اصل میں سنت کی عظمت اور اہمیت سے لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۶۶ فرمایا کہ یاد رکھنا عالم ہونا کسی بزدل آدمی کا کام نہیں ہے عالم کے لئے تو شجاعت اور بہادری ضروری ہے اللہ پر ایمان اور توکل کی شان پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔

۶۷ فرمایا کہ مولوی کے پاس جب تھوڑے سے پیسے آجاتے ہیں تو نماز پڑھانا چھوڑ دیتا ہے تھوڑا اور مالدار ہو جاتا ہے تو جمعہ پڑھانے کا وقت اس کے پاس نہیں رہتا بس ہر وقت سیٹھوں کے پیچھے دوڑتا رہتا ہے۔

منزل کی جستجو میں کیوں کھویا ہوا ہے اتنا

اتنا عظیم بن جا کہ منزل تجھے پکارے

بھائی بس ایک کے بن کر رہو اور پھر دیکھو کہ وہ تمام سیٹھوں کو تمہارے قدموں میں لاکر نہ کھڑا کردے تو پھر کہنا، پس جو مجھ سے پڑھتے ہیں میرے

شاگرد میری اس بات پر قائم رہیں پھر دیکھیں اگر دنیا مسخر نہ ہو جائے تو مجھ سے کہنا۔

۶۸ فرمایا کہ عالم تو جہاں بیٹھ جاتا ہے وہاں سے رشد و ہدایت کا ایک چشمہ جاری ہو جاتا ہے یہ ہے عالم اور یہ میں آپ لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں ان نکمے چار مولویوں کی طرح نہیں کہ حالات اچھے رہے تو کراچی میں رہے اور ذرا حالات خراب ہوئے تو کراچی سے بھاگ نکلے یہ کوئی عالم ہے یہ تو بھگوڑا ہے، یہ عالم کا ہی کام ہے کہ ان خراب حالات کو درست کرنے کی کوشش کرے۔ اب دیکھو جو عالم ایسا کرے گا اس پر کوئی بھی اعتماد نہیں کرے گا۔ یہاں کے لوگ اس لئے اعتماد نہیں کریں گے کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ جب ذرا حالات خراب ہوں گے تو یہاں سے بھاگ نکلے گا اور قوم کے لوگ اس لئے اعتماد نہیں کریں گے کہ پتہ نہیں کہ کسی بھی وقت واپس چلا جائے گا۔

میں جب یہاں آیا تھا تو اس مسجد میں کوئی دیوار نہیں تھی جب ہم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے تو یہاں سے بے پردہ عورتیں گزرا کرتی تھیں امام کی تنخواہ ۵۰۰ روپے تھی اور مؤذن کی ۴۰۰ روپے تنخواہ تھی اور روز انتظامیہ کی میٹنگ ہوا کرتی تھی کہ کیسے پورا پڑے گا تو میں نے ان سے کہا کہ میری تنخواہ کو چھوڑ دو میں یہاں تنخواہ لینے نہیں آیا ہوں میں تو مدرسے کا طالب علم ہوں اور کھانا بھی وہیں کھاتا ہوں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے بس میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا مسلک صحیح طرح بیان ہو جائے۔ آج اس کے نتائج آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ تین لاکھ سے زائد تنخواہ ہر مہینے دی جاتی ہے اور کل اخراجات تقریباً ۱۰ لاکھ روپے ماہانہ سے زیادہ کے ہیں یہ سب اس لئے بتاتا ہوں کہ آپ لوگ جم کے رہیں اور حق بیان کرنے سے کبھی نہ ڈریں۔

۶۹ فرمایا کہ طالب علمو! یاد رکھنا کہ عالم کا کام یہ نہیں کہ وہ لکیر کا فقیر ہو بلکہ عالم کا

کام یہ ہے کہ وہ اجتماع مازل اور تحفظ دین کرے۔

۷۰ فرمایا کہ طالب علمو! یاد رکھنا کہ تعصب کو ختم کرنا ہی علماء کرام کا کام ہے، ایک عالم بھلا کیسے متعصب ہو سکتا ہے۔

۷۱ فرمایا کہ عالم اس کو نہیں کہتے جو علم حاصل کر کے گھر بیٹھ جائے حدیث میں ہے کہ جب فتنہ پھیل جائے تو عالم کو چاہئے کہ اپنا علم ظاہر کرے اور دوسری جگہ فرمایا کہ جس کسی سے مسئلہ پوچھا گیا اور نہ بتایا تو بروز قیامت آگ کی زنجیر میں جکڑا جائے گا۔

طالب علم

۷۲ استاد کے کلاس میں آنے کے بعد طالب علم کا پانی پینے جانا گناہ کبیرہ ہے اور اکبر الکبائر میں سے ہے کہ استاذ کلاس میں آگیا عبارت بھی شروع ہوگئی اور آپ لوگ باہر بڑے مزے سے پانی پی رہے ہوتے ہیں۔

۷۳ عام طور پر مجھے طالب علم کے ہدایہ سے خوشی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بالفرض ہوتے ہیں۔

۷۴ بڑوں کو چھوٹوں پر اور اساتذہ کو اپنے شاگردوں پر نظر رکھنی چاہئے تاکہ صلاحیتوں کا صحیح استعمال کیا جائے۔

۷۵ جب تم لوگ پگڑی اور بڑا کرتہ پہن کر عوام میں نہیں جاسکتے تو ان کی ہدایت کا سامان کیا ہوگے، طالب علم تو وہ ہوتا ہے جو ان چیزوں کا سب سے زیادہ اہتمام کرتا ہے۔

۷۶ اللہ تعالیٰ نے احسن العلوم کو یہ شرف بخشا ہے کہ تمام اساتذہ اور طالب علم متحسین ہیں۔

۷۷ طالب علم کا عبارت کے دوران کھانسنا اور کھنکھارنا میرے لئے بالکل موت کے برابر ہے۔

۷۸ یاد رکھنا طالب علم کے دماغ میں یا دل میں یہ خیال آگیا کہ میں سب سے اچھا ہوں اور بہترین عبارت پڑھتا ہوں تو اس دن سے اس طالب کی تباہی شروع ہوجاتی ہے اور وہ کہیں کا نہیں رہتا۔

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہئے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

٧٩ یادرکھنا کہ جو طالب علم وقت کی پابندی نہیں کرے گا تو استاد کو اس کی نالائقی پر کوئی افسوس نہیں ہوگا کیونکہ یہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے، سبق کے آداب چھوڑنے کی۔

٨٠ ہر طالب علم کو اپنے بزرگ اور اساتذہ کی رضامندی اور محبت سے ہر کام کرنا چاہئے اس سے اس کے بند راستے کھل جائیں گے اور جو ایسا نہیں کرے گا اور ان باتوں کا خیال نہیں رکھے گا تو وہ ہمیشہ نامراد رہے گا اور کبھی بھی اپنے مقصد کو نہیں پہنچے گا۔

٨١ دورۂ حدیث کے طالب علم کے لئے جس طرح فراغت کے بعد شادی کرنا اور تدریس ضروری ہے اسی طرح طالب علم حج بھی کرے تاکہ مناسک کی تکمیل ہوجائے کبھی بھی اسباب کو مت دیکھو بس اپنی نظر مسبب پر رکھو اور دیکھو کہ تمہارے مسائل کیسے حل ہوں گے۔

٨٢ طالب علم کو چاہئے کہ ہر کتاب کا بہترین ایڈیشن خریدے جو خوب صورت ہو اور دیدہ زیب ہو پھٹی پرانی کتاب پاس رکھنے سے اور مطالعہ کرنے سے ذہن خراب ہوتا ہے، میں آپ لوگوں کو دکھاؤں گا کہ میری طالب علمی کے زمانے کی کتابیں ایسی ہیں جیسے آج خریدی گئی ہوں۔

٨٣ تمام طالب علموں کو تفسیر کبیر زبانی یاد ہونی چاہئے اس کا اتنا مطالعہ کرو کہ یاد ہوجائے مگر آپ لوگ تو بس گزارا کرتے ہیں علم کے ساتھ گزارے میں تھوڑی کام چلتا ہے۔

٨٤ ہر طالب علم کو چاہئے کہ توحید کے موضوع پر کوئی نہ کوئی کتاب یا رسالہ ضرور لکھے تاکہ مغفرت کا سامان ہوجائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ:

پہلے تو وہ تمام قرآنی آیات جمع کرلے جن میں انبیاء کرام نے توحید بیان فرمائی ہے اور ان کو اچھی طرح سمجھ لے۔

دوسرے یہ کہ وہ تمام احادیث جمع کی جائیں جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید بیان فرمائی ہے۔

تیسرے وہ تمام فقہی عبارات جمع کریں جن میں توحید اور توحید کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

٨٥ کاش کہ طالب علم مختصر المعانی کو صحیح طرح سمجھ کر پڑھ لیں یہ صرف پڑھنے کی کتاب نہیں ہے بلکہ مختصر المعانی تو ہر طالب علم کو حفظ ہونی چاہئے۔

٨٦ یادرکھنا اگر طالب علموں نے پیروں کے سامنے سر رکھ دیا تو اس نے حضرت مولانا انور شاہ صاحب اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے سینے پر خنجر گھونپا اور اگر اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی بدعات اور رسومات میں ان کا ساتھ دیا تو آپ نے ہمارے درس قرآن پر مٹی ڈالی۔

٨٧ طالب علم جب تک باذوق رہتا ہے جب تک بہترین رہتا ہے اور بہترین پڑھتا ہے اور جب اس کے دماغ میں یہ بات آجائے کہ میں کوئی چیز ہوں تو اس کی تباہی شروع ہوجاتی ہے اور یہ تین وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے ایک تو غیر حاضری کرنا۔

دوسرے اپنے جسم و جسمانیت کی غیر ضروری نگہداشت کرنا اور تیسرے مال۔ یادرکھنا علم اور مال کبھی بھی اکٹھے نہیں ہوسکتے مال تو علم کی ضد ہے۔

٨٨ آپ لوگ بھی اس وقت تک طالب علم اور طالب حدیث رہیں گے اور حدیث آپ پر چھنٹے گی جب تک آپ لوگ اپنے آپ کو دنیا کی ہوا سے بچائیں گے اور دنیا کی تعیشات سے خود کو دور رکھیں گے۔

فقہائے کرام
من تفقه فى دين الله
كفاه الله تعالىٰ مهمه و رزقه
من حيث لا يحتسب
(الحديث)

فقہائے کرام

۸۹ لوگوں کو دراصل فقیہ کے معنی ہی معلوم نہیں ہیں فقیہ کے معنی ہیں دانشمند کے کیونکہ وہ پورے دین پر چلتا ہے۔

۹۰ امت کا سب سے بڑا طبقہ فقہاء کا ہے آپ لوگوں کو پتہ بھی ہے کہ فقیہ کسے کہتے ہیں ذرا مجھ سے یہ سمجھ لو کہ فقیہ کون ہوتا ہے فقیہ اصل میں اسے کہتے ہیں جو نبی کی منشاء کو سمجھتا ہے۔

۹۱ یاد رکھنا دین شبہات کی جگہ نہیں دین تو تیقن کی جگہ ہے اس لئے فقہائے کرام کے یہاں شبہات کی کوئی جگہ نہیں ان کی پوری فقہ یقین پر منحصر ہے۔

۹۲ فقیہ کی ایک عجیب تفسیر آپ لوگوں کو بتاتا ہوں:۔

آئے گا زمانہ کہ تجھے یاد رکھے گا

کہ اگر ایک آیت میں سے سو مسائل نکل رہے ہوں گے تو وہ اس پر عمل کرے گا جو زیادہ اقرب ہوگا فقیہ اسی قدر محتاط ہوتا ہے۔

۹۳ حدیث کا مطلب اور مفہوم جیسا فقہائے کرام سمجھتے ہیں ایک ہزار محدث نہیں جانتے محدثین کی مثال فقہاء کے سامنے ایسی ہے جیسے بیمار طبیب کے سامنے ہوتے ہیں۔

۹۴ ہندوستان کی سرزمین پہ چار مفتی بہت بڑے گزرے ہیں:

۱۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔

۲۔ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب۔

۳۔ مولانا مفتی شفیع صاحب۔

۴۔ مولانا مفتی محمود صاحب۔

یہ بات میں نہیں کہتا ہوں بلکہ حضرت الاستاذ مولانا مفتی ولی حسن صاحب اکثر درس میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ چار حضرات افتاء میں مجتہدین تھے۔

اہم کتب

۹۶ سطح الارض پر عقائد کے باب میں کسی مخلوق کی لکھی ہوئی کتاب میں حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کی تقویت الایمان جیسی کوئی دوسری کتاب نہیں ہے۔

۹۷ نماز کے متعلق دو کتابیں ہمیشہ اپنے پاس رکھو ایک تو،

۱۔ حلبی کبیر شرح منیہ۔

۲۔ طحطاوی علی المراقی۔

۹۸ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے جو قرآن کریم کی تفسیر بیان القران لکھی ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے اگر امام فخر الدین رازی بھی آجائے تو انشاء اللہ اپنی تفسیر میں مزید اصلاحات کریں گے حضرت نے ایسے نکات بیان کئے ہیں کہ انسان پڑھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

۹۹ طالب علمو! یاد رکھنا کہ یہ جو عبدالماجد دریا آبادی کی انگریزی تفسیر ہے القرآن کے نام سے یہ غیر مذاہب سے بات کرنے والوں کے لئے بہت مفید ہے۔

تفسیر شیخ الہند جس پر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کے حواشی ہیں یاد رکھنا اصح فی الباب ہیں حضرت بالکل تول کر روایات لائے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری مذہب حنفی کی آئینہ دار ہے۔

تفسیر روح البیان اسماعیل حقی البروسی کی طریقت کے اعتبار سے بہترین ہے اس میں مکمل گلستان، بوستان اور مثنوی کے اشعار موجود ہیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی تفسیر بیان القرآن ربوط کے اعتبار سے بہترین تفسیر ہے۔

۱۰۰ طالب علمو! یاد رکھنا اگر کچھ نہیں تو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی چار کتابیں ہمیشہ اپنے پاس رکھو۔

۱۔ بیان القرآن

۲۔ بوادر النوادر

۳۔ اصلاح انقلاب امت

۴۔ التکشف

۱۰۱ یاد رکھنا میری نظر میں ردِّ روافض میں دنیا میں دو کتابیں لا نظیر ہیں ایک تو ابن تیمیہ کی منہاج السنۃ النبویہ اور شاہ عبدالعزیز کی تحفہ اثنا عشریہ۔

۱۰۲ ختم نبوت کے سلسلے میں دو کتابیں ہمیشہ یاد رکھنا ایک تو ابوحنیفہؒ ہند اور امام بخاریؒ دوران امام العصر حضرت اقدس حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری کی کتاب ہے خاتم النبیین جس کا اردو میں ترجمہ حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب نے حضرت الاستاذ بنوریؒ کے کہنے پر کیا ہے اور دوسری کتاب حضرت مولانا انور شاہ صاحب کے خاص شاگرد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی ختم نبوت کامل ہے۔ یہ دونوں کتابیں ہر طالب علم کے پاس ہر وقت موجود ہونی چاہئیں۔

۱۰۳ سلطان التمش کی ایک کتاب ہے جس کا نام دلیل الطالب ہے تصوف کے اندر اس پائے کی کوئی دوسری کتاب نہیں ہے۔

۱۰۴ حضرت اقدس حضرت مولانا انور شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ طالب علموں کو چاہئے کہ صدر الدین شیرازی کی کتاب الاسفار الاربعہ کا مطالعہ ضرور کریں۔

۱۰۵ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کی کتاب تعلیم الاسلام ایسی ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم پڑھ لے تو مسلمان ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔ پتہ نہیں حضرت نے

کس درد و غم سے یہ کتاب لکھی ہے کہ اس کی اتنی بڑی تاثیر ہے۔ ایک اور عجیب بات بتاتا ہوں کہ جسے تعلیم الاسلام اچھی طرح یاد ہوگئی وہ فقہ میں کبھی بھی غلطی نہیں کرے گا۔

۱۰۶ ہمارے یہاں گلستان کو وہ مقام حاصل ہے جو ہدایہ کو حاصل ہے میری نظر میں اب تک گلستان کی تقریباً ۳۰۰ شرحیں لکھی گئی ہیں اور ہدایہ کی تقریباً ۲۶۰ شروح ہیں بخاری شریف کی تقریباً ۳۸۵ شروح لکھی گئی ہیں اور قرآن کریم تو پھر قرآن کریم ہے اس کی تو لاکھوں تفاسیر لکھی گئی ہیں اور ہمارے نصاب بنانے والوں نے بڑا کمال کیا ہے کہ اسے اعدادیہ والوں کو پڑھنے کے لئے دی ہے وہ بے چارے اپنی شلوار نہیں سنبھال سکتے تو گلستان کو کیا سمجھیں گے چاہئے تو یہ تھا کہ حماسہ کے ساتھ ہدایہ والوں کو اور بخاری اور ترمذی کے ساتھ گلستان کے اسباق پڑھانے چاہئے تھے۔

۱۰۷ چند کتب ایسی ہیں جنہوں نے ان مضامین کی دوسری کتب کو طاق میں رکھوادیا ہے یعنی اگر وہ کتاب پاس ہوں تو دوسری کتاب کی ضرورت نہیں:

i تفاسیر میں علامہ آلوسی بغدادی کی روح المعانی نے تمام تفاسیر کو طاق میں رکھوادیا ہے۔

ii فقہ میں ابن عابدین کی فتاویٰ شامی۔

iii اشعار میں دیوان ابی البحتر نے تمام عربی اشعار اور دوامین کو پیچھے چھوڑا ہے۔

iv فارسی میں شیخ سعدی کی گلستان

v نحو میں جمع الجوامع

vi صرف میں ابن ہشام کی مغنی اللبیب

vii منطق میں غلام یحییٰ اور ادب میں خزانۃ الادب

viii لغت میں مفردات اور الیاقوت و المرجان فی لغات القرآن طویل لغت تاج العروس زبیدی بلگرامی۔

۱۰۸ تین کتابیں ایسی ہیں جن کے بغیر آپ عالم نہیں کہلائیں گے:

(۱) ابن جریر کی تاریخ امم الملوک (۲) حافظ ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ
(۳) محمد قاسم فرشتہ کی تاریخ فرشتہ۔

اس سے اتنا ہوگا کہ آپ کو دنیا کا نقشہ تاریخ عالم اور تاریخ اسلام کی معلومات ہوجائیں گی ہاں مگر ماہر نہیں ہوں گے۔ ماہر جب ہوں گے جب ابن عساکر کی تاریخ دمشق آپ کے پاس ہوگی۔ کل ۸۰۰ جلدوں میں ہے اور ۸۰ جلدیں بازار میں آچکی ہیں جو میرے پاس موجود ہیں انہوں نے ساری دنیا کے اخبار و آثار جمع کئے ہیں اور سادگی کا یہ عالم تھا کہ جب ان کی بیوی روٹی رکھ کر جاتی تھی تو وہ روٹی کھالیتے تھے اور جب سالن لاتی تھیں تو اسے پی جاتے تھے ایک بار ان کی گھر والی نے کہا کہ اس طرح نہیں کھاتے دونوں چیزیں ملا کر کھائی جاتی ہیں تو ابن عساکر نے کہا اچھا اس طرح کھایا جاتا ہے یہ تو مجھے معلوم ہی نہیں تھا۔

۱۰۹ اس وقت پوری دنیا میں اگر کوئی روافض کے خلاف کام کرنا چاہے تو بغیر تحفۂ اثنائے عشریہ کے نہیں کرسکتا اسی طرح اگر عیسائی کے خلاف کام کرنا ہو تو اظہار الحق بہترین کتاب ہے۔

۱۱۰ طالب علمو! یاد رکھنا کہ بیان القرآن ایک خزانہ ہے سطح الارض پر اردو تفاسیر میں اس جیسی تفسیر موجود نہیں ہے اگر کسی کو اردو نہیں آتی تو وہ صرف اس لئے اردو سیکھ لے کہ بیان القرآن کا مطالعہ کرنا ہے مجھ سے بھی اگر کوئی یہ پوچھے کہ آپ کو اردو سے اتنی محبت کیوں ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اس لئے کہ اس زبان میں بیان القرآن جیسی تفسیر موجود ہے، جس نے بھی بیان القرآن کا مطالعہ کیا اور

پھر وہ حضرت حکیم الامت کا گرویدہ نہیں ہوا تو میری نظر میں وہ عالم تو چھوڑو انسان کا بچہ نہیں ہے۔

۱۱۱ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب بوادر النوادر اردو والوں کے لئے بدائع الصنائع ہے، بہترین کتاب ہے حضرت نے ہر فقہی مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے آج کل کے طالب علم بے ذوق ہیں ورنہ یہ کتابیں تو میرے پاس درجہ رابعہ میں موجود ہیں۔

۱۱۲ مختصر المعانی پورے پاکستان میں حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب جیسی کوئی نہیں پڑھا سکتا اگر مجھے اس کا پتہ چل جائے کہ حضرت مختصر المعانی پڑھا رہے ہیں تو میں بھی شرکت کروں گا۔

۱۱۳ ہدایہ حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب جیسی کوئی نہیں پڑھا سکتا۔ میں پنڈی گیا تھا وہاں حضرت شاہ صاحب کے شاگرد مفتی عبدالقدیر صاحب ہدایہ پڑھاتے تھے میں گیا تو مجھ سے پوچھا کہ کراچی میں ہدایہ کون پڑھاتا ہے تو میں نے کہا کہ مفتی ولی حسن صاحب تو انہوں نے فرمایا کہ ان جیسی ہدایہ کوئی نہیں پڑھا سکتا۔

صحیح بخاری پڑھانے میں حضرت الاستاذ حضرت مولانا سید یوسف بنوری کی کوئی نظیر نہیں تھی۔

ترمذی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی مشہور تھی اور مسلم حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک کی مشہور تھی۔

اہم واقعات
ومشاہدات

حضرت شیخ کی زندگی کے اہم واقعات
ومشاہدات

۱۱۴ میں نے اپنی زندگی میں اگر کوئی سحر بیانی دیکھی ہے تو وہ حضرت اقدس حضرت مولانا قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی دیکھی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں ان جیسی تقریر کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔

۱۱۵ میں جس طرح بخاری اور ترمذی کا استاذ ہوں اسی طرح دیوان حافظ اور متنبی کا بھی کامیاب مدرس ہوں۔ اللہ کے فضل وکرم سے مگر بدذوق لوگوں کو پڑھانا بھی ایک قیامت ہے۔

میں نے اپنے زمانے میں جیسا ادب واحترام اپنے اساتذہ کا کیا ہے کوئی اور کر ہی نہیں سکتا، استاذ ہی نہیں بلکہ اپنے اساتذہ کے ساتھیوں کا بھی ادب واحترام کرتا ہوں۔ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب دامت برکاتہم میرے استاذ نہیں ہیں صرف میرے استاذ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم کے ساتھی ہیں میں ان کا احترام بھی اپنے اساتذہ کی طرح کرتا ہوں۔

۱۱۶ مجھے اردو سے زیادہ عربی میں درس دینے میں خوشی ہوتی ہے اور اللہ کے فضل سے میں کوئی حوالہ بھی نہیں بھولتا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میری عربی بالکل محفوظ ہے۔

۱۱۷ فقہ حنفی کی کسی بھی کتاب میں وتروں کے بعد نوافل منقول نہیں ہیں اور یہ میرا چیلنج ہے ابھی تک کسی نے اتنی ہمت نہیں کی اور نہ کر سکے گا میرے بعد اگر کرے تو کرے کہ رکعتیں بعد الوتر کو ثابت کردے۔

۱۱۸ میں آج بھی یہ بات دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جیسی نماز کوئی نہیں پڑھا سکتا۔

۱۱۹ میرے سارے احباب بہت مخلص ہیں اور مدرسے کے تمام امور سب احباب ہی سنبھالتے ہیں مگر منصور کا کوئی ثانی نہیں ہے اور نہ ہوگا وہ پورا کا پورا ہر چیز کے ساتھ مجھ پر قربان ہوا ہے۔

۱۲۰ اپنی پیشانی ہمیشہ روشن رکھو اور بے ادنیٰ مناسبتاً لوگوں کو کھانا کھلاؤ، یہی وہ نصیحت ہے جو میرے والد صاحب بار بار مجھے کیا کرتے تھے۔

۲۱۲ میں نے اپنی زندگی میں حضرت اقدس حضرت الاستاذ حضرت بنوری کا چہرہ دیکھا ہے جس کو کوئی لگاتار نہیں دیکھ سکتا تھا۔

۱۲۳ میں نے جب بھی قاری کے پیچھے نماز پڑھی ہے تو ہمیشہ افسوس ہوا ہے، میں فتویٰ تو نہیں دیتا مگر میرا دل چاہتا ہے کہ دوبارہ پڑھ لوں کیونکہ نماز تو اصل میں فقیہ پڑھانا جانتا ہے۔

۱۲۴ میں نے اپنے استاذ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب کو دیکھا تھا کہ حضرت وضو کرتے ہی نہ کوئی بات کرتے تھے اور نہ کوئی کام بس فوراً دو رکعت نماز کی نیت باندھ لیتے تھے۔

۱۲۵ میں نے اپنی زندگی میں ان دو حضرات کے جنازے بہت بڑے دیکھے ہیں۔

حضرت مولانا نصیر الدین غرغشتوی۔

حضرت مولانا عبد الحق اکوڑہ خٹک کے جنازے نے بہت ہی حیران کیا تھا۔

۱۲۶ میرا دل چاہتا ہے کہ پیران پیر حضرت اقدس حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ کی زندگی پر ایک کتاب لکھوں انشاء اللہ۔

۱۲۷ میں نے اپنی زندگی میں حضرت مولانا عبد الحق اکوڑہ خٹک کا چہرہ ایسا دیکھا کہ مرنے کے بعد حضرت کا چہرہ چمکتا ہوا سفید تھا اور رخسار بالکل لال تھے اور

آنکھوں میں قدرتی طور پر کاجل لگا ہوا تھا بس ان کا چہرہ دیکھ کے اس دن سے علمِ حدیث سے محبت ہوگئی۔

۱۲۸ اگر مجھ سے کوئی یہ پوچھے کہ آپ گیارہ سال سے بخاری ثانی سے کوئی حدیث چُن کر دیں تو میں یہ باب چُن کر دوں گا:

باب ذہاب الصالحین (بخاری، ج ۲، پ ۲۶، ص ۹۵۶)

۱۲۹ یہ جو مفتی جمیل صاحب ہیں اقرأ والے انہوں نے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب کی ایسی خدمت کی ہے کہ اس کی کوئی مثال اس زمانے میں نہیں ملتی، اگر قیامت کے روز مجھ سے خدمت کے بارے میں پوچھا گیا تو میں کہوں گا کہ میں نے مفتی جمیل جیسا خادم نہیں دیکھا وہ اپنے مشائخ پر بالکل فنا ہے۔

۱۳۰ میں نے اپنی زندگی میں کئی ہتھیلیاں ایسی دیکھی ہیں کہ میں کبھی بھول نہیں سکتا اور نہ ہی ایسی ہتھیلیاں اس کے بعد کبھی دیکھیں۔

ایک تو شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ منصور صاحب کی ہتھیلی ایسی تھی جیسے ریشم ہاتھ میں لے لیا ہو اس وقت حضرت کی عمر ۱۰۰ سال سے متجاوز تھی۔

دوسری حضرت مولانا عبد الحق صاحب کی ہتھیلی بھی روئی کی طرح نرم تھی اور

تیسرے میرے استاذ حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب کی ہتھیلی بالکل چھوٹے بچے کی طرح تھی۔

۱۳۱ روزے کے باب میں اگر مجھ سے کوئی سبق پڑھنا چاہے تو میں اسے دو ہی اسباق پڑھاؤں گا ایک تو کثرت عبادت اور دوسرا قلت طعام۔

۱۳۲ میں تین کتابوں کا ایسا مدرس ہوں کہ دوسرا کسی کو نہیں مانتا:

۱۔ صحیح بخاری، ۲۔ ہدایہ، ۳۔ گلستان۔

کوئی کہیں اور یہ کتابیں پڑھ لے اور پھر آ کر مجھ سے پڑھے اور فرق دیکھے

لے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔

۱۳۳ میری زندگی کے تین صدمات ایسے ہیں جیسے اور کوئی نہیں اور یہ میرے دل پر نقش ہیں۔ میرے والدین کا بھی انتقال ہوا ہے مگر ایک تو حضرت الاستاذ مولانا یوسف بنوری کے انتقال کا صدمہ کیونکہ میں تو کراچی پڑھنے ہی ان سے آیا تھا اور ان سے میں نے صرف ۱۲ اسباق پڑھے جس کے لئے میں نے ۵ سال انتظار کیا تھا۔

دوسرے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے انتقال کا حضرت کے انتقال کے ساتھ علماء کے لئے سیاست کا بھی انتقال ہوگیا۔

اور تیسرے ہمارے استاذ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب کے انتقال کا جس نے تمام اہلیان علم کی کمر توڑ دی۔

۱۳۴ محمد بنوری مرحوم نے وفات سے ۴ یا ۵ دن پہلے یہاں آ کر میرے دفتر میں بیٹھ کر مجھے حضرت مولانا انور شاہ صاحب کے بارے میں ایک واقعہ سنایا کہ ایک بار حضرت بنوری اور کچھ علماء حضرت شاہ صاحب کے والد کے پاس بیٹھے تھے تو انہوں نے پوچھا کہ یہ میرا بیٹا انور شاہ کیسا ہے تو سب نے کہا کہ بہت بڑے عالم ہیں اور کائنات کے بڑے شیخ الحدیث ہیں یہ سن کر حضرت شاہ صاحب کے والد نے صرف ایک بات کہی کہ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ انور شاہ مسلمان بہت اچھا ہے تو سب حضرات نے کہا کہ مسلمان اچھا کیسے ہوتا ہے تو حضرت شاہ صاحب کے والد نے جواب دیا کہ وہ جھوٹ بالکل نہیں بولتا۔

۱۳۵ میرا دل چاہتا ہے یہ بات درس تفسیر کے دوران اس لئے کہتا ہوں کہ اس بات کے زمین و آسمان گواہ ہیں کہ دورۂ حدیث والوں کو دورہ سے فارغ ہوتے ہی عمرے پر لے کر جاؤں اور یہ تفسیر والے تو ۲۰۰۰ ہیں اگر ۲ لاکھ بھی ہوں تو ان کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کیا بعید ہے بس اپنی نظر

اس پر رکھو اور پھر دیکھو کہ مسائل وہ کیسے حل کرتا ہے۔

مشاہدات

۱۳۶ یاد رکھنا احساس اور تقویٰ کا ثمرہ ہمیشہ شیریں ہوتا ہے اور اس کا فائدہ دونوں جہاں میں ہوتا ہے۔

میں نے جب بھی جمعہ پڑھایا کہ میں اگلے جمعے تک رہوں گا اس لئے جو بیان کرتا ہوں کھل کر بیان کرتا ہوں اور حق بیان کرنے سے کبھی بھی نہیں ڈرتا۔

بس ایک بات یاد رکھو۔

آئے گا زمانہ کہ تجھے یاد رکھے گا

کہ انسانوں میں ملائک اور اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔

۱۳۷ یاد رکھنا جس کی نظر تقدیر پر ہوگی وہ ہمیشہ کامیاب رہے گا اور جس کی نظر تدبیر پر ہوگی وہ ہمیشہ مار کھائے گا۔

۱۳۸ یاد رکھنا جھوٹ بولنے والے سے وہی آدمی معاملہ کرسکتا ہے جو خود جھوٹا ہو۔ سچا اور دیانتدار آدمی جھوٹے سے کیسے معاملہ کرسکتا ہے۔

۱۳۹ ایک عجیب بات بتاتا ہوں کہ مقلد جب بھی قیاس کرے گا غلط کرے گا کیونکہ قیاس حق صرف مجتہد کا ہے۔

۱۴۰ تین چیزوں سے زندگی بڑھتی ہے پہلی غذا یعنی معدے کو بہترین غذا پہنچے، دوسری غموں اور پریشانیوں سے آزادی اور تیسرے شہر سے دوری، یاد رکھنا مرد کی زندگی شہر میں بڑھتی نہیں بلکہ کم ہوتی ہے۔

۱۴۱ ایک عجیب بات بتاتا ہوں کہ کچی کے لئے اللہ تعالیٰ فرش و عرش دونوں کو برابر کردیتا ہے۔

۱۴۲ علی الیقین اگر انصاف کیا جائے تو امام صرف ایک ہی ہے یعنی حضرت امام

اعظم امام ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کا معجزہ پیدا کیا تھا واقعی ہر میدان میں امام ہے۔

۱۴۳ رکعتیں بعد الوتر کا مسئلہ وہ مسئلہ ہے جو علماء کے ہاتھوں مسکین ہوا ہے یہ لوگ عوام کے تھپیڑوں کی تاب نہیں لا سکتے اس لئے اسے بیان ہی نہیں کرتے۔

۱۴۴ یادرکھنا ہروہ شخص جو عبادت میں نائم ہوگا اس کا اجر گھٹے گا۔

۱۴۵ تین فرقوں کو راضی رکھنا بہت ضروری ہے ایک ڈاکٹر، دوسرا پولیس، تیسرا وکیل۔

۱۴۶ یادرکھنا تین فرقے ایسے ہیں جنہیں اپنے رونے پر بہت زیادہ کنٹرول ہوتا ہے ایک تو شیعوں کو، دوسرا پیروں کو، تیسرا عورتوں کو۔

۱۴۷ ایک عجیب بات بتاتا ہوں کہ تمام انبیاء کرام کو دو چیزوں پہ بہت زیادہ کنٹرول ہوتا تھا ایک تو جہاد اور دوسری تجارت۔

۱۴۸ زمینی کوششوں سے آدمی پستی کی طرف جاتا ہے اور سماوی کوششوں سے آدمی بلند وبالاتر ہو جاتا ہے اب خود دیکھو کہ کتنے بزرگ ایسے ہیں جن کو ہم نے نہیں دیکھا۔

تمہارا نام لے کر جی رہا ہوں
تمہاری یاد میری زندگی ہے

۱۴۹ الحمد للہ احسن العلوم کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں جمعہ اول وقت میں پڑھا جاتا ہے اور یہی حدیث سے بھی ثابت ہے۔

۱۵۰ ایک بات بتاتا ہوں ہمیشہ یادرکھنا کہ کبھی بھی امام بغیر تنخواہ کے مت رکھنا اور مدرس تو تنخواہ کے بغیر رکھنا ہی نہیں کیونکہ جب اس کا دل چاہے گا وہ پڑھائے گا اس سے آپ کا بھی نقصان ہوگا اور طالب علموں کا بھی۔

۱۵۱ یادرکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد کبھی بھی تجارت نہیں کی

اور نہ کوئی چیز اس نیت سے خریدی اور بیچی اگر کوئی اس بات کو ثابت حدیث سے کرے تو میں اس کا شکر گزار رہوں گا جو بھی تجارت کی ہے وہ سب نبوت سے پہلے کی ہے۔

۱۵۲ یادرکھنا جتنا بڑا اختلاف مولوی احمد رضا خان بریلوی سے ہے اتنا بڑا اختلاف تو مرزائیوں سے بھی نہیں ہے کیونکہ اس ظالم نے تو شریعت کو الٹ کر رکھ دیا ہے۔ قرآن وسنت اور شریعت کا چہرہ بالکل مسخ کردیا ہے بالکل بدل کر رکھ دیا ہے۔

۱۵۳ اگر کوئی محدث بنے گا تو وہ اسناد کو یاد کرے گا جو مفسر ہوگا وہ روایت کا خیال کرے گا جو معلم ہوگا وہ صبیان کو تعلیم دے گا لیکن متکلم جو ہوگا وہ تمام فتن اور فرقہ ہائے باطلہ کا جواب دے گا۔

۱۵۴ یادرکھنا تمام انبیاء کرام تین چیزوں میں بہت اٹل رہے ہیں:

(۱) مسئلہ توحید میں (۲) اپنی رسالت کی حقانیت پر

(۳) بعث بعد الموت پر

۱۵۵ یادرکھنا خوشبو سے جو فرحت اور توانائی دماغ کو پہنچتی ہے وہ غذاء سے نہیں پہنچتی۔ خوشبوئیں دنیا میں صرف تین ہیں:

اول نمبر گلاب، پھر مشک اور پھر عود اور اصل میں خوشبو تو وہ ہوتی ہے جو مجھے مسرور کردیتا ہے۔

۱۵۶ قلت رزق اور قلت مال یہ عیب نہیں ہے بلکہ انبیاء کی سنت ہے۔ بس عقیدہ مصمم رکھو اور اللہ پر بھروسہ رکھو تو کچھ ابتدائی تکلیف ہوگی۔ اس کے بعد آپ کے لئے تمام دروازے کھل جائیں گے۔

۱۵۷ سحر اور جادو میں تین جگہیں مشہور ہیں:

(۱) تل ابیب (۲) مصر (۳) ملتان۔

۱۵۸ ایک ایسی بات بتاتا ہوں کہ آج تک کسی نے نہیں بتائی ہوگی کہ دنیا کے تمام غم اور پریشانیوں کا علاج کرنے کے لئے حرمین شریفین جایا کرو یاد رکھنا جو لوگ حرمین شریفین زیادہ جاتے ہیں دنیا میں اللہ ان کے لئے خوشی اور مسرت پیدا کرتا ہے۔

۱۵۹ طالب علمو! ایک عجیب بات بتاتا ہوں کہ کبھی کبھی ایسے کپڑوں کو پہنا کرو جس میں پیوند لگا ہو بہت اچھا لگتا ہے یہ جنھوں نے ہمارا مدرسہ بنایا تھا حاجی علی مرحوم صاحب ۳۰ ملوں کے مالک تھے میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان کے کپڑوں میں پیوند لگا ہوا تھا، کبھی کبھی ایسا کپڑا بھی پہننا چاہئے تاکہ پیوند والوں سے مشابہت ہو جائے۔

۱۶۰ ساحر اور شاعر اصل میں ایک ہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ساحر الفاظ کے اندرون سے اثر پیدا کرتا ہے اور شاعر الفاظ کے موضوعیت سے الفاظ میں اثر پیدا کرتا ہے۔

۱۶۱ اصل نصاب تو آٹھ سالہ ہے لیکن اگر کوئی پکا پڑھنا چاہے تو دس سال پڑھے یا تو دو سال شروع میں پڑھے یا پھر دو سال آخر میں تخصص کرے۔ تخصص کا مطلب یہ ہے کہ فتاویٰ کی تمرین آجائے اور تخصص صرف وہ شخص کرے جسے مطالعہ کا بہت شوق ہو جس کو کتب کے مطالعہ کا شوق نہ ہو وہ کبھی بھی تخصص نہ کرے۔

۱۶۲ طالب علمو! ایک عجیب بات بتاتا ہوں کہ آپ کی زندگی پورے سال صرف تین نقاط کے گرد گھومے گی اور اگر ان پر آپ نے صحیح طرح عمل کیا تو آپ کے لئے ہر کام آسان ہوگا۔

پہلا تو یہ کہ حضرت کے ارشادات اور حضرت کی زندگی اور یہ کہ انسانی زندگی میں اسے کس طرح رائج کیا جائے۔

دوسرے یہ کہ علم کی حقیقت کا لوگوں کو پتہ چل جائے اور علم کو استعمال کرنا سب کو آجائے اور

تیسرے یہ کہ آپ کو یہ پتہ چل جائے کہ آپ کو کس ڈھب پر چلنا ہے اور دین پر کس طرح عمل کرنا ہے۔

۱۶۳ تین پگڑیوں کا ہمیشہ اہتمام کرو سفید، کالی اور زرد۔ اور ہری پگڑی والے تو جہاں ملیں فاقتلوھم حیث وجدتم ھم خذوہ فغلوہ۔ بس پکڑو اور مارو یہ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کی تفسیر ہے۔

۱۶۴ بنیادی زبانیں صرف چار ہیں عربی، عبرانی، سریانی اور عبری۔ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت میں تھے تو عربی بولا کرتے تھے جب دنیا میں بھیجے گئے تو پریشانی میں انسان پوری بات نہیں کرتا تو عربی سے عبرانی نکل آئی پھر حضرت نوح سے حضرت ابراہیم تک سریانی زبان چلی حضرت ابراہیم کے دور میں عبری زبان چلی۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم کے بعد سب سے اچھی عربی حضرت اسماعیل بولا کرتے تھے۔

۱۶۵ میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ جو پکا حافظ ہوتا ہے ایسا کہ رات کو سوتے وقت بھی سورتوں کی تلاوت کرے تو مرتے وقت بھی اسے اللہ تعالیٰ قرآن کی تلاوت نصیب فرمائیں گے۔

۱۶۶ ایک بار مولانا یوسف لدھیانوی مرحوم یہاں آئے تھے اور مجھ سے پوچھا کہ یہ جو امام بخاری امام اعظم سے اختلاف کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے تو میں نے ان سے کہا کہ دراصل امام بخاری کے نزدیک امام اعظم کے علاوہ اور کوئی امام ہے ہی نہیں وہ امام اعظم کے علاوہ اور کسی کو امام مان ہی نہیں رہے اس لئے ان کے مسائل سے اختلاف کرتے ہیں تو مولانا لدھیانوی فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر آئے اور مجھے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ اور پھر مجھے گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ

دیا اور فرمایا کہ آج پورے دن کے لئے میرے لئے ایک یہی علم کافی ہے۔

۱۶۷ اصل میں دین میں فقہ اور اجتہاد قرآن وسنت کے پھل کو کہتے ہیں اور یہی بات امام بخاری سے بھی منقول ہے کہ فقہ قرآن وسنت کا پھل ہے۔

۱۶۸ میں نے اپنی زندگی میں تین علماء ایسے دیکھے ہیں کہ ان جیسا دوسرا کوئی نہیں۔ ایک تو میرے استاذ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب والراسخون فی العلم کی آیت آتے ہی حضرت کا تابان چمکتا ہوا چہرہ سامنے آگیا اور دوسرے حضرت الاستاذ حضرت بنوری اور مفتی محمود صاحب یہ علماء ایسے تھے کہ ان کی کوئی مثال نہیں۔

کالشمس فی کبد السماء وضوءها

یغشی البلاد مشارقا ومغاربا

کالبدر فی وسط السماء و نورها

یهدی الی عینیک نوراً ثاقبا

۱۶۹ اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو اگر سال میں ایک دفعہ بخار نہ آئے تو ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے وہ اس لئے کہ آپ خود غور کرلیں کہ بخار میں رجوع الی اللہ بڑھ جاتا ہے اور یہی حال ہر بیماری کا ہے یاد رکھنا بیماری میں انسان اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ رجوع کرتا ہے۔

مختلف مسائل میں حضرت شیخ کے مستدلات

۱۷۰ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں تصاویر ہوتی ہیں وہاں ملائکہ داخل نہیں ہوتے اس سے اصل میں حضرت یہ فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ ملائکہ کے عادات اپناؤ اور پہلے حدیث کے مطابق ملائکہ اس گھر میں نہیں جاتے جہاں تصویر ہوتی ہے اس لئے ایسے گھر میں جانا درست نہیں ہے جس گھر میں تصاویر ہوتی ہیں ہمیشہ ایسی جگہ جانے سے گریز کرو جہاں تصاویر ہوتی ہیں۔

۱۷۱ طالب علمو! یاد رکھو یہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم امام بخاری کے مذہب پر ہیں یہ بالکل جھوٹے اور دھوکے باز ہیں کیونکہ امام بخاری کے سب سے بڑے شاگرد امام ترمذی ہیں اور پوری جامع ترمذی میں وہ کہیں بھی امام بخاری کا مذہب نقل نہیں کرتے جب بھی حدیث آتی ہے وہ کہتے ہیں کہ سالت محمد عن هذا پوری کتاب میں جہاں بھی امام ترمذی نے مذاہب نقل کئے ہیں وہاں انہوں نے امام بخاری کا نام نہیں لیا کیونکہ امام بخاری تو خود مقلد ہیں ان کا کوئی فقہی مذہب نہیں۔

۱۷۲ یہ جو حضرت موسیٰ نے ملک الموت کے گھونسہ مارا اور اس کی آنکھ پھوٹ گئی اس سے یہ پتہ چلا کہ ملائکہ اثرات قبول کرتے ہیں ہاں مگر یاد رکھنا کہ کھا پی نہیں سکتے کیونکہ حضرت ابراہیم کے پاس جو ملائکہ آئے تھے اور حضرت نے فوراً بچھڑا بھون کر ان کے سامنے رکھا تو ملائکہ نے نہیں کھایا۔

بچوں کے لحاظ میں ٹی وی رکھنے کا مسئلہ

۱۷۴ ایک بار حضرت حسنؓ جب چھوٹے بچے تھے تو گھر میں کہیں سے کتے کے پلے پکڑ کر لے آئے اور پلنگ کے نیچے رکھ دیئے اسی دن حضرت جبرائیل نے بھی آنے کا وعدہ کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا انتظار کر رہے تھے اور حضرت جبرائیل مقررہ وقت پر نہیں آئے اور حضرت ان کا انتظار کرتے رہے تو حضرت کو بتایا گیا کہ گھر میں کتے موجود ہیں تو حضرت حیران رہ گئے کہ میں گھر میں کتے کہاں سے آئے، دیکھنے پر معلوم ہوا کہ پلنگ کے نیچے حضرت حسن کہیں سے کتے کے پلے لے آئے ہیں تو حضرت نے ان کو باہر نکالا اور اس جگہ کو اچھی طرح دھویا اس سے دو باتیں پتہ چلیں ایک تو یہ کہ حضرت عالم الغیب نہیں کیونکہ گھر ہی کے حالات سے بے خبر ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت اگر چاہتے تو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ کوئی بات نہیں حسن بچہ ہے اور وہ لے آیا اور نہ ہی حضرت نے ان کے لحاظ میں ان پلوں کو گھر میں چھوڑا اور آج کل لوگ بڑے آرام سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ گھر میں ٹی وی بچوں کی وجہ سے رکھا ہے یاد رکھو ایک غلط چیز کو بچوں کے لحاظ میں گھر میں رکھنا حرام و ناجائز ہے۔

۱۷۵ غیر مقلد کہتا ہے کہ امام صاحب نے خود کوئی کتاب نہیں لکھی اس کے رد میں جواب دیتا ہوں ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری زیادہ تھی یا امام صاحب کی تو وہ کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو میں نے کہا کہ حضرت نے کتنی جلدوں میں کون سی کتاب لکھی ہے؟ جیسے اس سے حضرت کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا اسی طرح حضرت امام صاحب کی امامت میں کوئی فرق نہیں آیا، اگر یہ اعتراض آپ امام صاحب پر کرتے ہیں تو وہاں بھی کرنا پڑے گا یہ صرف ان کے سوال کا جواب ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام

صاحب کی تصانیف موجود ہیں۔ ذہبی نے میزان الاعتدال میں امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ،

من لم یمنع النظر الی کتب ابی حنیفة فلا رسوخ فی الدین

یعنی امام شافعی فرماتے ہیں کہ جس نے امام ابوحنیفہ کی کتابیں نہیں دیکھیں اس کی رائے کا دین میں کوئی اعتبار نہیں۔

حضرت شیخ کے نصائح

۱۷۶ سب ادب واحترام اپنی جگہ مگر دین کے مقابلے میں کبھی بھی ماں باپ کی نہیں مانو دین وشریعت کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

۱۷۷ مہمان تو قابل احترام ہوتا ہے کیونکہ وہ آپ کے گھر آیا ہے اس لئے اپنی استعداد سے بڑھ کر مہمان کی خاطر کیا کرو۔

۱۷۸ یادرکھنا جس کی نظر تقدیر پر ہوگی وہ ہمیشہ کامیاب رہے گا اور جس کی نظر تدبیر پر ہوگی وہ ہمیشہ مار کھائے گا۔

۱۷۹ تبلیغیوں کی نصرت تین طرح سے کیا کرو ایک تو ان کو جگہ دو، دوسرا ایک دفعہ امام ان کے لئے اعلان ضرورت کرے، تیسرے ایک دن کی دعوت کرو اور اپنے احباب سے بھی ان کی دعوت کرواؤ۔

۱۸۰ یادرکھنا کہ صحابہ کے اختلاف کے بارے میں اپنا سینہ ہمیشہ ٹھنڈا رکھو اور کبھی بھی فریق نہیں بننا اگر ایسا کیا تو ریزہ ریزہ ہوجاؤ گے۔ بس جس طرح روایت آئے اسے اسی طرح بیان کرو۔

۱۸۱ یادرکھو کہ فاسق معلن کو سلام کرنا منع ہے اور میں نے اپنے استاذوں سے سنا ہے کہ داڑھی منڈوں کو بھی سلام نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر وہ صاحب درجہ ہے اور دین کا کام کرتا ہے موحد ہے اور علماء کا احترام کرتا ہے تو اس کو سلام کرسکتے ہیں۔

۱۸۲ کھانا بہت سادگی کے ساتھ ہونا چاہئے یادرکھنا کہ کھانے میں جب سادگی ہوگی تو طبیعت میں سخاوت ہوگی اور کبھی بھی تکالیف نہیں اٹھاؤ گے۔

۱۸۳ مال کا نہ ہونا بھی کمالات میں سے ہے بشرطیکہ صبر اور حلال اور پاک مال ہونا بھی کمالات میں سے ہے بشرط شکر۔

۱۸۴ تم لوگ اگر بدعت کا رد نہیں کرسکتے تو کم از کم سنت کو تو خوب زور وشور سے بیان کرو جو لوگ عقلمند ہیں وہ خود ہی سمجھ جائیں گے کہ اس سے جو چیزیں رہ گئی ہیں وہ سب بدعات ہیں۔

۱۸۵ جو لوگ مجھ سے پڑھتے ہیں وہ میرے مذہب پر قائم رہیں میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر وہ تین سال کے اندر اندر حالات نہ بدلیں تو آکر مجھ سے ان سالوں کا خرچہ لے لے، یہ لوگ سبق مجھ سے پڑھتے ہیں اور باہر جاکر دوسروں کی باتوں میں آکر میرے خلاف کرتے ہیں۔

۱۸۶ یادرکھنا تبلیغیوں سے کبھی بھی اختلاف نہ کرنا یہ لوگ تو ہمارا سرمایہ ہیں، دنیا میں کوئی دوسری جماعت ایسی کسی کے یہاں موجود نہیں جیسی یہ ہے یہ لوگ امت کی اصلاح کا کام کرتے ہیں۔

۱۸۷ یادرکھنا مبتدعین سے بنیادی اختلاف مسئلہ نور وبشر میں ہے دیکھو اب سمجھو کہ جب نور سمجھا جائے گا تو نور ایک جگہ بند نہیں رہتا ہر جگہ جاسکتا ہے اور جب ہر جگہ موجود ہے تو عقیدہ حاظر وناظر نکل آیا اور جب حاظر وناظر ہے تو جانتے بھی ہیں تو عقیدہ علم غیب نکل آیا اور جب سب جانتے ہیں تو پھر حاجت روا اور مشکل کشا بھی ہیں یادرکھو ہر کفریہ عقیدہ کی جڑ حضرت کو نور سمجھنا ہے۔

۱۸۸ یادرکھنا ایک بات بتا رہا ہوں کہ کوئی اور نہیں بتائے گا کہ کامیاب ناظم اور امیر میں تین خصوصیات لازمی ہونی چاہئیں:

ایک تو یہ کہ وہ حاضر باش ہو اور اپنی جگہ پر ہر وقت موجود رہے۔

دوسرے یہ کہ وہ صلاحیتوں اور سمجھ بوجھ میں سب سے زیادہ ہو۔

اور تیسرے یہ کہ وہ اخلاق میں سب سے اچھا ہو اور ساتھیوں سے حسن اخلاق سے پیش آئے اور نرم دل ہو۔

۱۸۹ تمام مناسک دین میں دو منصب بہت بڑے ہیں جو صرف عالم کی شایان شان

ہیں ایک تو امامت اور دوسرا افتاء۔

ذکر تین طرح ہے:

۱۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

۲۔ نماز بھی خود ایک ذکر ہے

۳۔ ہر عبادت اور اطاعت ذکر میں شامل ہے۔

۱۹۰ آئمہ میں دو اماموں نے پگڑی کا بہت اہتمام کیا ہے پہلے تو امام اعظم امام ابوحنیفہ جب فوت ہوئے تو ان کے پاس ۵۰۰ پگڑیاں تھیں اور حضرت نے تمام عمر سفید پگڑی باندھی اور امام مالک جب فوت ہوئے تو ان کے پاس ۱۰۰ پگڑیاں موجود تھیں، اس لئے طالب علمو یاد رکھو ہمیشہ پگڑی کا اہتمام کرو اللہ تعالیٰ کی ہزاروں نعمتیں ہوں حضرت شیخ الحدیث پر کہ انہوں نے شمائل میں لکھا کہ پگڑی باندھنا سنت مستمرہ یعنی ہمیشہ کی سنت ہے۔ (شمائل ترمذی، ص ۶۸)

۱۹۱ ایک روز رات کو جناب مزمل صاحب نے سوال کیا کہ اگر یہ دنیا انسان کے لئے امتحان گاہ ہے تو اس کا سب سے بڑا امتحان کیا ہے تو حضرت شیخ نے جواب دیا کہ عافیت اور اس کے بعد فرمایا کہ آج میں نے عصر کی نماز کے بعد بھی بیان کیا کہ اگر اس زندگی کا خلاصہ نکالیں اور اس کا بھی خلاصہ نکالیں اور اس کا نچوڑ نکالیں تو تین باتیں سامنے آتی ہیں:

عافیت، ہدایت اور مغفرت۔

۱۹۲ اپنے بزرگوں کے جتنے اقوال مجھے یاد ہیں اور کسی کو یاد نہیں۔ یہاں تک کہ یہ جو ہمارے قاری مفتاح اللہ صاحب ہیں یہ دورۂ حدیث میں تھے اور میں درجۂ رابعہ میں تھا اور میں بلا ناغہ ان کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا اور حضرت بنوری کا دیا ہوا درس اور ان کے ارشادات پابندی سے قاری صاحب سے سنتا تھا۔ مجھے آج تک تمام باتیں اسی طرح یاد ہیں۔ قاری صاحب بھی حیران ہوتے ہیں کیونکہ

اکثر باتیں ان کو یاد نہیں لیکن میں نے ان ہی سے سنیں۔

۱۹۳ فرمایا کہ: آدمی کے لئے اس کی بیوی تین طرح سکون کا باعث ہے:

ایک تو یہ کہ اس کی عادات درست ہوں۔

دوسرے یہ کہ وہ خاوند کی تابعدار ہو۔

تیسرے یہ کہ وہ عبادت گزار ہو۔

۱۹۴ فرمایا کہ: فلاسفہ اور صوفیائے کرام کا نظریہ یہ ہے کہ مرد کے کامل ہونے کے لئے ان چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ عفت و پاکدامنی۔

۲۔ حلم و بردباری۔

۳۔ شجاعت، بزدل بالکل نہ ہو۔

۴۔ علم بھی خوب ہو۔

۱۹۵ فرمایا کہ: ہندوستان نے چار بڑے خطیب پیدا کئے ہیں:

۱۔ احمد سعید دہلوی۔

۲۔ ابوالکلام آزاد۔

۳۔ مولانا شبیر احمد عثمانی

۴۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری۔

۱۹۶ فرمایا کہ: مولوی احمد رضا خان نے دو مسئلوں میں علمائے اہل سنت علمائے دیوبند کی تائید کی ہے ایک تو وہ سماع کے عدمِ جواز کا قائل تھا اور دوسرا وہ سجدۂ تعظیمی لغیر اللہ کو ناجائز کہتا تھا، ان دونوں مسئلوں پر اس نے کتابیں بھی لکھی ہیں "ذبدة الزكيه فى الحرمت سجدة التحية" اگر وہ ان دو مسئلوں میں علمائے اہل سنت کے ساتھ نہیں ہوتا تو موجودہ مبتدعین کی شکلیں مرزائیوں کی شکلوں کی طرح ہوتیں، بس ان دو مسئلوں کی وجہ سے بچ گئے۔

۱۹۷ فرمایا کہ نجات کے لئے دو چیزیں بہت اہم ہیں:

۱۔ ایمان اور ۲۔ تقویٰ۔

۱۹۸ فرمایا کہ اگر کوئی نماز میں غفلت اور سستی کرے تو وہ خود اپنے لئے کوئی سزا مقرر کرے یا جرمانہ مقرر کرے تو یہ جائز ہے۔

۱۹۹ فرمایا کہ یاد رکھنا نئے نبی آنے کی تین وجوہات ہوتی ہیں:

۱۔ شریعت ناقص ہو تو نیا نبی آ کر اسے کامل کرتا ہے۔

۲۔ نبی کسی خاص قوم یا قبیلے کے لئے ہو۔ یا

۳۔ سابقہ شریعت ختم یا منسوخ ہو گئی ہو۔

اور ہماری شریعت ان تینوں باتوں سے مستثنیٰ ہے اس لئے تمام کتابوں میں یہ عبارت موجود ہے کہ:

"جس نے اب بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ کذاب ہے، دجال ہے اور ظالم و مُضِل ہے۔" (حوالے: ابن کثیر، قرطبی، ابی حیات، ابی سعود، کشاف، مدارک اور بھی دیگر تفاسیر)

۲۰۰ فرمایا کہ اوراد و وظائف کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بہت ہی حسین باغ ہو اور وہ پھل اور پھولوں سے لبریز ہو بس آدمی اس میں سے جتنا اسے ضرورت ہے اتنا لے لے یہی حال اوراد وظیفوں کا ہے کہ اگر بقدر ضرورت پڑھیں جائیں تو زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔

۲۰۱ فرمایا کہ: دل میں تذکیر اور تانیث ہوتی ہے۔ کچھ عورتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا دل مردانہ ہوتا ہے اور کچھ مرد ایسے ہوتے ہیں جن کا دل زنانہ ہوتا ہے۔ کچھ عورتیں اتنے بلند کام کر جاتی ہیں کہ کئی مرد اس تک نہیں پہنچ سکتے۔

۲۰۱ فرمایا کہ: یاد رکھنا کہ شیطان کی شیطانی لوگوں پر تین طرح چلتی ہے:

۱۔ عزت و دین کے مقامات سے ہٹا دیتا ہے۔

۲۔ دینی لباس اور علمائے کرام کے لباس سے دور کر دیتا ہے۔

۳۔ بے حجابی اور بے پردگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

۲۰۲ فرمایا کہ: دو چیزیں ہیں جن کا پتلا ہونا بہتر ہے، ایک لسی، چھاچھ اور دوسری دال۔ یہ دونوں چیزیں اگر گاڑھیں ہوں گی تو ثقیل ہوں گی اور فائدہ ختم ہوگا دال اگر گاڑھی کھائی جائے تو اس سے تکبر کا خطرہ ہے۔

۲۰۳ فرمایا کہ: دو عقیدے ایسے ہیں جن سے اسلام کی بقاء و تعظیم قائم ہے:

(۱) ختم نبوت۔ (۲) کعبہ کی تکریم اور تعظیم (قال اللاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

۲۰۴ فرمایا کہ: حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری کا جلسہ تھا اور حضرت بریلویوں کے خلاف تقریر فرما رہے تھے درمیان میں اچانک بول پڑے کہ لوگو میں ابھی ابھی یوسف بنوری سے مل کر آیا ہوں ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے مدینہ منورہ سے ہو کر آیا ہوں اور ایک تمہارے مولوی ہیں کوئی اوکاڑے سے آتا ہے تو کوئی امام باڑے سے آتا ہے۔

۲۰۵ یاد رکھنا کسی بھی کافر سے دوستی رکھنا جائز نہیں خاص طور پر وہ جس کا کفر متعدی اور دین کے فاسق اور فاجروں سے بھی تعلقات ختم کرنا چاہئے۔

۲۰۶ دین کے رہبر اور داعی کی دو اہم ذمہ داریاں ہیں جو اسے بخوبی ادا کرنی چاہئیں:

۱۔ دین کے آداب اور قیود لوگوں کو بیان کرے۔

۲۔ اور لوگوں کو جہل سے دور کرے۔

جو شخص ان دو باتوں کا اہتمام نہیں کرتا تو یاد رکھنا وہ دین کے نام پر لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے۔

۲۰۷ قرآن کریم پڑھانے والے کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے:

سب سے پہلے تو ترجمے کا یہ کام ہم سے پہلے ہمارے بزرگ اور مشائخ

بخوبی انجام دے چکے ہیں، دوسرے تفسیر کا، اس باب میں بھی متعدد تفاسیر موجود ہیں اور تیسرے تطبیق آیات کا یہ اصل کام ہے جو ہر قرآن پڑھانے والے کو بخوبی انجام دینا چاہئے۔

۲۰۸ ایک روز حضرت الشیخ نے پوچھا کہ آخر عشق کی تعریف کیا ہے، عشق کہتے کسے ہیں؟ تو حاضرین میں موجود جناب اقرار بیگ صاحب نے جواب دیا کہ جسے آدمی چاہے اپنا سب کچھ اس کے حوالے کرنے کو عشق کہتے ہیں تو حضرت شیخ نے جواب میں ارشاد فرمایا (اتنے میں منصور بھائی اٹھ کر جانے لگے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ منصور سن لو میں زندگی میں پہلی بار عشق کی تعریف کر رہا ہوں) فرمایا کہ عشق کہتے ہیں اپنی مراد پر غیرت کرنے کو، بس اس کے علاوہ عشق کے اور کچھ معنی نہیں ہیں۔

۲۰۹ اعمال کا اعتبار اور قدر و قیمت آخر میں جا کر بڑھتی ہے۔ انما العبرة للخواتیم اس لئے جو بھی نیکی تکمیل کو پہنچے تو احتیاط ڈبل ہو جاتی ہے روزہ میں سحری میں، رات کی عبادت میں دعاؤں میں تلاوت میں دلجمعی، توبہ، یکسوئی، آنسوؤں کا دریا یہ سب چیزیں ضروری ہیں۔

۲۱۰ فرمایا کہ: میرے نزدیک فقہ اصول کے جاننے کا نام نہیں ہے بلکہ فقہ کو اس کے متعلقات کے ساتھ جاننا زیادہ ضروری ہے۔ فقہ دین اسلام کا نچوڑ ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث پر جب فقہ نافذ ہو تو ان کا اصل رنگ پتہ چل جاتا ہے۔

۲۱۱ فرمایا کہ: طالب علموں شیطانی کاموں کو سیکھنے کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں وہ ایسے ہی آجاتے ہیں ہاں مگر رحمانی کاموں کے لئے اساتذہ اور تعلیم و تعلم وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

۲۱۲ فرمایا کہ: صحیح معنوں میں درس کے تین مقاصد ہیں:

۱۔ اعلیٰ مضامین کو سمجھانا۔

۲۔ پرانے نقوش کو مٹانا۔

۳۔ اہل باطل کا رد کرنا۔

۲۱۳ تین چیزیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں کسی نبی یا ولی کو اس کا امین نہیں بنایا:

۱۔ رزق، ۲۔ عزت، اور ۳۔ موت۔

۲۱۴ عراق میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی قبر ہے اس کا طواف ہوتا ہے اور امام ابو یوسفؒ کی قبر ہے تو وہاں لوگوں کی قطار لگی ہوئی ہے جو آتا ہے پورے آداب بجالاتا ہے گویا قاضی ابو یوسفؒ کی عدالت لگی ہوئی ہے اور قضاء جاری ہے۔

۲۱۵ جو لوگ لیٹ کر کتاب پڑھتے ہیں ان کی بینائی بھی کمزور ہو جاتی ہے اور بھولتے بھی جلدی ہیں اور جو لوگ چل کر کتاب دیکھتے ہیں ان پر بھی نسیان طاری ہو جاتا ہے۔

اکابرینِ امت
حضرت الشیخ کی نظر میں
سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

اکابرین امت حضرت شیخ کی نظر میں

حضرت اقدس حضرت مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ

۲۱۶ حضرت شیخ الہند کا انتقال ہوا تھا تو حضرت مولانا مفتی محمود صاحب طالب علم تھے تو انہوں نے یہ شعر پڑھا تھا:

من شاہ بعدک فلیمت
فعلیک کنت احاذر

اور جب حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا انتقال ہوا تھا حضرت مولانا محمود الحسن صاحب نے یہ شعر پڑھا تھا:

اب مٹی میں دباتے ہو بتاؤ دوستو!
گنجینۂ علوم ہے یہ گنجینہ زر نہیں

۲۱۷ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے تھے کہ قیامت کے دن اگر مجھ سے پوچھا گیا کہ رشید احمد کیا لے کر آئے ہو تو میں ہوں گا کہ میں محمود الحسن کو لایا ہوں۔ یہ میرا شاگرد ہے اور امام اعظم حضرت امام صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ سے قیامت کے دن پوچھا گیا کہ کیا لائے ہو تو میں امام ابو یوسف کو پیش کروں گا تو میرا پلڑا سب سے بھاری ہو جائے گا۔

۲۱۸ ہندوستان کی تاریخ میں حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کی شخصیت ایسی تھی جس پر تمام ہندوستان کو اتفاق تھا اور ہندوستان میں رہنے والی ہر قوم حضرت کی ایک جیسی عزت کرتی تھی۔

۲۱۹ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کا معمول تھا کہ مغرب سے لے کر

عشاء تک نوافل پڑھا کرتے تھے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

۲۲۰ اگر اس زمانے میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی تمام تصانیف صرف ایک دو نہیں بلکہ تمام ۱۳۶۵ کتابیں بغور مطالعہ کرلے تو میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑا عالم اور کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔

۲۲۱ اللہ تعالیٰ کی لاکھوں اور کروڑوں رحمتیں ہوں حکیم الامت پر حضرت علم وعقل کے ایک بادشاہ تھے۔ حضرت نے امت کی اصلاح کا کام اس درد سے کیا ہے کہ آج تک اس کا فیض جاری ہے۔

امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کاشمیری

۲۲۲ تفقہ اور اجتہاد میں امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کی مثال پاکستان اور ہندوستان تو چھوڑ و پوری سرزمین پر ملنا مشکل ہے۔

۲۲۳ حقیقت یہ ہے کہ مجتہدین کے بعد ۱۳۰۰ سال میں شریعت پر کسی نے ایسا غور نہیں کیا ہوگا جیسا امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب نے کیا۔ بالکل ایسا لگتا ہے جیسے شریعت حضرت کے سامنے صادر ہوئی ہے۔

۲۲۴ حضرت مولانا انور شاہ صاحب حضرت شیخ الہند کے جوتے اپنے سر پر رکھتے تھے، ایک بار حضرت شیخ الہند نے دیکھا تو منع فرمایا کہ ایسا مت کرو تو حضرت شاہ صاحب نے تو اس وقت کچھ نہیں کہا مگر بعد میں فرمایا کہ حضرت اگر شاگرد سید بھی ہو تب بھی استاذ کے جوتے سر پر رکھ سکتا ہے اور ایک کتاب کا حوالہ بھی

دے دیا تو حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ آپ اپنی وسعت علمی میں بہت آگے ہیں مگر میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ میرے جوتے سر پر مت رکھو۔

۲۲۵ امام العصر حضرت شاہ صاحب کا جنازہ جا رہا تھا تو لوگ جگہ جگہ سے حضرت کے جنازے پر عطر برسا رہے تھے تو اس زمانے میں بخاری کا ایک طالب علم تھا جو اس زمانے میں آٹھ روٹیاں کھاتا تھا اور حضرت مدنی نے اس کے لیے آٹھ روٹیوں کی منظوری دی تھی وہ اچانک جنازے کے بیچ میں گھس گیا وہ چادر جس پر خوشبو برسائی گئی تھی حضرت شاہ صاحب کے اوپر سے اٹھا کر بھاگا لوگوں نے اس سے جب پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو اس نے کہا کہ یہی چادر میرا کفن ہوگا۔

۲۲۶ امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے کہ میں ان دو باتوں کے لئے پیدا ہوا ہوں ایک تو امام اعظم امام ابوحنیفہ کا نقطہ نظر لوگوں پر واضح کردوں اور دوسرا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کروں۔

۲۲۷ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب فرماتے تھے کہ میں حافظ ابن حجر جیسا عالم بننا چاہتا تھا وہ تو نہیں بن سکا ہاں مگر اتنا ضرور ہوا کہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کے ساتھ صحیح مسلم پڑھائی۔

۲۲۸ امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب بخاری میں کتاب الحیل طالب علموں کو ایسے سمجھاتے تھے جیسے امام بخاری کے بھی استاذ ہوں۔ واقعی حضرت کا علم بالکل بحر بیکراں کی طرح تھا۔

۲۲۹ حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری صاحب بیمار تھے اور اسباق ٹیک لگا کر پڑھایا کرتے تھے مگر جب ترمذی میں شمائل آیا تو بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ بھلا شمائل کوئی ٹیک لگا کر کیسے پڑھا سکتا ہے۔

۲۳۰ حضرت شیخ الہند کا درس بخاری ہو رہا تھا اور عرب سے کچھ علماء آئے ہوئے تھے یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان کے علماء باہر زیادہ مشہور نہیں تھے۔ جب علماء عرب کو پتہ چلا کہ ایک مدرسہ دیوبند کے نام سے ہے اور وہاں مولانا محمود الحسن حدیث پڑھاتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے علماء کو حدیث کا کیا پتہ تو کسی نے ان سے کہا کہ آپ ایک دفعہ درس میں شرکت تو کر کے دیکھیں تو وہ دارالحدیث میں چلے گئے تو حضرت شیخ الہند کسی حدیث پر کلام کر رہے تھے تو عرب علماء نے ایک اشکال کیا تو حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو جواب میرا کوئی شاگرد دے تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے اس زمانے میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب دورۂ حدیث کے طالب علم تھے۔ حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ مولوی انور صاحب آپ جواب دے دیں تو حضرت مولانا انور شاہ صاحب کھڑے ہو گئے اور دریافت کیا کہ جواب نظم میں دوں یا نثر میں تو علماء عرب نے کہا کہ نظم میں پھر حضرت مولانا انور شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ اسلامی اشعار میں یا جاہلی اشعار میں تو انہوں نے کہا جاہلی اشعار میں بس تو حضرت مولانا انور شاہ صاحب شروع ہو گئے پہلے ان کی آمد کو نظم کیا پھر ان کا سوال نظم کیا اور پھر ان کے سوال کا جواب نظم کیا آپ لوگ ذرا حضرت کے علم کا اندازہ لگائیں کہ فی البدیہی حضرت نے کتنی بڑی عربی نظم کہہ ڈالی اس کے بعد وہ علمائے عرب اٹھے اور آ کر حضرت مولانا محمود الحسن کی پیشانی چوم لی۔

۲۳۱ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کی کتابیں جب شیخ الاسلام ترکی مصطفیٰ صبریہ نے دیکھیں تو کہا کہ ماشاء اللہ حضرت مولانا انور شاہ نے دین کی کتابیں بالکل ٹھنڈے سینے سے دیکھی ہیں۔ اس بات کا اظہار شیخ مصطفیٰ صبری نے اپنی مشہور کتاب "موقف العلم والعقل والعلماء من رب العالمین" میں کیا۔

۲۳۲ دنیا میں بڑے عالم گزرے ہوں گے مگر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کی کوئی نظیر نہیں ہے بس اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب انسان پیدا کیا تھا علم وعقل حضرت پر ختم تھی۔

۲۳۳ ایک بار حضرت مولانا انور شاہ صاحب سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کو کسی علم کے بارے میں کمی کا احساس ہوتا ہے تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اور امام فخر الدین رازی بھی آخر میں روتے تھے اور فرماتے تھے کہ قرآن کریم کا حق ادا نہیں کر سکا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۴ شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت اقدس حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کی مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ ان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ عربستان میں بھی ان کے پائے کا کوئی مہمان نواز نہیں تھا۔

۲۳۵ سنا ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کا چہرہ جو ایک بار دیکھ لیتا تھا پھر وہ راتوں کو تہجد کے لئے اٹھا کرتا تھا۔ حضرت الاستاذ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے درجہ اولیٰ سے تہجد پڑھنا شروع کی ہے میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام حضرت مدنی کو جب سے دیکھا ہے جب سے میری تہجد قضاء نہیں ہوئی۔

۲۳۶ حضرت الاستاذ حضرت مولانا بنوری صاحب سے کسی نے پوچھا کہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی بخاری پڑھاتے ہیں اور بالکل خاموش بیٹھے رہتے ہیں یہ ان دنوں کی بات ہے جب حضرت مدنی بہت ضعیف ہو چکے تھے پھر اس

نے کہا کہ آپ کا دورۂ حدیث اچھا ہے یا حضرت مدنی کا تو حضرت الاستاذ حضرت مولانا یوسف بنوری صاحب نے جواب دیا کہ حضرت مدنی کا دورہ زیادہ اچھا ہے کیونکہ حضرت اصل شیخ الحدیث ہیں اور یہ فرما کر حضرت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

۲۳۷ شیخ الحدیث شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند، دارالحدیث کے اندر تنخواہ لیا کرتے تھے اس لئے کہ طالب علموں کو پتہ چل جائے کہ یہ تنخواہ لینا حرام نہیں ہے۔

۲۳۸ شیخ الحدیث شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین مدنی جب شمائل پڑھانا شروع کرتے تھے تو دیوبند سے لے کر دہلی تک تمام علماء اور مدرسین اس درس میں طالب علموں کی طرح شرکت کیا کرتے تھے۔ حضرت ایک عجیب شان سے شمائل پڑھایا کرتے تھے۔

۲۳۹ شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کی شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب محدث سہارنپوری ثم مہاجر مدنی ومتوفا بہا سے محبت تھی ایک دن حضرت بہت خوش تھے تو فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو تو حضرت مولانا زکریا صاحب نے فرمایا کہ بس اپنے ساتھ جنت میں لے جایئے گا تو حضرت مدنی نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی تو ضرور لے جائیں گے۔

۲۴۰ شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ حضرت آپ کو کبھی رونا نہیں آتا اس کی کیا وجہ ہے تو حضرت نے جواب دیا کہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے انتقال پر اتنا رویا ہوں کہ اب رونے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی مجھے اب کوئی صدمہ صدمہ لگتا

ہی نہیں۔

۲۴۱ حضرت مدنی فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعے تک آیت کریمہ ۲۵ ہزار مرتبہ پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دعا قبول فرمائیں گے۔

۲۴۲ شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا تھا انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا مسلمان کے لئے حرام ونا جائز ہے اور انگریز حکومت کو ختم کرنا اور یہاں سے نکالنا فرض ہے تو حضرت کو عدالت میں طلب کرلیا گیا یہاں کراچی میں خالق دینہ ہال میں عدالت قائم ہوگئی اور حضرت سے دریافت کیا گیا اور اخبارات اور فائلیں دکھائیں کہ آپ نے یہ کہا اور یہ فلاں رپورٹ ہمارے رپورٹر نے لکھی ہے تو حضرت نے جواب دیا کہ:

"فائلیں چھوڑو کہا تھا کہتا ہوں اور کہتا رہوں گا۔"

تو جج نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کو سزائے موت بھی دی جاسکتی ہے تو حضرت نے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ:

"یہ پگڑی نہیں ہے دیوبند سے ساڑھے ۵ گز کا کفن باندھ کر چلا ہوں۔"

تو اس زمانے کے جج نے یہ رپورٹ لکھی ہے کہ:

"انگریزوں کو یہ بات بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اس ملک کے علماء ہماری عدالتوں میں ہمارے سامنے جہاں ہم ان کے ساتھ کچھ بھی کرسکتے ہیں اتنی جرأت سے ہمارے خلاف بیان دیتے ہیں تو انگریز اس ملک میں کب تک ٹھہر سکے گا۔"

شیخی واستاذی سیدوسندی

حضرت مولانا لطف اللہ صاحب

۲۴۳ بڑے سے بڑا تہجد پڑھنے والا ہوگا مگر اسے تہجد کی دعائیں یاد نہیں ہوں گی۔ حضرت اقدس شیخی واستاذی حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کو یاد تھیں۔ حضرت خطبہ میں بھی پڑھایا کرتے تھے آج بھی میرے کانوں میں حق حق کی آوازیں گونج رہی ہیں دعائے تہجد یہ ہے:

عن طاؤس عن سمع عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام من الليل يتهجد قال:

اللهم لک الحمد أنت قيم السموات والأرض ومن فيهن ولک الحمد أنت نور السموات والأرض ومن فيهن ولک الحمد أنت ملک السموات والأرض ومن فيهن ولک الحمد أنت الحق ووعدک الحق ولقائک حق وقولک حق والجنة حق والنار حق والنبيون حق ومحمد حق والساعة حق اللهم لک أسلمت وبک امنت وعليک توكلت واليک انبت خاصمت واليک حاكمت فاغفرلي ما قدمت وما اخرت مما اسررت وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا اله الا انت ولا اله غيرک.

۲۴۴ فرمایا کہ جیسے تاریخ کا مطالعہ حضرت اقدس حضرت مولانا لطف اللہ صاحب

نوراللہ مرقدہ کا تھا میں نے اور کسی کا نہیں دیکھا۔ پوری تاریخ حضرت کی آنکھوں کے سامنے تھی۔

حضرت اقدس

حضرت مولانا سید یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۵ ایک بار بنوری ٹاؤن میں مؤذن جس کا نام بدرالدین تھا فجر کی اذان دے کر نکلا تو حضرت الاستاذ حضرت بنوری لاٹھی لے کر آئے اور اس کی خوب پٹائی لگائی وہ روتا ہوا جارہا تھا میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اکثر بغیر غسل کے اذان دیتا ہوں آج پتہ نہیں حضرت کو کیسے معلوم ہوگیا اللہ اکبر یعنی حضرت نے آواز سے ہی اندازہ لگالیا۔

۲۴۶ حضرت الاستاذ حضرت بنوری فرمایا کرتے تھے کہ دو آدمی جسم کے اعتبار سے بہت موٹے گزرے ہیں اور ان کا علم بھی بہت بڑا اور بے مثال تھا:

ایک تو حضرت امام محمدؒ اور دوسرے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب۔

۲۴۷ ہمارے استاذ حضرت اقدس حضرت مولانا یوسف بنوری صاحب اپنے زمانے کے محدث کبیر تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ٹانگوں اور گھٹنوں میں تکلیف ہے اور اٹھنے بیٹھنے میں بھی تکلیف ہوتی ہے ورنہ دل چاہتا ہے کہ جمعہ کی نماز خود پڑھاؤں اور جب بھی کسی سفر سے واپس آتے تو پہلی نماز خود پڑھاتے تھے۔

۲۴۸ حضرت الاستاذ حضرت مولانا بنوری فرمایا کرتے تھے کہ اگر مدرسہ آخرت کے لئے بنایا ہے تو دنیا میں تکالیف اور عذاب جھیلنا پڑے گا اور اگر مدرسہ دنیا کے

لئے بنایا ہے تو عذاب آخرت میں جھیلنا پڑے گا۔

۲۴۹ میرے استاذ حضرت مولانا بنوری فرمایا کرتے تھے کہ جب میں کعبۃ اللہ جاتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ کاش یہ مدرسہ نہیں ہوتا تو میں بغیر کسی فکر کے یہاں رہتا چنانچہ فرمایا کہ جب میں درود وسلام پڑھ کر مواجہ شریف کے پاس بیٹھا تھا تو میں نے خواب دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ یہ مدرسہ بھی تو میرا ہے اور میری نسبت پر تم نے قائم کیا ہے اس کی فکر بھی تو ضروری ہے۔

۲۵۰ حضرت الاستاذ حضرت مولانا بنوری فرمایا کرتے تھے کہ پیسوں کی خاطر حرمین شریفین جانا کمینگی ہے اور کمینے لوگوں کا کام ہے۔

۲۵۱ حضرت الاستاذ حضرت مولانا بنوری حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور بھی دو چار علماء حضرات ریاض گئے تھے منبر ومحراب کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے تو وہاں بہت بڑا اسٹیج بنا تھا اور اسٹیج پر شاہ فیصل وہاں کے کچھ دکتوروں کے ساتھ بیٹھا تھا اور ہمارے علماء کو نیچے عوامی نشستوں پر جگہ دی گئی تھی یہ حضرات حیران تھے کہ ہمیں بھی دعوت نامہ دے کر بلایا گیا ہے اور یہاں جگہ دی ہے تو حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ فکر نہ کریں جب علم کا موقع آئے گا تو ہم لوگ سب سے آگے ہوں گے، وہاں ایک مسئلہ سجدہ تعظیم کا چل پڑا تو وہاں کے تمام دکتوروں نے تقاریر کی کہ یہ کفر ہے تو حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے فرمایا کہ آپ حضرات تیار ہو جائیں ہمیں اس مسئلے کا رد کرنا ہے تو حضرت الاستاذ حضرت بنوری جوان تھے اور حضرت کا حافظہ بھی غضب کا تھا اور عربی مادرزاد تھی حضرت نے کہا کہ میں تیار ہوں چنانچہ ان حضرات نے اسٹیج پر ایک پرچی بھیجی کہ یہ مسئلہ اب تک غلط بیان ہو رہا ہے اور ہمیں موقع دیا جائے، جب

یہ پرچی اسٹیج پر پہنچی تو شاہ فیصل نے پوچھا کہ یہ حضرات کہاں بیٹھے ہیں تو کہا گیا کہ نیچے نشستوں پر تو شاہ فیصل غصہ ہوگیا اور کہا کہ علماء کو پیچھے بٹھایا ہے اور جاہلوں کو اسٹیج پر اور فوراً ان حضرات کو اوپر بلایا گیا اور حضرت الاستاذ حضرت بنوری نے تقریر فرمائی یہ وہ مجلس تھی جس میں حضرت نے تمام دنیا کو اور خاص طور پر عربوں کو اپنی عربی کا لوہا منوایا تھا۔

۲۵۲ ہمارے حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حضرت بنوری محدث ہیں اور مولانا شمس الحق افغانی مفسر ہیں۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ محدث بہت زیادہ روایت میں محتاط ہے جبکہ مفسر اتنا محتاط نہیں۔

۲۵۳ حضرت بنوری فرمایا کرتے تھے کہ جب کام کا نہ تھا کام کرتا تھا اور جب کام کا ہوگیا تو کام نہیں کرسکتا۔

۲۵۴ میرے استاذ حضرت بنوری عجیب عجیب باتیں فرماتے تھے ایک بار فرمایا کہ میرا ایک ارمان ہے کہ میں ایک ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں ایک ویران مسجد ہو میں وہاں جا کر اس کی صفائی کروں اس میں جھاڑو دوں، کنکر اور روڑے وغیرہ ہٹاؤں پھر پانی سے چھڑکاؤ کروں اور صفیں وغیرہ بچھاؤں اور پھر اذان دوں جب لوگ جمع ہو جائیں تو میں وہاں سے چلا جاؤں بس یہ فرما کر حضرت زار وقطار رویا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ پتہ نہیں میرا یہ ارمان کب پورا ہوگا۔

حضرت اقدس

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۵ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ایک بہت بڑے بصیر آدمی تھے اور عبقری

شخصیت کے مالک تھے جو بھی ایک بار مل لیتا تھا ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔

۲۵۶ قرآن میں نے بہت سنے ہیں مگر مولانا مفتی محمود صاحب جیسا قرآن کبھی نہیں سنا، حضرت ایک عجیب شان سے پڑھا کرتے تھے۔

۲۵۷ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو کبھی بھی کسی نے بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا حضرت کی چستی بے مثال تھی۔

۲۵۸ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ایک بہت بڑے شیخ الحدیث تھے، ان کے دور میں ان کے پائے کا کوئی اور محدث نہیں تھا۔

۲۵۹ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اکثر تلطفاً فرمایا کرتے تھے کہ شاید یہ شریعت میں تو جائز نہ ہو مگر میں اپنے لئے جیل جانے کو نعمت سمجھتا ہوں کیونکہ حضرت نے بخاری اور ترمذی دونوں کی شروح جیل میں لکھی۔

۲۶۰ یہ اس زمانے کی بات ہے جب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مڈل میں پڑھا کرتے تھے اس زمانے میں ان کے اسکول میں ان کے ہیڈ ماسٹر کا کوئی بڑا انگریز دوست اسکول کا معائنہ کرنے آیا تو حضرت کی کلاس میں آ کر اس نے حضرت سے پوچھا کہ تم پڑھ لکھ کر کیا کرو گے تو حضرت نے جواب دیا کہ آپ کو اس ملک سے نکالوں گا تو ہیڈ ماسٹر گھبرا گئے اور انگریز کہنے لگا کہ آپ بچوں کو یہ کیا پڑھا رہے ہیں تو ہیڈ ماسٹر نے حضرت کو بہت سمجھایا کہ یہ تو ہمارے بڑے ہیں اور ہمارا سب کچھ ہیں ان کو ایسا نہیں کہتے اور حضرت کو بہت دیر تک سمجھایا جب ہیڈ ماسٹر کو پورا یقین ہو گیا کہ حضرت صحیح جواب دیں گے تو اس نے انگریز سے کہا کہ اب آپ دوبارہ پوچھیں تو انگریز نے پوچھا کہ آپ پڑھ لکھ کر کیا کریں گے اب کے حضرت نے جواب دیا کہ آپ کو اور ہیڈ ماسٹر دونوں کو اس ملک سے نکالوں گا تو وہ انگریز حیران رہ گیا اور اس نے کہا کہ یہ بچہ ایک دن بہت بڑا آدمی بنے گا اس بچے کو آج دنیا مفتی محمود کے نام سے یاد

کرتی ہے۔

۲۶۱ ہمارے دور کے تمام علماء کا علم وسیع تھا اور ایک سے بڑھ کر ایک تھے مگر پختگی علم میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی کوئی مثال نہیں تھی۔

۲۶۲ ایک بار حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے قبر پر تقریر کی سرحد میں یہ رواج ہے کہ تدفین کے بعد عالم وعظ کرتا ہے اور حضرت مفتی صاحب نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ﴿خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا﴾ اور فرمایا کہ بھائی مسئلہ موت وحیات کا نہیں ہے اصل مسئلہ تو ایمان کا ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے وقت ایمان کی دولت سے نواز دے آج بھی حضرت اقدس کی یہ تفسیر کانوں میں گونج رہی ہے۔

۲۶۳ پاکستان کا وہ بڑا وکیل اے کے بروہی جس پر پاکستان کو فخر ہے وہ یہ کہتا تھا کہ جب ہماری ملاقات حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سے ہو جاتی ہے تو حضرت ہمیں ایسے اصول اور قوانین سمجھاتے ہیں جو ہم نے Oxford اور Cambridge کے مطولات میں بھی نہیں دیکھے میں اس بات پر حیران ہوں کہ ایک مولوی کو انگریزی کے اصول اور ضوابط پر اتنی گرفت کیسے ہے۔ یہ حضرت کی ذہانت اور ذکاوت کا کمال تھا۔

۲۶۴ پاکستان کی تاریخ میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی شخصیت ایسی تھی جن پر کوئی اختلاف نہیں تھا حضرت پر تمام افراد متفق ہو جاتے تھے۔ مودودی اور بریلوی دونوں قومی اتحاد کے مسئلہ پر حضرت کے ساتھ تھے۔

۲۶۵ ایک دفعہ ایئرپورٹ پر نورانی کو کالج کے لڑکوں نے بڑا بے عزت کیا تھا اس کی داڑھی پکڑی تھی اور پگڑی اتاری تھی تو اس کے خلاف حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے بڑا سخت قسم کا احتجاج کیا تھا تو ہمارے تمام علماء نے بعد میں مفتی صاحب سے کہا کہ حضرت ایک بریلوی کے لئے آپ نے احتجاج کیا تو

حضرت تو بڑے مجتہد آدمی تھے حضرت نے جواب دیا کہ بھائی بات بریلوی کی نہیں ہے انہوں نے اس کی بے عزتی ایک عالم کی حیثیت سے کی ہے اور اگر آج اس کو نہیں روکا گیا تو آئندہ بھی ایسا ہوتا رہے گا اور علماء کی عزت ختم ہو جائے گی۔

۲۶۶ میں نے اپنی زندگی میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جیسا وسیع النظر عالم نہیں دیکھا حضرت جس مسئلہ پر بھی بات کرتے تھے تو اس کے بارے فقہی عبارات کا ڈھیر لگا دیتے تھے، حضرت کو تمام فقہی قوانین زبانی یاد تھے۔

۲۶۷ ایک بڑے مدرسے میں رات کو ڈیڑھ بجے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی تقریر ہو رہی تھی اور حضرت نے فرمایا کہ جب سے ایک دارالعلوم و مدرسہ قائم ہوا ہو اور قیامت تک اگر اس مدرسے سے صرف ایک اچھا محقق اور بہترین عالم فارغ ہو کر نکلا ہو تو اس مدرسے کے لئے قیامت تک وہ ایک ہی عالم کافی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مدرسہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گیا۔

۲۶۸ یہ ۱۹۷۴ء کی بات ہے جب قادیانیوں کے خلاف ختم نبوت کی تحریک بڑی زور وشور سے سرگرم تھی اور بنوری ٹاؤن سے طالب علم تقاریر کے لئے مختلف مساجد میں جایا کرتے تھے حضرت مولانا ولی حسن صاحب طالب علموں کو پیسے تقسیم کرتے تھے اور طالب علم روانہ ہو جاتے تھے اس زمانے میں ہمارے کچھ طلبہ گرفتار ہو گئے تھے، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب بنوری ٹاؤن میں تشریف فرما تھے تو انہوں نے فوراً گورنر وہوم سیکریٹری کو فون کیا کہ ہمارے کچھ طالب علم گرفتار ہیں انہیں چھوڑ دیں وہ طلبہ فوراً چھوٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد کچھ بریلوی طلبہ آئے اور ڈرتے ڈرتے حضرت سے کہا کہ ہمارے بھی کچھ طالب علم گرفتار ہوئے ہیں تو حضرت مفتی صاحب نے تھوڑی دیر سوچ کر دوبارہ فون ملایا اور فرمایا کہ وہ جو دوسرے طالب علم ہیں وہ بھی ہمارے ہیں انہیں بھی

چھوڑ دیں تو اس نے پوچھا کہ یہ بھی آپ کے طالب علم ہیں؟ تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں وہ بھی ہمارے طالب علم ہیں۔ چنانچہ وہ بھی چھوٹ گئے اس کے بعد بنوری ٹاؤن میں موجود لوگوں نے حضرت سے کہا کہ حضرت آپ نے انہیں بھی اپنا طالب علم کہہ کر چھڑوا دیا حالانکہ وہ بریلوی ہیں تو حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا کہ بھائی بات بریلوی اور دیوبندی کی نہیں ہے اس وقت وہ ہمارے ساتھ مل کر قادیانیوں کے خلاف کام کر رہے ہیں اور جو بھی اس تحریک میں ہمارے ساتھ ہے وہ ہمارا آدمی ہے کیونکہ مسئلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا ہے اور اس میں انہوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔

دیگر اکابرین امت

۲۶۹ حضرت اقدس حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا سہارنپوری ثم مہاجر مدنی ومتوفی بہا کی تمام باتیں ایک طرف مگر دو باتیں ایسی ہیں جنہیں دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی ایک تو تبلیغی نصاب اور دوسرا موطا امام مالک کی شرح ۱۷ جلدوں میں اوجز المسالک فی شرح موطا امام مالک۔

۲۷۰ حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ۶۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے، حضرت الاستاذ حضرت بنوری ۷۲ برس کی عمر میں، حضرت مولانا لطف اللہ صاحب ۷۷ سال کی، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب ۵۱ سال، حضرت مولانا حبیب اللہ مختار صاحب ۵۴ سال اور حضرت مولانا ہدایت اللہ ۶۲ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

۲۷۱ پنجاب کی سرزمین میں دو مقرر لاثانی گزرے ہیں ایک تو مولانا ضیاء القاسمی اور دوسرے حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری۔

۲۷۲ حضرت الاستاذ مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہ کے پاس جب ہم وضو کے بعد تولیہ لے کر جاتے تھے تو وہ ناراض ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہمارے پاس یہ جو رومال اور چادر ہے یہ کس لئے ہے اس سے صاف کیا کرو۔

۲۷۳ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب کی ہتھیلی ایسی تھی جیسی روئی ہوتی ہے بلکہ روئی سے بھی زیادہ نرم ہم بہانے بہانے سے ان سے ہاتھ ملاتے تھے تو کافی دیر تک اس کا اثر محسوس کرتے تھے۔

۲۷۴ حضرت اقدس حضرت مولانا قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا بیان کبھی بھی تین چار گھنٹوں سے کم نہیں ہوا اور ان کے بیان میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت الاستاذ حضرت بنوری صاحب ایسے بیٹھتے تھے جیسے ہم اور آپ بیٹھے ہیں۔

۲۷۵ حضرت اقدس حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب کے انتقال پر حضرت اقدس حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب نے تقریر میں وہ مشہور جملہ ارشاد فرمایا کہ:

کبرنی موت الکبری

لیکن حضرت نے اس کا عجیب ترجمہ کیا کہ

مجھے تو بڑوں کی موت نے بوڑھا کر دیا۔

حضرت کے اس ترجمہ پر تمام لوگ حیران رہ گئے۔

۲۷۶ بڑے بڑے متقی گزرے ہوں گے مگر حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہ جیسا متقی انسان زمین و آسمان نے نہیں دیکھا ہوگا۔

۲۷۷ ہمارے ہاں ایک استاذ تھے مولانا حشمت علی صاحب وہ سہارنپور کے فارغ تھے جو تیسیر المنطق ہے اس کے آخر میں ان کے دستخط ہیں اور انہوں نے اس پر حاشیہ بھی لکھا ہے ایک بار طالب علموں نے شرارتاً ان کی مجھ سے شکایت کی

کہ وہ کلاس میں بغیر کتاب کے آتے ہیں میں نے ان سے ایک دن پوچھا کہ آپ بغیر کتاب کے پڑھاتے آپ کی کتابیں کہاں ہیں جب میں نے ان سے پوچھا کہ کنز کہاں ہے تو انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کنز نکالی پھر میں نے پوچھا کہ نورالانوار کہاں ہے تو دوسری جیب میں سے نورالانوار نکالی، آپ لوگ ذرا اندازہ لگائیں کہ وہ جیب کتنی بڑی ہوگی جس میں کنز اور نورالانوار جیسی کتابیں رکھی تھی۔ خود مولانا حشمت علی صاحب بہت لمبے قد و قامت کے تھے۔

۲۷۸ میں نے اپنی زندگی میں ایک جنازہ ایسا دیکھا ہے جو قیامت تک نہیں بھولوں گا وہ جنازہ جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب کا تھا، ان کے جنازے میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، حضرت مولانا عبداللہ درخواستی اور حضرت بنوری بے حد رو رہے تھے اور جنازے کو کاندھا دینے والے بھی یہی حضرات تھے حضرت سید گل بادشاہ صاحب کا کوئی بیٹا نہیں تھا ان کی بیٹیوں نے انہیں غسل دے کر کفن پہنا کر خود جنازہ اٹھا کر دروازے پر رکھ دیا تھا اور پھر دروازے پر دستک دی اس کے بعد تمام حضرات نے جنازہ اٹھایا آپ لوگ اندازہ لگائیں کہ جن کے جنازے کو کاندھا دینے والے ایسے اکابرین تھے وہ سید گل بادشاہ صاحب کیا چیز ہوں گے۔

۲۷۹ کبھی بھی موت کے ظاہر اسباب کو مت دیکھو ہمیشہ ماحول دیکھا کرو۔ حضرت الاستاذ حضرت بنوری نظریاتی کونسل میں ضیاء الحق کے دور میں تصویر کے خلاف تقریر کر رہے تھے تو دل کا دورہ پڑا، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب علماء کو ضیاء الحق کی نافذ کردہ زکوٰۃ کے بارے میں سمجھا رہے تھے کہ اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ یہ ضیاء الحق ٹیکس ہے بڑے فقیہ تھے اس لئے فقہاء کی مجلس میں

انتقال ہوا، حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب دبئی میں توحید وسنت کی صدا بلند کرتے ہوئے اور بدعت کا رد کرتے ہوئے دوران تقریر دل کا دورہ پڑنے سے فوت ہوئے۔

۲۸۰ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری کا جلسہ تھا نشتر پارک میں تقریر کرتے کرتے اچانک بیچ میں بول پڑے کہ:

"لوگو! ہمارے مفتی محمود تھے کبھی وہ بھی موجود تھے۔"

شیخ الحدیث شیخ التفسیر تھے صوبہ سرحد کے وزیر تھے۔

۲۸۱ حضرت مولانا نصیر الدین غرغشتوی صاحب کا جب انتقال ہوا تھا تو اٹک اور ٹیکسلا سے لے کر تمام گاڑیاں، بسیں اور تانگے مفت چل رہے تھے کسی بھی سواری کا کوئی کرایہ نہیں تھا اور تمام ہوٹلوں میں کھانا مفت بٹ رہا تھا۔

۲۸۲ حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب نے حضرت مولانا نصیر الدین غرغشتوی صاحب سے مشکوٰۃ اور ہدایہ وغیرہ پڑھی تھی اور کے بعد امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب سے دورے کے لئے گئے تو حضرت نے پوچھا کہ مشکوٰۃ اور ہدایہ کہاں پڑھی تو حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا نصیر الدین غرغشتوی صاحب سے تو مولانا انور شاہ صاحب نے فرمایا کہ کیوں حضرت بخاری اور ترمذی نہیں پڑھاتے تو مولانا غلام اللہ خان صاحب نے فرمایا کہ حضرت سب پڑھاتے ہیں تو مولانا انور شاہ صاحب نے فرمایا کہ پھر یہاں کیا جھک مارنے آئے ہو واپس جاؤ یہاں اور وہاں کے علم میں کوئی فرق نہیں۔

۲۸۳ یہ جو حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب ہیں بنوری ٹاؤن کے مہتمم یہ حضرت الاستاذ حضرت بنوری کے خاص چہیتے شاگرد تھے اور انہوں نے لیبیا سے بھی کوئی خاص قسم کا کورس کیا تھا اور مصر میں پڑھایا کرتے تھے اور اچھی

خاصی تنخواہ ملا کرتی تھی، تو ایک دفعہ یہ آئے ہوئے تھے اور حضرت بنوری درس دے رہے تھے اور درس کے درمیان ایک دم سے کہنے لگے کہ کاش میرے پاس پیسے ہوتے تو میں عبدالرزاق کو کہیں جانے نہیں دیتا کیونکہ مجھے برداشت نہیں ہے کہ لوگ مجھ سے پڑھ کر کہیں اور جائیں اور پڑھائیں۔ حضرت نے یہ بات اتنی پُرسوز اور درد بھرے انداز میں کہی کہ جس کی کوئی حد نہیں خیر درس ختم ہوگیا اور شام کو حضرت بنوری کے گھر پر دعوت تھی اور رات کو حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب کی فلائٹ تھی لیکن انہوں نے کہا کہ بس میں نہیں جا رہا تو سب لوگ حیران رہ گئے لیکن مولانا اس پر اٹل رہے۔ مفتی ولی حسن اور مفتی احمد الرحمن صاحب نے حضرت بنوری سے فرمایا کہ یہ جذباتی فیصلہ ہے اور آپ انہیں سمجھائیں خیر اسی بات میں دو تین دن گزر گئے اور مدرسے میں اعلان لگ گیا کہ ڈاکٹر صاحب دو تین کتابیں طریقہ جدیدہ وغیرہ پڑھائیں گے تین چار دن بعد مصر سے فون آیا کہ ہمارا آدمی ابھی تک نہیں پہنچا کیا مسئلہ ہے تو جواب میں کہا گیا کہ وہ اب نہیں آئیں گے اور یہیں رہیں گے۔ انہوں نے شیخ کے کہنے پر یہیں پڑھانا شروع کر دیا ہے چنانچہ مصر سے جواب ملا کہ ٹھیک ہے وہ مدرس آپ ہی کے ہوں گے مگر انہیں تنخواہ یہاں سے مسلسل ملتی رہے گی۔ آپ ذرا غور کریں کہ شیخ کے لئے قربانی دینے سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسائل کو حل کر دیا۔

۲۸۴ حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک کے تقویٰ کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی بے نمازی ان کے پاس جاتا اور ہاتھ ملا کر ایک بار وہاں بیٹھتا تھا تو وہ نمازی بن جاتا تھا واقعی حضرت کا تقویٰ ایسا تھا کہ اس کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔

۲۸۵ حضرت الاستاذ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم العالیہ مرغی کا گوشت نہیں کھاتے یہ بھی کائنات کے عجائبات میں سے ہے۔

۴۸۶ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری ایک بار سفر کر رہے تھے حج کے لئے گئے تو کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں تو مولانا نے جواب دیا کہ ''عربستان'' پھر اس نے پوچھا کہ کہاں کے رہنے والے ہیں تو مولانا نے جواب دیا کہ ''ہندوستان'' تو اس آدمی نے کہا کہ آپ ''وہابی تو نہیں ہیں'' تو مولانا نے فرمایا کہ ''تیرے دماغ میں خرابی تو نہیں ہے۔''

۴۸۷ میرے استاذ حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں لاہور میں کسی امتحان کے سلسلے میں گیا ہوا تھا اس زمانے میں غلام احمد پرویز لاہور میں تھا اور کفر وشرک کے درس دیا کرتا تھا وہاں لوگوں کو پتہ چلا کہ کراچی سے کوئی مفتی آئے ہوئے ہیں تو لوگ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ ذرا اس شخص سے بات کریں ہمیں بہت پریشان کیا ہوا ہے چنانچہ میں چلا گیا جب میں اندر داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک صوفے پر بیٹھا ہوا ہے اور مجھے دیکھتے ہی بولا کہ میں صرف قرآن کو مانتا ہوں اگر قرآن سے متعلق کوئی بات ہو تو کریں ورنہ میرا وقت ضائع نہ کریں تو میرے ذہن میں فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آگئی جس میں حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک شخص صوفے پر بیٹھا ہوگا اور کہے گا کہ میں صرف قرآن کو مانتا ہوں اور وہ گمراہ ہوگا تو میں نے اس سے کہا کہ آپ کے بارے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے ارشاد فرمایا کہ ایک کافر ایسا آئے گا جو صوفے پر بیٹھ کر صرف قرآن کو مانے گا اور دوسری چیزوں کا انکار کرے گا۔

۴۸۸ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حرمین شریفین کے بعد دنیا میں صرف دو مدرسے مجھے نظر آئے ہیں ایک تو جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن اور دوسرا دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جب بھی میں جس عمل کے بعد نظریں اٹھاتا ہوں تو مجھے عرش کے نیچے یہ دو مدرسے نظر آتے ہیں۔

۴۸۹ حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحب کو تفسیر کبیر بھی دیکھی ہے آپ لوگوں نے حضرت کو پوری اول سے آخر تک یاد تھی جیسے آپ لوگوں کو سورۃ فاتحہ یاد ہے حضرت کو ایسے ہی تفسیر کبیر یاد تھی۔

۴۹۰ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب درس دے رہے تھے کسی شرارتی طالب علم نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف پرچی لکھی تو حضرت نے فرمایا کہ بے ادبی تعصب کا بیج بویا جا رہا ہے ہمارے ہی مدرسوں میں ہمارے بزرگوں کو گالیاں دی جا رہی ہیں بس آج کے بعد درس نہیں ہوگا اور درس ختم کر دیا سب طالب علم حیران رہ گئے تو حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب بھی درس میں شریک تھے انہوں نے ایک پرچی لکھی اور یہ آیت لکھی:

اتهلكنا بما فعل السفهاء منا.

بس پھر تو حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب نے دوبارہ درس شروع کر دیا۔

۴۹۱ طالب علمو! یاد رکھنا کہ توکل کی عجیب شان ہوتی ہے یہ حضرت مولانا طاہر صاحب پنج پیری نے مجھے خود ایک دفعہ واقعہ سنایا کہ ہم حضرت مولانا عبیداللہ سندھی صاحب کے مکہ مکرمہ میں پڑھ رہے تھے یہ ان دنوں کی بات ہے کہ رمضان تھے ہم لوگ بیٹھے تھے اور مغرب کا وقت قریب تھا مگر حضرت مولانا عبیداللہ سندھی صاحب کے پاس جو بھی کچھ لے کر آتا تھا وہ کسی دوسرے کے پاس بھجوا دیتے تھے کہ فلاں جگہ ایک شخص بیٹھا ہے اسے دے دو، فلاں خانہ میں ایک شخص بیٹھا ہے اسے دے دو، میں نے کہا کہ حضرت ہمارا بھی روزہ ہے اور آپ دوسروں کے پاس بھیج دیتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے بہترین انتظام فرمائیں گے تو میں نے کہا کہ اب کیا انتظام ہوگا۔ مؤذن اذان خانے جا چکا ہے اور اذان میں دو یا چار سیکنڈ باقی ہیں اس کے

باوجود حضرت نے فرمایا کہ اللہ آپ کے لئے بہترین انتظام فرمائیں گے۔ مولانا طاہر صاحب فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں اذان میں ایک یا دو سیکنڈ باقی تھے اور مؤذن اذان کے کلمات ادا کرنے ہی والا تھا کہ ایک شخص ایک بڑے برتن میں پلاؤ اور قورمہ بھر کر ہماری طرف آرہا تھا اس کو دیکھتے ہی حضرت مولانا عبیداللہ سندھی صاحب نے میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس مولوی صاحب کو دے دو اسے بہت تکلیف ہورہی ہے۔ مولانا طاہر صاحب فرماتے ہیں کہ آپ یقین کریں کہ اذان ہوتے ہی حضرت نے ایک کھجور اور زمزم سے افطار کیا اور اٹھ کر صف کی طرف روانہ ہوگئے۔

۲۹۲ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے علماء کی مجلس میں سوال کیا کہ قرآن کریم میں سوشلزم (Socialism) کا رد کس آیت میں ہے تو حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب کی آواز درمیان سے گونج اٹھی اور انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

واستفزز من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم
بخيلك ورجلك وشاركهم في الاموال والاولاد
وعدهم ط وما يعدهم الشيطان الا غرورا ○

(سورۃ الاسراء: آیت ۶۴)

۲۹۳ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب سے جب طالب علم کہتے کہ حضرت ہم آپ کو دبا دیں تو حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب فرمایا کرتے کہ مجھے انگریز نہ دبا سکا، ایوب خان نہ دبا سکا، بھٹو نہ دبا سکا تو تم لوگ کیا دباؤ گے۔

۲۹۴ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی ایسے ہی ہندوستان میں ایک بزرگ گزرے ہیں جیسے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی تھے، ان سے ایک دفعہ ایک مندر کے ہندو پنڈت نے پوچھا کہ مولوی جی سب باتیں چھوڑو صرف ایک

بات کا جواب دو کہ اللہ کسے کہتے ہیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی نے جواب دیا کہ ''من موہن'' ہندی میں اس کا مطلب ہے کہ جس کا تیرے دل پر تصرف چلتا ہو یعنی جس کے قبضے میں تیرا دل ہو یہ جواب سن کر وہ پنڈت اسی وقت مسلمان ہوگیا۔

۲۹۵ یہ حیدرآباد کے علاقے میں ایک بڑے محدث گزرے ہیں جن کا نام حضرت مولانا جمال الدین گلستان تھا یہ ہمارے استاذ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم کے دیوبند کے ساتھی تھے، ایک دفعہ حضرت الاستاذ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے تو فرمایا کہ چل کر مولانا گلستان سے ملتے ہیں پھر ہم لوگ حیدرآباد کے لئے روانہ ہوئے اور مولانا گلستان کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بے حد خوش ہوئے اور انتہائی دلجمعی کے ساتھ ہماری خاطر تواضع کی پھر باتوں باتوں میں حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نے پوچھا کہ یہاں بازار میں کیا چیز مشہور ہے تو حضرت مولانا گلستان صاحب نے انتہائی حیرت سے کہا کہ ''کیا'' اور پھر فرمایا میرا بازاروں سے کیا کام ہے اور بازاروں کی چیز سے میرا کیا تعلق۔ حضرت اتنا ناراض ہوگئے کہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب سے فرمایا کہ آپ نہ آئے ہوتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔

۲۹۶ یہ جو خیرپور کا علاقہ ہے یہ شروع میں مستقل ریاست ہوا کرتی تھی اور اس کا مستقل بادشاہ ہوا کرتا تھا اس بادشاہ کو ایک سائیں سے بہت زیادہ محبت تھی اور اس کی ہر بات مانا کرتا تھا جس آدمی کو جو بھی کام ہوتا تھا وہ سائیں سے کہتا تھا اور سائیں بادشاہ سے کہتا تھا اور بادشاہ محبت کی وجہ سے اس سائیں کی بات ٹالتے نہیں تھے۔ ایک دفعہ بادشاہ بہت پریشان ہوا اور اس نے سائیں سے کہا کہ آپ اپنا ایک کوٹہ مقرر کرلیں کہ آپ روز پانچ یا چھ آدمیوں کی سفارش کریں گے تو سائیں نے کہا کہ ابھی تو جو میں آیا ہوں یہ بات سن لو بس اس کے

بعد میرے باپ کی توبہ کہ آپ کے پاس دوبارہ آؤں تو بادشاہ نے کہا ایسے نہیں بلکہ آپ قسم کھائیں تو سائیں نے کہا کہ اگر دوبارہ میں آپ کے پاس آؤں تو میری یہ داڑھی داڑھی نہیں ہوگی گھاس ہوگی اور یہ کہہ کر سائیں روانہ ہوگئے جیسے ہی سائیں باہر نکلے تو ایک بوڑھی عورت روتی ہوئی اور اپنا چہرہ پیٹتی ہوئی آئی کہ میں تو سائیں آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مرگئی میری داستان سنو۔ اس عورت نے روتے ہوئے اپنی دردوغم کی داستان سنائی تو سائیں کچھ دیر تک تو اس کے پاس خاموش کھڑے رہے اور پھر اندر واپس ہوگئے بادشاہ کے پاس گئے اور کہا کہ یہ عورت بہت مظلوم ہے اس کی بات سنو۔ بادشاہ نے بات سنی اور فوراً حکم جاری کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے سائیں سے پوچھا کہ آپ کو یاد ہے کہ آپ نے ابھی کیا قسم کھائی تھی تو سائیں نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ اگر اب میں آپ کے پاس سفارش کے لئے آؤں تو میرے چہرے پر داڑھی نہیں گھاس ہوگی مگر جب میں باہر نکلا تو اس عورت کو تڑپاتے ہوئے میں نے دیکھا تو میرے سامنے قیامت کا منظر آگیا اور میزان عدل میں جب میں نے اس عورت کے آنسو ایک پلڑے میں رکھے اور دوسرے میں اپنی داڑھی رکھی تو اس عورت کے آنسو بہت بھاری ہوگئے میری داڑھی کے مقابلے میں۔ اس لئے میں آپ کے پاس دوبارہ آگیا۔ یہ بات سنتے ہی بادشاہ تخت سے نیچے اترا اور سائیں سے گلے ملا اور کہا کہ میری توبہ جو آپ سے آئندہ ایسی بات کہوں۔ آپ جب چاہیں جیسے چاہیں لے کر آئیں۔

۲۹۷ فرمایا کہ جب بھی درس میں امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کا نام آتا تھا تو حضرت الاستاذ حضرت بنوریؒ عجیب شان سے فرماتے تھے کہ جانتے بھی ہو کہ انور شاہ کون ہیں انور شاہ وہ ہیں جن کے جوتے اٹھانے کا شرف مجھے حاصل ہوا ہے۔

۲۹۸ فرمایا کہ ایک روز رات کو دوران مجلس جب حضرت الشیخ کے دورۂ تفسیر کے متعلق بات ہو رہی تھی تو مجلس میں شریک جناب شفیق بھائی نے حضرت سے پوچھا ویسے تو قرآن کریم کی تمام سورتوں کے پڑھانے کا ایک الگ مزہ ہے لیکن آپ کو سب سے زیادہ لطف کس سورت کو پڑھانے میں آتا ہے تو حضرت الشیخ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ مائدہ کی تفسیر بیان کرنے میں۔

۲۹۹ فرمایا کہ کراچی کو آباد کرنے میں اسے چمکانے میں تین حضرات کا بہت بڑا کردار ہے:

ایک تو حضرت الاستاذ حضرت بنوریؒ کے درس حدیث کا۔

دوسرے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے افتاء کا، اور

تیسرے حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کی خطابت کا۔

یہ انہی حضرات کا فیض ہے کہ آج کراچی کی ہر گلی میں قرآن وسنت کی صدائیں گونج رہی ہیں۔

۳۰۰ فرمایا کہ شیخی واستاذی سیدی وسندی حضرت مولانا لطف اللہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے پاس امام العصر حضرت شاہ صاحبؒ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سند موجود تھی۔ میں اکثر حضرت سے کہتا تھا کہ مجھے دکھائیں لیکن حضرت کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔ ایک بار میرے ضد کرنے پر حضرت نے مجھے اپنی اسناد نکال کر دکھائیں میں نے خود دیکھا کہ اس پر حضرت شاہ صاحبؒ کے ہاتھ سے کچے قلم سے لکھا ہوا تھا اور حضرت شاہ صاحب کے دستخط بھی موجود تھے۔ اس کو دکھانے کے بعد حضرت مولانا لطف اللہ صاحب پر رقت طاری ہوگئی اور حضرت دو تین دن تک بالکل خاموش رہے۔

۳۰۱ فرمایا کہ شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا فضل علی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ

جس نے مثنوی پڑھی اور صوفی نہ ہوا، سکندر نامہ پڑھا اور بہادر نہ ہوا، یوسف زلیخا پڑھی اور عاشق نہ ہوا، دیوان حافظ پڑھا اور فلسفی نہ ہوا، اور گلستان پڑھی اور عاقل نہ ہوا تو وہ انسان نہیں خر اور گدھا ہے۔ طالب علموا فارسی ایک زمانے میں نصاب کا حصہ سمجھی جاتی تھی۔ امام العصر حضرت شاہ صاحب سے کسی نے پوچھا کہ حضرت کا علم اتنا مضبوط کیسے ہے تو حضرت نے جواب دیا کہ "میں نے ابتداء میں چار یا پانچ سال فارسی پڑھی ہے۔" حضرت نے دیوبند تشریف لے جانے سے پہلے حضرت مولانا فضل حق صاحب سے فارسی کے مکمل اسباق پڑھے۔

۳۰۲ لاہور میں جلسہ تھا انجمن حمایت اسلام کے زیر صدارت اور حضرت مولانا انور شاہ صاحب صدر تھے اور حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر تھی۔ حضرت بالکل جوان تھے اور قادر الکلام خطیب تھے اور جب تقریر کرتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ آسمان سے موتی برس رہے ہیں۔ بالکل آتش فشاں خطیب تھے اور خاص طریقے سے مرزا غلام احمد قادیانی کی گد بناتے تھے تو تقریر کے دوران حضرت شاہ صاحب اٹھے اور فرمایا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں تو حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رو پڑے کیونکہ وہ تو حضرت شاہ صاحب کے شاگرد تھے اور حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم جو ۵۰ سال سے دارالعلوم دیوبند کے دارالحدیث میں بیٹھ کر بخاری پڑھا رہے ہیں وہ آپ کی ایک تقریر جس میں آپ نے "مرزا" کے خلاف ڈرامہ کرتے ہیں اس پر قربان ہے۔

۳۰۳ ایک دن حضرت مولانا بدر عالم صاحب سر پکڑ کر بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت مولانا لطف اللہ صاحب نے پوچھا کہ کیا بات ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کے پاس حضرت بنوری کی شکایت

لے کر گیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ دیکھو ایک بات یاد رکھو کہ آپ دونوں ہی حضرات میرے شاگرد ہیں لیکن مولانا بنوریؒ علم و عمل میں مجھ سے بھی بہت بلند ہیں۔

۳۰۴ فرمایا کہ حضرت مولانا عزیز گل صاحب حضرت شیخ الہند کے قافلے کے آخری چشم و چراغ ایک بار اپنی بیوی سے تنگ آ کر کہنے لگے کہ آپ ابھی تک سیدھی نہیں ہوئیں حضرت مولانا حسین احمد مدنی کو دیکھو انہوں نے عرب و عجم جن وانس کو سیدھا کیا ہے تو ان کی بیوی نے کہا سب کو سیدھا کیا ہے مگر بیوی ان کی بھی سیدھی نہیں ہیں تو حضرت مولانا عزیز گل صاحب حیران رہ گئے اور حضرت مدنی کے پاس گئے اور کہا کہ عجیب بات سنی ہے تو حضرت مدنی نے فرمایا کہ ہمیں بھی بتاؤ ہم بھی خوش ہوں گے تو مولانا عزیز گل صاحب نے سارا واقعہ سنایا اور آخر میں اپنی بیوی کی بات سنائی تو حضرت مدنی مسکرائے اور فرماتے ہیں کہ ہاں اس میں کچھ حقیقت شامل ہے۔

۳۰۵ فرمایا کہ ہمارے استاذ محدث العصر عالم کبیر امام العصر حضرت شاہ صاحب کے علوم کے امین حضرت مولانا سید یوسف البنوریؒ فرماتے تھے کہ اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ آنکھیں بند کر کے کسی پر یقین کر سکتے ہیں تو حضرت نے جواب دیا کہ شاہ عبدالعزیز پر۔

۳۰۶ فرمایا کہ ہمارے استاذ حضرت لطف اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ بخاری بہت لوگ پڑھاتے ہیں لیکن بخاری پڑھانے کے لئے یوسف بنوری جیسا عالم چاہئے اور پھر فرماتے تھے کہ آخر امام بخاری کو جواب دینے کے لئے انہی کے پائے کا آدمی چاہئے۔

۳۰۷ فرمایا کہ حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ بہت ہی عجیب و غریب بزرگ تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تصویر نہیں کھچواؤں گا بغیر تصویر کے

حج کروں گا، کوثر نیازی جب وزیر مذہبی امور بنا تو حضرت کو اپنے ساتھ حج پہ لے گیا بغیر کسی تصویر وغیرہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غیرت پر ان کی امداد کی۔

۳۰۸ فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت الاستاذ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہندوستان کے علماء کی کوئی اور اسلامی خدمت نہ ہوتی تو شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ بالغہ ہندوستان کے تمام علماء کی اسلامی خدمت کے لئے کافی ہے۔

۳۰۹ حضرت شاہ صاحبؒ سے پوچھا گیا کہ شیخ الہند بھی کیا بہت بڑے عالم تھے تو حضرت شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ شیخ الہند اتنے بڑے عالم تھے کہ اگر ان کا علم پورے ہندوستان میں تقسیم کیا جاتا تو کوئی بھی جاہل نہیں رہتا۔

۳۱۰ فرمایا کہ وہ پنجاب کے موحدین کا سردار امام الموحدین شیخ الکل فی الکل شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، شیخ القرآن مولانا طاہر پنج پیری، عنایت اللہ گجراتی اور امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کے استاذ حضرت مولانا حسین علی صاحب نے جب نعرۂ توحید بلند کیا تو پورا علاقہ دشمن ہو گیا تھا۔ حضرت کے والد کا انتقال ہو گیا تو علاقے کے لوگ آئے اور مولانا حسین علی سے کہا کہ آپ ہمارے درگاہوں کو بُرا کہنا چھوڑ دیں اور ہماری رسومات کا رد کرنا چھوڑ دیں تو ہم آپ کے والد کے لئے قبرستان میں قبر بھی کھودیں گے اور ان کی تدفین وغیرہ بھی کریں گے۔ مولانا حسین علی صاحب اس وقت بالکل جوان تھے حضرت نے فرمایا کہ جب تک تم لوگ ان سب چیزوں سے توبہ نہ کرلو اپنے والد کے جنازے کو ہاتھ نہیں لگانے دوں گا۔ وہ سب لوگ چلے گئے حضرت اہلیہ کے ساتھ قبرستان گئے اور قبر کھودی حضرت اندر سے کھود کر مٹی نکالتے تھے اور ان کی اہلیہ مٹی باہر پھینکتی تھی۔ دو چار گھنٹے میں قبر تیار ہوئی۔ پھر

حضرت نے ان کو نہلایا کفنایا اور نماز جنازہ پڑھی۔ سامنے جنازہ رکھا، پیچھے خود کھڑے ہوئے اور اپنے پیچھے اپنی اہلیہ کو کھڑا کیا اور جنازہ پڑھا اور پھر جا کر قبرستان میں دفنا دیا۔ حضرت کے انتقال کو ۷۰ یا ۸۰ سال گزر گئے ہیں ایسے ہی نہیں کہ مسجد میں رمضان میں قرآن کریم کے سامنے ہم حضرت مولانا حسین علی صاحب کا ذکر خیر کر رہے ہیں ان کو امام الموحدین فی عصرہ کہہ رہے ہیں۔ حضرت نے سب کچھ قربان کر کے بھی توحید کا نعرہ بلند کیا۔

۳۱۱ فرمایا کہ مولانا ضیاء القاسمی کا بالکل نوجوانی کا زمانہ تھا اور بندر روڈ پر ان کا جلسہ تھا یاد رکھنا شیخ القران مولانا غلام اللہ خان نے توحید کا سبق پڑھایا ہے اور سمجھایا ہے مگر مولانا ضیاء القاسمی نے توحید کو پاکستان کے چپے چپے تک پہنچایا ہے۔ دنیا میں کوئی شاگرد ایسا نہیں ہوگا جیسا ضیاء القاسمی توحید میں حضرت شیخ القرآن کا ہے۔ ویسے وہ علم میں خالص شاگرد مفتی محمود صاحب کے ہیں۔ انہوں نے قاسم العلوم میں حضرت سے دورۂ حدیث پڑھا تھا۔ بندر روڈ پر بہت عالیشان جلسہ تھا بہت بڑی خلقت آئی ہوئی تھی، پورا صدر بھرا ہوا تھا اور حضرت بدعتیوں کے خلاف بڑی گرج کے ساتھ تقریر کر رہے تھے کہ درمیان میں کسی نے پرچی لکھی کہ آپ بتوں کی آیات درگاہوں پر فٹ کرتے ہیں حالانکہ بتوں اور درگاہوں میں بہت فرق ہے تو مولانا ضیاء القاسمی بالکل شیر کی طرح گرج پڑے اور حضرت نے یہ آیت پڑھی:

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ (اعراف: آیت ۱۹۴)

احسن التفسیر
ولا یاء تونك بمثل الا جئنك بالحق وا حسن تفسیرا الآیت
قرآن کریم قرآن کریم قرآن کریم

قرآنِ کریم کا خلاصہ

قرآن کریم کی ترتیب میں پہلی سورت سورۂ فاتحہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا بیان ہے۔ الحمدللہ رب العالمین اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت بیان ہوئی۔ بالصفات والافعال اور موافقین اور مخالفین ذکر ہوئے ہیں۔

سورۂ بقرہ میں آٹھ مسائل ہیں چار مہم اور اہم اور چار توابع اور لواحق ہیں:

صداقت الکتاب، ایمان بالآخرت، توحید اور رسالت، انفاق، جہاد، آداب، تنظیم۔

ابتدائی ۱۰۰ آیات میں توحید بیان ہوئی۔ ۷۶ میں رسالت اور اس کے بعد جہاد شروع ہوا۔ مجاہد کے اوصاف عشرہ ذکر فرمائے۔ اس کے بعد و انفقوا سے آخر تک تنظیم آداب اور انفاق بیان ہوا ہے۔ سورۃ کا موضوع تھا یا ایھا الناس اعبدوا ربکم اور اس دعوے کو سورت میں چار دفعہ دہرایا۔ الھکم الہ واحد. اللہ لا الہ الا ھو. للہ ما فی السموات وما فی الارض. عقائد مؤمنین بیان ہوئے۔ آیت قسہ میں۔ تین میں کفار کی مذمت ہوئی۔ ایک رکوع میں ۱۰ نشانیوں کے ساتھ منافقین کی مذمت ہوئی، دو مثالیں دے کر اور تبشیر اور تخفیف شروع ہوگئی۔ خطابات عامہ ثلاثہ ہوگئے اور پھر خطابات خاصہ شروع ہوگئے۔ وہ معزز قوم بنی اسرائیل کے ساتھ تین مرتبہ یابنی اسرائیل، یابنی اسرائیل، یابنی اسرائیل۔ چھ خطاب عمومی ہوگئے اور تین قصے بیان فرمائے اور آخر میں دعا، وانصرنا علی القوم الکافرین اور یہ مذمت مکمل ہوئی مغضوبین کی جو فاتحہ میں بالاجمال تھی۔

سورۃ آل عمران میں ضالین کی مذمت ہے ان کے چھ شبہات تھے۔ پہلا شبہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یبعث الا العربی اس کا رد فرمایا کہ حضرت کل کائنات کے پیغمبر ہیں یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمتی. دوسرا شبہ ان کا یہ تھا کہ

نصرانیت ممدوح فی الکتب ہے جواب یہ اس وقت جب تم توحید پر تھے۔

تیسرا شبہ حضرت عیسیٰ نے خود کو اللہ کا بیٹا کہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں اپنا بیٹا کہا ہے جواب یہ متشابہات میں سے ہے۔

چوتھا شبہ ان کا یہ تھا کہ ہم موحدین ہیں جواب تم جب تثلیث مانتے ہو تو موحد کہاں ہو۔

پانچواں شبہ یہ کہ حضرت عیسیٰ کامل دین کے لئے آئے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ضرورت تھی، جواب خود حضرت عیسیٰ نے ان کی بشارت دی۔

چھٹا شبہ یہ کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس لئے اللہ کے بیٹے ہیں جواب آدم تو بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ ان مثل عیسی عنداللہ کمثل ادم اور اقوال زریں ستہ اس پر پیش فرمائے۔ حضرت آدم تا نوح اور اس کے بعد آل ابراہیم اور آل عمران کہ ان اللہ سمیعٌ علیم. ان اللہ یرزق من یشاء، ان ربی سمیع الدعاء، کذالک یفعل اللہ ما یشاء، ان اللہ ربی وربکم فاعبدوا اقوال زریں ستہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ نے دنیا میں عنصری حیات۔ ۳۳ سال کی گزاری ہے ۳۳ نکات ان کی عبدیت پر پیش فرمائے۔ ۲۵ مقامات پر علمائے سوء کی مذمت کی اور عملاً جہاد اُحد اور بدر لڑایا گیا۔

اور سورۃ النساء شروع ہوگئی امور مصلحہ کے بیان میں پہلے ۵۷ آیات اور ۱۶ امور ہیں جو رعایا خود کرسکتی ہے اور اس کے بعد دوسرا دور شروع ہوگیا اس میں ۵۷ آیات ہیں اور اس میں آٹھ مسائل ہیں راعی اور راعیت کے لئے اور آخر سورت کے اندر لوگوں کی اقسام کہ لوگوں کی قسمیں پہچان لو تاکہ برتاؤ صحیح کرسکو۔

مائدہ میں حل وحرمت بیان ہوا کہ نذور اللہ حق ہے اور نذور العباد باطل ہے۔ محرمات وہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے محرم کیا ہے۔ تمہارا امام صائبہ وصیلہ اور بحیرہ سب بیکار ہے۔ ولکن اللذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب تو سورت انعام میں

داعی الی التوحید کے اوصاف بیان کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی کے ۲۳ سال اور ان کے ۲۳ شبہ ذکر ہوئے اور حضور کی ۶۳ سالہ عمر میں عمر بھر کی تبلیغ قتل کے ساتھ یا بغیر قتل کے بیان ہوئی۔

تو اعراف میں ۷ پیغمبروں کے واقعات کے ساتھ آپ کو تسلی دی گئی اور

انفال میں غنائم کی تقسیم اور

توبہ کے اندر قتال اور منافقین اور مشرکین سے برأت کا اعلان

تو سورۃ یونس میں اس مشہور شبے کا رد شروع ہوگیا کہ ھٰؤلاء شفعانا عنداللہ. آیت ۱۸ اور اس پر تین پیغمبروں کے واقعات پیش کئے، نوح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام۔

سورۃ ھود میں بھی اسی شبہے کا تفصیلی رد ہے۔ ۷ پیغمبروں کے واقعات حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت صالح، حضرت ھود، حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب سب کے واقعات بیان ہوئے۔

سورۃ یوسف میں بتایا گیا کہ انبیاء علیہ السلام غیب دان نہیں ہیں۔ وہ تمہاری مدد کیسے کرسکتے ہیں۔ یعقوب ابوالانبیاء یوسف کے حالات سے بے خبر تھے۔ رو رو کر بینائی متاثر ہوگئی ہے لیکن یوسف علیہ السلام سے چالیس سال تک واقف نہیں تھے کیونکہ اللہ کی طرف سے انہیں علم نہیں دیا گیا۔ عالم الغیب اور علیم بکل شیء صرف اللہ ہے۔

سورۃ رعد دلائل متنوعہ کے بیان میں توحید پر لہ دعوت الحق.

سورۃ ابراہیم اس کی تشریح اور تتمہ۔

سورۃ حجر میں تنبیہ المجرمین لعذاب السابقین اور اس پر انبیاء علیہم السلام کے واقعات تخلیق آدم کا تذکرہ و مذمت ابلیس۔

سورۃ نحل میں بیان ہے اتمام نعمت کا اور

سورۃ بنی اسرائیل میں اعلان ہے ایسے امور کا جن کا مرتکب مستحق عذاب ٹھہرتا ہے۔ منکر توحید عذاب پائے گا۔ منکر آیات عذاب پائے گا۔ مخرج الرسول عذاب پائے گا اور آخر او بالدین کرنے والے تباہ و برباد ہوں گے۔

سورۃ کہف میں فرمایا اولیاء متصرف ہیں اصحاب کہف کو دیکھو کیسے پریشان ہو گئے ذوالقرنین پریشان ہے، خضر علیہ السلام کے واقعہ سے موسیٰ علیہ السلام بے خبر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بھی معلوم نہیں لا تقولنّ لشیء انی فاعلٌ ذالک غداً۔

سورۃ مریم میں فرمایا انبیاء علیہ السلام بھی غیب دان نہیں ہیں۔

سورۃ طٰہٰ میں فرمایا غیب دان کیا ہوں گے پریشان ہیں۔

سورۃ انبیاء میں ارشاد فرمایا پریشانیوں کے لئے اللہ کو پکارتے تھے نوح نے پکارا ہم نے نجات دی، داؤد اور سلیمان نے آواز دی ہم نے مدد کی، ایوب نے آواز دی پریشانیاں دور ہو گئیں، اسماعیل، ادریس، ذوالکفل، ذوالنون، زکریا علیہم السلام سب کا یہی طریقہ تھا کانا یدعوننا رغباً ورھبا۔

سورۃ حج میں شعائر اللہ کی تعظیم اور رد اصنام بمناسک الحج۔

سورۃ مؤمنون اوصاف مسلمین عشرہ۔

سورۃ نور میں دفعہ فحشاء۔

سورۃ فرقان میں اعجاز القرآن اور

سورۃ شعراء، سورۃ نمل اور سورۃ قصص میں صداقت الکتاب، اعجاز النبی اور رد شرک بالتفصیل بالدلائل العقلیہ والنقلیہ والوحید والالزامیہ۔

سورۃ عنکبوت سے اطلاع علی الانبیاء اور

سورۃ لقمان میں ذکر ہے کہ تمام گزشتہ نیک لوگوں نے شرک کی مذمت کی ہے۔ حضرت لقمان نے بھی اپنے بیٹے کو یہی تاکید کی اور

سورۃ الم سجدہ اس کا خلاصہ۔

سورۃ احزاب میں قتال کا ذکر ہے اور ۱۲ خطابات نبی کو ہیں اور ۱۳ امت کو اور فرمایا کہ بے جا الفاظ نہ کہو متبنّیٰ حقیقی بیٹا نہیں ہے۔ متبنّیٰ کی بیوی تمہاری بیوی بن سکتی ہے وہ بہو نہیں ہے اور فرمایا کہ یہ نہ کہو کہ فلاں کے دو دل ہیں بیکار الفاظ نہ کہا کرو زبان کنٹرول میں رکھو۔

سورۃ سبا اور فاطر سے چوتھا مسئلہ شروع ہوا کیونکہ پہلا مسئلہ تھا تخلیق کا کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے۔ فاتحہ سے شروع ہو گیا تھا۔ آخر مائدہ میں مکمل ہوا۔ سورۃ انعام سے دوسرا مسئلہ شروع ہوا کہ صرف خالق نہیں پالنے والا وہی ہے آخر اسراء میں مکمل ہو گیا۔ سورۃ کہف سے تیسرا مسئلہ شروع ہو گیا کہ اثر ڈالنے والا سلطنت کلیہ پر جلوہ گر صرف اللہ بزرگ و برتر ہے۔ تاثیر اور برکت دینے والا اللہ ہے۔ احزاب کے آخر میں یہ مسئلہ مکمل ہوا اور قیامت کا وقوع برحق ہے۔ چوتھا مسئلہ سبا اور فاطر سے شروع ہوا یہ مسئلہ حمد سے شروع ہوا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین۔ (خالقیت)

الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ۔ ثم الذین کفروا بربھم یعدلون. (ربوبیت)

الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہٖ الکتاب ۔ (تاثیر اور برکت ڈالنے والا اللہ ہے)

اور الحمد للہ خلق السموات والارض اور فاطر السموات والارض بیان قیامت ہے۔

چنانچہ سبا میں دعویٰ کیا گیا کہ قومیں تباہ و برباد ہو جائیں گی اور قیامت آئے گی جیسے دنیا میں قوم سبا تباہ و برباد ہو گئی۔ سلیمان علیہ السلام کی سلطنت ختم ہو گئی، انتقال ہو گیا۔ بال بھر بھی جنات کو پتہ نہیں چلا۔

فاطر میں اس پر دلائل عقلیہ۔

سورۃ یٰسین میں تین پیغمبر اور ایک ولی حبیب نجار کے دلائل نقلیہ۔

سورۃ صٰفٰت میں ملائک کی شہادتیں۔

سورۃ صٓ میں مصطفین الاخیار کا عجز۔

اور سورۃ زمر کے اندر اس کی مزید تشریح اور توضیح اور اس کے بعد سات سورتیں شروع ہوگئیں جو حوامیم سبعہ اور ان میں صداقت الکتاب، اعجاز الٰہی، توحید خداوندی اور رد شرک۔ سات سے لے کر گیارہ شبہات ہوگئے تھے۔ سورۃ مؤمن میں سورۃ زخرف میں سورۃ شوریٰ میں سورۃ دخان میں سورۃ جاثیہ میں اور آخر کار سورۃ احقاف میں اسے مکمل فرمایا۔

تو قتال مشبی جو ناحق شبہے کرتے ہیں اور دین کا راستہ روکتے ہیں ان کے ساتھ قتال کی تاکید فرمائی سورۃ محمد میں جس کا ایک نام سورۃ قتال ہے۔

سورۃ فتح میں فتح کی بشارت آگئی اور

سورۃ حجرات میں اوصاف بیان ہوئے غانمین اور فاتحین کے کہ وہ آداب بجا لائیں گے، حقوق کا خیال کریں گے، نام نہیں بگاڑیں گے، ایک دوسرے کے لئے شر کا باعث نہیں بنیں گے، ناحق کھوج نہیں لگائیں گے غیبتیں نہیں کریں گے ایک دوسرے پر تفاخر کے قائل نہیں ہوں گے۔ یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعارفوا۔

چنانچہ سورۃ حجرات کے بعد سورۃ قٓ ہے۔ بیان قیامت میں۔

اور سورۃ ذاریات، سورۃ طور، سورۃ نجم اور سورۃ قمر یہ چاروں کی چاروں سورتیں خالص قیامت کا بیان ہیں تفصیل کے ساتھ۔

سورۃ رحمٰن میں توحید، تبشیر، تخلیف۔

سورۃ واقعہ میں ثلاثہ اقسام الناس سابقین اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال آخر

میں خلاصہ۔

سورۃ حدید، سورۃ مجادلہ، سورۃ حدید سے انفاق فی سبیل اللہ اور ترغیب الی الجہاد شروع ہوگیا۔

سورۃ مجادلہ کے اندر منکر قول سے منع فرمایا۔ رسومات باطلہ کا رد کیا گیا اس کی سزائیں متعین فرمائیں۔

سورۃ حشر میں ارشاد ہوا کہ کفار ایک نا ایک دن مار کھائیں گے۔ پہلا حشر دیکھ چکے ہیں اور دوسرا حشر ہونے والا ہے۔

سورۃ ممتحنہ میں تاکید فرمائی کہ رئیسوں سے دوستیاں کرنا بڑی بری بات ہے۔

سورۃ صف میں تاکید کی کہ مضبوط رہو اور

سورۃ جمعہ میں نماز کا حکم آیا اور

سورۃ منافقین میں ان کی نفرت بیان کی گئی۔

سورۃ تغابن میں چار ضابطے بتائے۔ ایمان باللہ جہاد فی سبیل اللہ، انفاق اور اصلاح معاشرہ۔

اصلاح معاشرہ پر سورۃ طلاق اور سورۃ تحریم کہ پیغمبر کے گھر میں بھی ایسے واقعات پیش آسکتے ہیں وہ بھی پابند ہیں کہ امت کے لئے نمونہ عمل بنیں۔

سورۃ ملک میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور

سورۃ قلم کے اندر اس کی مزید توضیح اور

سورۃ الحاقہ اور سورۃ معارج قیامت کے بیان میں شروع ہوگئیں۔ فرمایا تمام انبیاء نے یہی دعوت دی ہے۔

سورۃ نوح کو دیکھو۔ جنات نے بھی قرآن سنا تو توحید پر آگئے سورۃ جن۔

سورۃ مزمل میں اس امت کا مسئلہ عبادت کا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب۔

سورۃ مدثر کے اندر وحی کے منازل اور

سورۃ قیامہ سے پھر قیامت شروع کیونکہ سورۃ سباربع رابع ہے قیامت کا وقوع ہے۔ چنانچہ دھر، مرسلت، نباء، نازعات، عبس، تکویر، انفطار، مطففین، انشقاق پر دس کی دس سورتیں بیان قیامت میں۔

سورۃ بروج خلاصہ۔

سورۃ طارق کے اندر اللہ کی تخلیق سے اللہ کی توحید پر اشاعت۔

سورۃ اعلیٰ میں اللہ کی پاکی بیان کرنے کی تاکید۔

سورۃ غاشیہ میں پاکی ماننے اور نہ ماننے والوں کی جزا اور سزا۔

سورۃ فجر اس پر تفریع۔

سورۃ بلد میں شہر کے اصول اور آداب۔

سورۃ شمس میں خلافت کے مسائل۔

سورۃ اللیل میں اس کا تکملہ۔

سورۃ الضحیٰ سے لے کر آخر سورۃ تک ۲۲ کی ۲۲ سورتیں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منازل اور مقامات کے لئے اور آخر میں دعا۔

قرآنِ کریم کی سورتوں کے امتیازات

نمبر شمار	نام سورۃ	خلاصہ مضامین
۱	سورۃ الفاتحہ	اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے ذکر میں۔
۲	سورۃ البقرۃ	مغضوبین یہود کا رد بالتفصیل اور بنی اسرائیل کو تین خطابات مجمل مفصل مدلل۔
۳	سورۃ آل عمران	عیسائیوں کے چھ شبہات کے رد اور ساتھ چھ اقوال زریں اور حضرت عیسیٰ کی عبدیت پر ۳۳ نکات۔
۴	سورۃ النساء	معوثین کے بیان میں اور احکام جیسے یتیم کے مال کی حفاظت، تعدد نکاح کا قاعدہ، وراثت کا قاعدہ۔
۵	سورۃ المائدہ	بیانِ حل وحرمت، نذر اللہ کا ثبوت نذر للعباد کا رد، لقد کفر الذین کہہ کر عیسائیوں کا رد تین جگہ۔
۶	سورۃ الانعام	آداب دعوت وتبلیغ وداعی الی اللہ اور دعوت کے راستے میں پیش آنے والی تکالیف پر صبر کی تلقین۔
۷	سورۃ الاعراف	دعوت کے سلسلے میں کچھ دقتیں ہوں گی ان سے تسلی چھ انبیاء کے واقعات سے۔
۸	سورۃ الانفال	فتح البلاد کی صورت میں تقسیم غنائم کا ذکر بعقبات ستہ۔
۹	سورۃ توبہ	اس میں ۱۷ مرتبہ منافقین کا رد ہوا ہے۔
۱۰	سورۃ یونس	مشرکین کو شرک کے لئے تین شبہات ہوئے تھے ان میں سے ایک کا رد سورۃ یونس میں ہوا: هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ

۱۱	سورۃ ہود	تفصیلی تسلی ہے کئی انبیاء کے واقعات کے ساتھ۔
۱۲	سورۃ یوسف	اس میں گزشتہ مضامین کا خلاصہ وتتمہ ہے کہ انبیاء غیب دان نہیں متصرف نہیں اور وہ شبہ مشہورہ جو سورۃ یونس میں تھا اس کا تفریعاً وتفصیلاً رد ہے۔
۱۳	سورۃ رعد	وقوع قیامت بذکر الانبیاء مذکور ہوا۔
۱۴	سورۃ ابراہیم	مخصوص پیغمبر حضرت ابراہیم کا واقعہ۔
۱۵	سورۃ حجر	اس میں ان وجوہ اربعہ کو ذکر کیا گیا جس کا مرتکب مستحق عذاب ہے
۱۶	سورۃ نحل	اس میں محرمات تابیدیہ مذکور ہیں۔
۱۷	سورۃ بنی اسرائیل	اس میں معجزات وکرامات کا اجمالاً بیان ہے۔
۱۸	سورۃ کہف	غیب دان ہونا خاصہ اللہ تعالیٰ کا ولی غیب دان نہیں دیکھو اصحاب کہف نبی غیب دان نہیں موسیٰ کو خضر کا حال نہیں معلوم تھا۔
۱۹	سورۃ مریم	یہی مضمون مزید تشریح کے ساتھ کہ انبیاء بھی غیب دان نہیں۔
۲۰	سورۃ طٰہٰ	انبیاء غیب نہیں جانتے اسی پر شاہد موسیٰ کا واقعہ بالتفصیل۔
۲۱	سورۃ انبیاء	غیب دان ومتصرف چھوڑو انبیاء پریشان ہیں۔
۲۲	سورۃ حج	اس میں رد البلایا کا علاج اور حج جیسی مقدس عبادت اور تقویٰ کا بیان وَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ الخ الآیۃ۔
۲۳	سورۃ مومنون	اس میں مؤمنین کے اوصاف عشرہ کا بیان۔
۲۴	سورۃ نور	اس میں معاشرتی بے حیائی کا رد، معاشرتی وروزمرہ کے احکام بالتفصیل۔

۲۵	سورۃ فرقان	بیان مقصد نزول قرآن۔
۲۶	سورۃ شعراء	ان میں بیان توحید ورسالت وآخرت اور رد شرک۔
۲۷	سورۃ النمل	ایضاً۔
۲۸	سورۃ قصص	ایضاً۔
۲۹	سورۃ عنکبوت	اس میں آزمائشوں کا بیان اور ایک قاعدہ ذکر کیا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔
۳۰	سورۃ سورۃ	اس میں بیان ہے فتح کی خوشخبری کا۔
۳۱	سورۃ لقمان	توحید کے بیان کا اعادہ کہ نیک لوگوں نے بھی توحید کی دعوت دی دیکھو لقمان نے اپنے بیٹے کو توحید کی نصیحت کی۔
۳۲	سورۃ الم سجدہ	اس میں عبادات کی تاکید کا بیان ہے۔
۳۳	سورۃ احزاب	آخری غزوہ غزوۂ احزاب کا ذکر اور ۳۲ اصلاحات۔
۳۴	سورۃ سبا	ان سورتوں سے قیامت کا بیان تفصیلاً شروع ہوا۔
۳۵	سورۃ فاطر	ایضاً۔
۳۶	سورۃ یٰسین	انبیاء بنی اسرائیل بالخصوص تین پیغمبروں کے واقعے پر مشتمل سورۃ اور نبی سے ہر عیب کا رد وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ الخ الآیۃ۔
۳۷	سورۃ صافات	بذکر الانبیاء والملائک۔
۳۸	سورۃ ص	ایضاً۔
۳۹	سورۃ زمر	ایضاً۔
	حوامیم سبعہ	(۴۰) سورۃ مومن (۴۱) سورۃ شوریٰ (۴۲) سورۃ حم سجدہ (۴۳) سورۃ زخرف (۴۴) سورۃ دخان (۴۵) سورۃ جاثیہ (۴۶) سورۃ احقاف۔ ان کے چار مضامین ہیں: (۱) اثبات توحید حقہ (۲) اثبات رسالت (۳) ایمان بالآخرۃ (۴) رد شرک اعتقادی وفعلی۔

نمبر	سورۃ	مضمون
۴۷	سورۃ محمد	مقصد قرآن کے بیان میں۔ یہ نبی اور ان کی امت جہادی ہیں کوئی ان کو جہاد سے ہٹا نہیں سکتا۔
۴۸	سورۃ فتح	قتال فی سبیل اللہ کا نتیجہ جہاد کا فتح ہونا۔
۴۹	سورۃ حجرات	فتح کرنے کے بعد اصلاح العباد بعد فتح البلاد۔ نام نہ بگاڑو، غیبت مت کرو، عیب جوئی نہ کرو، انبیاء کے آداب بجالاؤ، اپنے جیسا انسان نہ سمجھو، ان کی تکریم وتعظیم کا پورا خیال رکھو، سب ایک آدم وحوا کی اولاد ہو، تقویٰ کے ذریعے عزت ملے گی وہ پیدا کرو، ایمان کے مقاصد جہاد انفاق اللہ کی نعمتوں کا شکر، یہ سب کیوں اس لئے کہ قیامت برحق ہے۔ (۵۰) ق (۵۱) ذاریات (۵۲) طور (۵۳) نجم (۵۴) قمر۔
۵۵	سورۃ رحمٰن	نعمتوں کے بیان میں۔
۵۶	سورۃ واقعہ	نعمتوں کے بیان میں۔
۵۷	سورۃ الحدید	تاکید للجہاد والانفاق۔
۵۸	سورۃ مجادلہ	رد المنکر، بیوی کو ماں کہنا اور اس کے کسی عضو مستور کو محرمہ تابیدیہ سے تشبیہ دینا اس کا رد
۵۹	سورۃ حشر	یہاں سے مسبحات سورتوں کا آغاز ہوا۔ ایک نہ ایک دن حشر ہوگا جیسے دنیا میں یہود کا حشر دیکھا۔
۶۰	سورۃ ممتحنہ	خود مسلمانوں کی سازشوں سے بھی بچو۔
۶۱	سورۃ الصف	جہاد جاری رہے گا۔
۶۲	سورۃ الجمعہ	عبادات کے طور طریقے سیکھنا ضروری ہیں۔
۶۳	سورۃ المنافقون	رد منافقت کا بیان۔

نمبر	سورۃ	مضمون
۶۴	سورۃ التغابن	ایک نہ ایک دن آئے گا جس میں دنیا کا پورا حساب ہوگا، ذالک یوم التغابن۔
۶۵	سورۃ الطلاق	حرام وحلال نکاح وطلاق کا فرق۔
۶۶	سورۃ التحریم	ایضاً۔
۶۷	سورۃ الملک	وحدانیت تعالیٰ پر گیارہ عقلی دلائل۔
۶۸	سورۃ القلم	مسئلہ کے بیان میں سستی نہیں کرنی چاہئے دیکھو یونس مچھلی کے پیٹ میں گئے تھوڑی سی سستی کی وجہ سے۔ جانتے ہوئے بھی مسائل سے انحراف کرتے ہو تمہارا حشر کیا ہوگا۔
۶۹	سورۃ حاقہ	قیامت کا خیال اور سوچ اور فکر رکھو۔
۷۰	سورۃ معارج	ایضاً۔
۷۱	سورۃ نوح	سب پیغمبروں کا یہی بیان ہے۔
۷۲	سورۃ جن	جنات بھی یہی اقرار کرتے ہیں۔ جنات نافع اور ضار اور معبود نہیں ہیں۔
۷۳	سورۃ مزمل	یہی پیغام نبی کو بھی ملا ہے۔
۷۴	سورۃ مدثر	ایضاً۔
۷۵	سورۃ قیامہ	اصل وقوع قیامت ہے۔
۷۶	سورۃ دھر	نعمتوں کے بیان میں۔
۷۷	سورۃ مرسلات	نعمتوں کے بیان میں۔
۷۸	سورۃ نباء	(۷۹) سورۃ نازعات (۸۰) سورۃ عبس (۸۱) سورۃ تکویر (۸۲) سورۃ انفطار۔ یہ تمام نعمتوں کے بیان میں ہیں۔
۸۳	سورۃ مطففین	عمل کرو حسب انعام پاؤ گے۔
۸۴	سورۃ الانشقاق	قیامت میں زمین وآسمان پھٹنے والے ہیں، اعمال کی کوشش کرو۔

۸۵	سورۃ بروج	گزشتہ امتوں کی مثالوں کے ساتھ اس امت کا حال۔
۸۶	سورۃ طارق	زمین وآسمان کو گواہ بنا کر توحید الٰہی بیان ہوئی۔
۸۷	سورۃ اعلیٰ	اسی اللہ کی پاکی کے ترانے اختیار کرلو۔
۸۸	سورۃ الغاشیہ	نعمتوں اور قدرت خداوندی کا بیان۔
۸۹	سورۃ فجر	اوقات کی تکریم کے بیان میں۔
۹۰	سورۃ بلد	سورج اور چاند، رات اور دن کو گواہ بنانا اور بلدیہ کے احکام پر مشتمل سورۃ۔
۹۱	سورۃ شمس	سورج، چاند، دن، رات اور اوقات کو گواہ بنا کر توحید بیان کی گئی۔
۹۲	سورۃ اللیل	ایضاً۔
۹۳	سورۃ الضحیٰ	ایضاً۔
۹۴	سورۃ الم نشرح	نبی علیہ السلام کی تسلی۔
۹۵	سورۃ التین	گزشتہ متبرک چیزوں کا تذکرہ۔
۹۶	سورۃ العلق	نبی علیہ السلام کی وحی کا تذکرہ اور وحی کی آمد کی برکات۔
۹۷	سورۃ قدر	اس قرآن کی برکات اور معجزات کا بیان۔
۹۸	سورۃ بینہ	قرآن کے موافق کا انعام اور مخالف کے لئے سزا۔
۹۹	سورۃ زلزال	وقوع قیامت۔
۱۰۰	سورۃ عادیات	قیامت میں صرف وفا عمل کام آئے گا۔
۱۰۱	سورۃ قارعہ	قیامت کا مختصراً بیان۔
۱۰۲	سورۃ تکاثر	ہر نعمت کا سوال ہوگا۔ قبور تک سے عبرت لے سکتے ہو۔
۱۰۳	سورۃ والعصر	چھوٹی سورۃ میں قرآن کے تین مقاصد کا بیان: (۱) ایمان (۲) عمل (۳) صبر وحق۔

۱۰۴	سورۃ ھمزۃ	دنیا کے مذموم اعمال میں سے غیبت طعن اور حب مال ہے۔
۱۰۵	سورۃ فیل	شعائر اللہ کی توہین عذاب خداوندی کا باعث ہے۔
۱۰۶	سورۃ القریش	اے لوگو! تم بھی رب کعبہ کی عبادت کرو توہین مت کرو۔
۱۰۷	سورۃ الماعون	توہین جیسی بھی ہو جتنی بھی ہو ممنوع ہے توہین کی اقسام: (۱) تکذیب بالدین (۲) یتیم اور مسکین کی حق تلفی۔
۱۰۸	سورۃ الکوثر	نبی کے تین مقامات کا بیان: (۱) آپ کا مقام (۲) آپ کا پروگرام (۳) آپ کے دشمنوں کا انجام۔
۱۰۹	سورۃ کافرون	کفار سے سخت برأت کا اعلان۔
۱۱۰	سورۃ نصر	اللہ کی مدد ونصرت کا بیان۔
۱۱۱	سورۃ لہب	جنہوں نے دین کی توہین کی دیکھو ابولہب کا حشر۔
۱۱۲	سورۃ اخلاص	اصل مقصود بھولنا نہیں اور وہ توحید ہے۔
۱۱۳	سورۃ فلق	اس کے لئے دعا حاسد سے بچنے کی۔
۱۱۴	سورۃ الناس	خناس سے بچنے کی دعا من الجنۃ والناس۔

کتبہٗ

عبدالعظیم

احسن التفسیر

۳۱۲ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ○ آیت نمبر ۲۱۴ بقرۃ کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ:

مدد دو طرح سے ہوتی ہے:

ایک تو اسباب بہت زیادہ مضبوط ہوں اور

دوسرے مسبب سے تعلق انتہائی مضبوط ہو۔

۳۱۳ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ (آل عمران، آیت ۱۷۹)

کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ طہارت اور پاکی سے انسان کو قیام اور دوام ملے گا اور ناپاکی اور خباثت سے انسان کا منصب چھن جائے گا۔

۳۱۴ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَھُمْ سَفَھًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (انعام، آیت ۱۴۱)

کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ "اولاد کی دینی تعلیم وتربیت نہ کرنا بھی ان کے قتل کے مترادف ہے۔"

۳۱۵ وَیٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ فَکُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ (اعراف، آیت ۱۹)

کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ معصیت کے اسباب سے بھی بچنا واجب ہے کیونکہ اسباب معصیت، معصیت میں مبتلا ہونے کا پہلا مرحلہ ہے۔

۳۱۶ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّھُمْ مِّنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ وَمِنْ خَلْفِھِمْ وَعَنْ اَیْمَانِھِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِھِمْ (الاعراف، آیت ۱۷)

کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ آگے سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ خراب کرے گا اور پیچھے سے آنے سے مراد یہ ہے کہ عمل خراب کرے گا۔ یعنی نیت اچھی ہوگی مگر عمل خراب ہوگا یعنی بدعات میں مبتلا ہو جائیں گے۔

۳۱۷ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللهَ فَعَسٰى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ○ (توبہ، آیت ۱۸)

کی تفسیر میں حضرت الشیخ نے فرمایا کہ "طالب علمو! آیت کے اہم نقطے سن لو۔

ایک تو یہ کہ تعمیر مسجد کو ہر چیز سے پہلے ذکر کیا یعنی مسجد بنانا بھی اسلام کا ایک حصہ ہے۔

دوسرے یہ کہ تعمیر مسجد تمام اعمال میں بلند ہے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایمان باللہ، ایمان بالآخرت، نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی میں آسانی نصیب فرمائیں گے۔

تیسرے یہ کہ تعمیر مسجد ایسے مقاصد میں سے ہے جیسے کہ ایمان باللہ، ایمان بالآخرت، نماز اور زکوٰۃ اسی لئے ان سب سے مقدم ذکر کیا گیا۔

۳۱۸ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ (یونس، آیت ۹۱،۹۰)

کی تفسیر میں حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ فرعون ایمان لا رہا تھا۔ اس کا ایمان کیوں رد کیا گیا تو امام رازی نے لکھا ہے کہ موت کے وقت کا ایمان معتبر نہیں ہوتا۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اس کا ایمان اس لئے رد ہوا کہ اسے ابھی بھی حضرت موسیٰ سے بغض ہے اس نے حضرت موسیٰ کا نام نہیں لیا اور نبی کے بغیر ایمان معتبر نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہاں اعراف میں جادوگروں نے کیا کہا تھا کہ امنت برب

موسیٰ وھارون اس لئے ان کا ایمان معتبر تھا۔ یہ ہے احسن التفسیر۔

۳۱۹ لا یسئم الانسان من دعاء الخیر وان مسه الشر فیئوس قنوط ○ (سجدہ، آیت ۴۹) کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناامیدی اور مایوسی کرنا حرام وناجائز ہے۔

۳۲۰ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ "یہاں قرآن کریم کو ذکر کہا گیا اس کی تین وجوہات ہیں:

۱۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے۔

۲۔ یہ بڑے علوم وفنون پر مبنی ہے۔

۳۔ اور یاد کرنے کے بعد کبھی بھولتا نہیں۔

۳۲۱ واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ○ (ابراہیم، آیت ۷)

کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ شکر بلسان مستحب ہے اور شکر بالاعمال واجب ہے۔

۳۲۲ ذرھم یاکلوا ویتمتعوا ویلھھم الامل فسوف یعلمون.

کی تفسیر میں حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ "کافر کو دنیا میں ایمان لانے سے تین چیزیں روکتی ہیں:

۱۔ اکل وشرب۔ کیونکہ وہ حرام وحلال میں تمیز کے بغیر کھانے پینے کا شوقین ہوتا ہے۔

۲۔ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے۔

۳۔ خود کو ہر پابندی سے منزہ سمجھتا ہے۔

۳۲۳ قال رب اشرح لی صدری ○ ویسرلی امری ○ احلل عقدة من لسانی ○ یفقھوا قولی ○ (طٰہٰ، آیت ۲۵-۲۸)

کی تفسیر میں حضرت الشیخ نے فرمایا کہ "اس سے پتہ چلا کہ خطابت کے چار

اصول ہوتے ہیں:

۱۔خطیب وسیع الصدر ہو۔

۲۔اپنے مضمون پر مکمل طور پر حاوی ہو۔

۳۔زبان صاف ستھری ہو اور اہل زبان کے محاورات پر مکمل عبور حاصل ہو۔

۴۔اور اس کی بات کو لوگ سمجھیں۔

۳۲۴ وقالوا ان نتبع الھدیٰ معک نتخطف من ارضنا اولم نمکن لھم حرما امنا یجبیٰ الیہ ثمرات کل شیءٍ رزقا من لدنا ولکن اکثرھم لا یعلمون O (قصص، آیت ۵۷)

کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ دین پر استقامت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ فوراً دو انعامات سے نوازیں گے:

۱۔ایک تو یہ کہ اسے عزت اور امن کی جگہ ملے گی۔

۲۔اور دوسرے یہ کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ بہترین رزق مہیا فرمائیں گے۔

۳۲۵ ان ناشئۃ الیل ھی اشد وطاً واقوم قیلا O (مزمل، آیت ۶)

کی تفسیر میں حضرت الشیخ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ راتوں کو اٹھتے ہیں اور راتوں کو اٹھنے کے عادی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ہمیشہ عزت کرتے ہیں اور لوگوں میں ان کی عزت بلند کرتے ہیں۔یاد رکھنا یہی احسن التفسیر ہے۔

۳۲۶ قالوا انکم کنتم تاتوننا عن الیمین O (صفٰت، آیت ۲۸)

کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ عن الیمین سے مراد یہ ہے کہ بدعت ہمیشہ خیر کے راستے سے آئے گی۔

روحانیت

۳۲۷ بعض اوقات روحانیت اتنی تیز ہوتی ہے کہ علی الفور محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے شیخ اور استاذ حضرت اقدس حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے راسخ علوم اور طیب اعمال کا مجھ پر سب سے زیادہ اثر ہے۔معمول کے مطابق جب میں وطن پہنچتا تھا تو جن کپڑوں میں جاچکا ہوتا تھا وہ بدل کر نہالیتا تھا اور فوراً حضرت کی قبر پر جاتا تھا۔ایک دفعہ ایسا ہوا کہ دو تین دن بعد گیا۔قبر پر میں نے آنکھیں بند کر کے فاتحہ پڑھی اور حضرت کے لئے دعا کی، دیکھا کہ ایسے بجھے ہوئے ہیں اور مسکرا کر فرماتے ہیں آئے تو بہت پہلے ہو لیکن یہاں بہت دیر سے آئے ہو۔ تین دن درمیان میں گزرے ہیں اس لئے مردوں کا سفر اور ان کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے۔حدیث میں ہے کہ وہ زندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جیسے پانی میں کوئی ڈوب رہا ہو اور ہاتھ مار رہا ہو کہ کوئی پکڑ لے اسے،اس لئے یہاں کے ایصال ثواب قرآن پڑھ کر بخشنا اور مالی صدقہ خیرات ان کی پسند کا کپڑا خیرات کرنا،ان کی پسند کے کھانے پکا کر فقراء کو کھلانا ان کی پسندیدہ لوگوں کی خدمتیں کرنا یہ سب ان کی راحت اور ثواب کے ذرائع ہیں اور مسلمان کا فرض ہے،ہم مردوں کے تصرف کے قائل نہیں ہیں لیکن مردوں کی راحت اور عذاب کے قائل ہیں۔ہم مردوں کو انسانی زندگی کے مالک ومختار نہیں سمجھتے ہیں لیکن یہ ہمارا ایمان ہے اہل سنت والجماعت مسلک دیوبند کے مسلمانوں کا کہ زندوں کی اچھائیوں سے مردوں کو سکون ہوتا ہے اور برائیوں سے انہیں زحمت اور ناگواری پیش آتی ہے۔

خلافِ سنت عمل

۳۲۸ قصداً اور ارادتاً بغیر کسی وجہ کے ٹوپی کے بغیر نماز پڑھنا، یہ نماز کا تمسخر اور مذاق اڑانا ہے۔ نماز اس کو نہیں کہتے ہیں کہ جیسے آدمی روڈ پر گھوم رہا تھا ویسے ہی آ کر مسجد میں بیٹھ جائے، نماز اس کو کہتے ہیں کہ سر سے پاؤں تک اپنے جسم کو ٹھیک کرلیں، کپڑوں میں فرق ہے، اسے ٹھیک کرلیں وضو نہیں ہے وہ کرلیں، سر پر ٹوپی رکھیں عمامہ باندھیں، اللہ کے دربار میں کھڑے ہو رہے ہیں کسی اسکول یا کالج میں نہیں جا رہے ہیں اور عادات درست کرنے کا نام نماز ہے۔ اگر وہی عادتیں رہ گئیں تو نماز کا کوئی مقدور بھر فائدہ نہیں ہوگا۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر وقت میں ہی اعلان کرتا رہوں، نمازیوں کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی تلقین کریں، ننگے سر والے کو سمجھانا ضروری ہے تاکہ وہ نماز اور مسجد کے آداب بجالائے۔ اگر آج نہیں تو کل اس کو سمجھ آجائے گی اور اہتمام کرے گا۔

حفظ قرآن کی وضاحت

۳۲۹ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے امت کے گناہ دکھائے گئے۔ گناہوں میں سب سے خطرناک گناہ یہ ہے کہ حفظ اٰیۃً فنسیھا۔ کہ کسی کو قرآن کریم کی ایک سورت یا آیت یاد تھی اور اسے بھول گیا یہ اللہ کے یہاں ناقابل برداشت گناہ ہے اس بندے کی طرف سے بہت ظالمانہ اقدام ہے اور اس کی بدبختی کی بہت بڑی نشانی ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے امت کی نیکیاں دکھائی گئیں تو میں نے ایک بہترین نیکی یہ دیکھی کہ راستے میں ایک پتھر پڑا تھا آتے جاتے لوگ ٹکراتے تھے ایک شخص نے ایک درخت کی شاخ نیچے جھک گئی تھی سب کے سر کو لگتی تھی

اس نے آری لے کر اس کو کاٹ لیا راستے میں کانٹا پڑا تھا سب کو چبھتا اس نے آ کر اٹھا لیا یہ سب بہتر قسم کے نیک اعمال ہیں۔ رمضان شریف کے مہینے میں قرآن کریم سے مسلمانوں کی محبت اور خصوصی تعلق بڑھ جاتا ہے۔ سو یاد رہے کہ جو سورتیں یاد کی گئی ہیں یا جو آیتیں بھی یاد کیں انہیں مسلسل یاد کرتے رہو، آگے یاد کرو یا نہیں لیکن جو یاد کی تھیں وہ بھولو نہیں۔ ہم جب سفر پر جاتے ہیں مہینہ پندرہ دن عمرے یا حج پر امامت نہیں کرتے۔ پھر جب واپس آ کر سورتیں پڑھتے ہیں وہ سورتیں جو پڑھتے رہتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ غلطی آنے والی ہے۔ سورۃ سجدہ اور دھر ہر جمعہ کو فجر میں پڑھتے ہیں۔ سنت طریقہ ہے لیکن جمعہ کو رات میں ایک دو دفعہ خود بیٹھ کر پڑھتا ہوں تاکہ فجر میں اسے سہولت ہو اگر ایسا نہیں ہو تو ہر آیت پر شبہ رہتا ہے اللہ کے فضل سے غلطی تو نہیں آتی لیکن شبہ رہتا ہے اطمینان قلب نہیں ہوتا اس لئے یہ مرضیات نہیں ہیں بلکہ یہ شرائع کے مصلحات ہیں کہ جو اعمال انسان کرتا چلا آیا ہے تو اسے مضبوط پکڑے اگر مزید ترقی نہیں ہے تو تنزلی اختیار نہ کرے۔ قرآن شریف کی کوئی آیت یا سورت یاد تو ہوتی ہے، مسلمان کو روز یاد کرنا چاہئے اسے مضبوط پکڑنا بچوں نے جو یاد کیا ہے اس پر نظر رکھنا سخت امتحان کے ساتھ۔ گھر میں جو قرآن شریف یاد کیا گیا ہے ان کی حاضری لی جائے کہ بھائی یاد ہے یا بھولتے چلے جا رہے ہو۔ بھولنا تو بالکل برداشت نہ کریں۔ یہ ناقابل بیان گناہ ہے۔ پیغمبر حیران رہ گئے فرمایا کہ ایک ایسا گناہ کہ ایک شخص کو آیت یاد تھی اور بھول گیا یہ سب سے مغضوب بدترین اور ناقابل برداشت اور نامناسب گناہ تھا۔ اسی طرح مسلمانوں کی پریشانیاں دور کرنا ان کے راستے سے تکالیف ہٹانا جیسے چلتے ہوئے راستے سے پتھر ہٹانا کانٹے دور کرنا یہ بلند و برتر اعمال میں سے ہے۔

عبادات کا اجتماع

۳۳۰ ہم نے جیسے عبادات سمجھائیں ویسے ہی انتظام بھی سمجھایا ہے کہ لوگوں کا انتظام بھی قاعدے اور قرینے سے ہو۔ قرآن کریم کی کچھ آیات تو عبادات سے متعلق ہیں لیکن بیشتر حصہ نظم و نسق سے متعلق ہے۔ اسلام کی طرف سے اسلامی لوگوں کے لئے یہ بھی تعلیم ہے کہ وہ نظم و نسق کا بھی پورا پورا خیال رکھیں، جیسے حکم ہے کہ آپ نے کھانا کھایا تو پلیٹ صاف کریں۔ اب اس سے کتنے مسئلے وابستہ ہو گئے کہ اتنا ڈالا جائے گا جتنا کھایا جائے گا جو ڈال لیا ہے تو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کھایا آپ نے ہے اور اس میں گوشت اور شوربا پڑا ہوا ہے گلا سڑا، دوسرے دیکھیں تو ایسا لگے جیسے مرغیوں نے کھایا ہے۔ بدتہذیبی اور بدتمیزی ہے آپ نے کھایا ہے تو اسے صاف بھی کریں۔ تین چار اہم مسائل اس سے وابستہ ہو گئے۔ نعمت کا شکر ہے کہ جب وہ سامنے آئی ہے تو اسے اختتام تک پہنچاؤ۔ حدیث میں ہے کہ باقاعدہ ساتھی سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کے لئے چھوڑ دوں ضرورت ہے ممکن ہے اُسے زیادہ چاہئے ہو نہیں ہے تو آپ اسے خود ختم کریں۔ یہ ایک انتظامی مسئلہ ہے کہ آدمی اتنا سالن ڈالے اتنی روٹی اپنے پاس رکھے کہ جتنا وہ کھا سکتا ہے۔ دوسروں کے ہاتھ سے کیوں نکلواتے ہیں۔ بھائی دسترخوان آپ سیدھا بھی ڈال سکتے ہیں اور الٹا بھی۔ دونوں طرف پاک صاف ہے۔ اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ سیدھا ڈالا جائے جب سیدھے کے لئے کوئی عذر نہیں ہے تو الٹا کیوں ڈال رہے ہیں۔ آپ انتظام کا پورا خیال رکھا جائے، جوتا الٹا پڑا ہے ایک آدمی نے اسے سیدھا کر دیا نہ جوتے کے ساتھ خوش قسمتی وابستہ ہے نہ کوئی بدبختی آتی ہے مگر انتظام کے خلاف ہے۔ انتہائی بدمنظری ہے کہ جوتے الٹے پڑے ہوں۔ شریعت

اسلامیہ میں عبادات سے زیادہ زور انتظام پر ہے۔ امام غزالی سے کسی نے پوچھا تھا کہ وضو میں تو چار اعضاء فرض ہیں دھونے کے،

فغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق وامسحوا برؤسكم وارجلكم الى الكعبين.

چہرہ دھولو ہاتھ کہنیوں تک دھولو، مسح سر کرلو پیر دھولو ٹخنوں تک قصہ ختم۔ تم لوگ پہلے ہاتھ دھوتے ہو پھر کلی کرتے ہو اور پھر کہتے ہو کہ پانی ناک میں چڑھاؤ تو امام غزالی نے کہا کہ دیکھو کہ پانی دیکھنا پڑتا ہے کہ کہیں ایسا گرم تو نہیں کہ چہرہ جل جائے تو ہاتھ ڈال کر اسے تین دفعہ دھوتے ہیں کہ پانی ٹھیک ہے۔ پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ زہر ہو تو منہ میں ڈالا کہ نہیں بالکل شیریں اور درست پانی ہے۔ قابل استعمال پھر خطرہ پیدا ہوا کہ بدبودار نہ ہو تو ناک میں چڑھا دیا۔ جب ہر طرح اطمینان حاصل ہو گیا تو اب چہرہ دھولو۔ ہر پانی تو قابل استعمال نہیں ہے۔ شرائط والا پانی ہو گا طہارت والا، نماز میں دیکھو قیام قرأت رکوع سجود قعدہ اخیر یہ فرائض ہیں لیکن خاص طریقے سے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں نہ بالکل بند نہ بالکل کھلے ہوئے۔

تنشر الاصابع ترمذی کا باب ہے۔ انگلیاں اپنے حال پر چھوڑو، معمولی سا فاصلہ رکھو پھر ہاتھ نہ سر پر اٹھایا نہ کندھے پر اٹھایا کانوں کے نرموں تک اٹھایا اعتدال کے اندر۔ ایک آدمی نے ایسے ہاتھ اٹھائے جیسے سودائی اٹھاتے ہیں اور غیر مقلد عورتوں کی طرح سینے تک اٹھاتے ہیں۔ اب درست مسلک حدیث اور آثار کا یہ ہے کہ ہاتھ کانوں کے نرموں تک اٹھائیں، انگلیاں سر تک پہنچ گئیں اور ہتھیلیاں کندھے کی سیدھ میں آ گئیں تمام روایات پر عمل ہو گیا۔ پھر حکم یہ نہیں کہ اللہ اکبر کے بعد فوراً الحمد للہ رب العالمین، نہیں ثناء پڑھو اور آرام سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرو اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھو اس کے بعد جب

فاتحہ پڑھنا تب شروع کریں اگر آپ کے ذمہ میں فاتحہ نہیں ہے آپ مقتدی
ہیں امام کے تو آپ صرف ثناء پڑھ کر خاموش ہو جائیں، فاتحہ سنیں اور اس پر
اعتماد کرنے کی عادت اپنائیں کہ امام پڑھ رہا ہے پھر صرف یہ نہیں کہ ہم نے
ایک سورت ختم کی اور رکوع میں چلے گئے، نہیں رکوع میں ہاتھ کھولو گھٹنے پکڑو
صحابہ کو حضرت فرماتے تھے کہ اگر کوئی چھلانگ مارے تو آپ گریں نہیں مضبوط
کھڑے ہو جائیں اور صرف سر نیچے لٹکانا نہیں ہے، تین دفعہ سبحان ربی
العظیم، سبحان ربی العظیم، سبحان ربی العظیم۔ خدایا تیرے
لئے پاکی ہے اور تو عظمت کے لائق ہے۔ تیرے سامنے کائنات جھک رہی
ہے اور تو اپنی شان اور حال پر قائم ہے اور قائم و دائم ہے اس رکوع کو مزین
کرنے کے لئے یہ بہترین آداب سکھا دیے گئے۔ پھر یہ نہیں کہ آپ فوراً اللہ
اکبر سجدے میں چلے گئے نہیں سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سیدھے
کھڑے ہو جاؤ۔ امام سمع اللہ پڑھ رہا ہے تو آپ اس دوران ربنا لک
الحمد کہتے ہوئے سیدھے ہو جائیں۔ یہ نہیں کہ امام فارغ ہو جائے اس
کے بعد آپ کہیں ربنا ولک الحمد نہیں ہدایہ میں لکھا ہے کہ یہ غلط طریقہ
ہے جس دوران وہ سمع اللہ پڑھے گا اسی کے دوران مقتدی حضرات کہیں گے
ربنا ولک الحمد۔ پھر صرف اسی کلمے پر اکتفا نہیں ذرا کھڑے ہو جاؤ۔
حتی یسکن کل فحفر مکانہ فقہاء لکھتے ہیں ہر عضو کو آرام آ جائے تسلی
سے کھڑے رہیں پھر اللہ اکبر سجدہ کی طرف جائیں۔ سجدہ صرف ناک اور
پیشانی رگڑنے کا نام نہیں پورا سلیقہ ہے، انگلیاں بند رکھو، انگوٹھوں کی سیدھ میں
ناک رکھو اور بقیہ انگلیوں کی سیدھ میں پیشانی رکھو، رکھتے وقت ناک پہلے
پیشانی بعد میں پھر ہاتھ اٹھاتے وقت ناک پھر پیشانی پھر ہاتھ فرمایا جسم کے
تعاون سے نیچے بال ہاتھ وغیرہ مت رکھو اگر بڑھاپا بیماری کا عذر نہیں ہے۔

سجدے میں بھی صرف سر رکھنا نہیں تھا بلکہ سبحان ربی الاعلیٰ، سبحان
ربی الاعلیٰ، سبحان ربی الاعلیٰ۔ سجدہ ایک بھی نہیں دو اور اتفاق ہے
کہ دونوں ایک جیسے فرض ہیں۔ سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھ گئے یکدم نہیں جانا ہے
تھوڑا سا بیٹھنا ہے اگر آپ کو یاد ہے تو پڑھو رب اغفرلی والرحمنی
والزجرنی وعوفنی وروزقنی وعافنی ورفعنی پانچ اور سات الفاظ ہیں
دعا کے ورنہ اتنی دیر تک بیٹھے رہو پھر دوسرا سجدہ کر لو۔ تمام نظام نماز کا دیکھیں
انتظامی زبردست ہے شان اور ایک سلیقے کا نظام دیا گیا ہے اس لئے علماء نے
لکھا ہے کہ پورے اسلام کی مشق نماز کے دوران ہوتی ہے اس لئے نماز آدمی
اپنی نہیں پڑھتا امام کے ساتھ پڑھتا ہے۔ جماعت میں شریک ہوتا ہے، اذان
سنتا ہے، تکبیر ہوتی ہے، ایک ساتھ خانہ خدا میں حاضری دینی پڑتی ہے۔ تمام
اعمال اسلامیہ کی مشق ہے۔ تمرین ہے، تجرباتی جگہ ہے۔ ایک سلیقے طریقے
کے ساتھ آدمی کو کہا گیا کہ وہ امام بنایا جائے العالم احق بالامامۃ عالم کو امام ہونا
چاہیے اور امام بخاری نے باب قائم کیا، باب اھل العلم والفضل احق
بالامامۃ۔ علم اور برتری کے لوگ امام بنائے جائیں جن میں سلیقہ اور طریقہ
ہو وہ قوم کی رہنمائی جانتے ہوں، سلیقہ اور طریقہ نافذ کرنا جانتے ہوں اس کے
بیان کرنے کے لئے اسلوب ڈھونڈیں بہرحال جس طرح ہم عبادات کے
پابند ہیں انتظامات کے بھی پابند ہیں کہ ہمارا انتظام اعلیٰ اور بہتر ہو۔ وہ جو صحابہ
نے قبر بنائی جلدی جلدی یوں یوں کر کے مٹی کا ڈھیر لگا دیا۔ آکے بیٹھ گئے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور مٹی کو سیدھا کیا مائی پشت بنایا قبر جیسے بنائی
جاتی ہے ڈھلان دے کر پھر جگہ جگہ سے سنگ ریزے اٹھا کر اس پر رکھے صحابہ
سب حیران پریشان رہ گئے دیکھ کر جب آپ ﷺ قبر بنانے اور ٹھیک کرنے
سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا تم نے جو غلط قبر بنائی اور بالکل خیال نہیں کیا

لا یعذب بھا اس سے مردے کو عذاب نہیں ہوتا۔ عذاب کا تعلق اپنے عقیدے اور عمل سے ہے اور میں نے جو بہترین قبر تیار کی مٹی ہموار کی سنگ ریزے رکھے جگہ جگہ اور بہت سلیقے سے قبر بنائی اس سے مردے کو لذت اور آرام نہیں ملتا وہ اس کے اپنے عقیدے اور عمل سے ہوگا۔

ولکن اللہ یحب اذا عمل احدکم عملاً ان یُتقِنَ۔

لیکن اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی کام کرے تو طریقے سے کرے۔

تم نے جو کام کیا تھا بے طریقہ تھا اور نبی جس طرح عبادات لے کر آئے ہیں اس طرح طریقہ اور سلیقہ بھی لے کر آئے ہیں۔

عید کی راتوں میں اعمال کی حفاظت

۳۳۱ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ عید کی راتوں میں ہمارے دوست لوگ عید کی چہل پہل کے نظر ہو جاتے ہیں بازار جانا ایک بشری عذر ہے اس میں کوئی شک نہیں زندہ انسان بازار بھی آتے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے آپ سے پہلے جو انبیاء کرام آئے:

کانوا یاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق۔

کھانا کھاتے تھے اور بازار بھی کام کاج کے لئے جاتے تھے۔

بازار جانا بھی سنت طریقہ ہے۔ ضرورت کے لئے بشری تقاضے پورا کرنے کے لئے بازار جانا کوئی فیشن نہیں ہے، کوئی میلے کا حصہ نہیں ہے کہ کچھ بھی ہو ہمیں آدھی رات سے زیادہ بازار میں رہنا ہے یہ بہت نامناسب بات ہے۔ بعض لوگ تو اگلے دن پھر فجر میں غائب ہوتے ہیں حالانکہ علماء لکھتے ہیں کہ عید کی رات انعام کی رات ہے وہ جو روزوں میں جتنے وعدے ہوئے ہیں ان

کے انعام ملنے کی رات وہ اختتام رمضان اور شوال کی پہلی رات ہے۔ فجر کی نماز وقت پر پڑھنا، جماعت سے اس کو فقہ میں ابتکار کہتے ہیں یہ بھی سنت طریقہ ہے کہ سویرے اٹھیں اور فجر جماعت سے پڑھیں اور اس کا اہتمام کریں کہ بہت بڑا دن ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کمی ہو جائے اس کے بعد دوسری سنت تبکیر ہے اس کے معنی ھو الروح الی الجوانہ وقت پر عیدگاہ روانہ ہونا، جیسے ہمارے یہاں نماز کا وقت ساڑھے ۸ بجے ہے لیکن نماز سے پہلے بھی کچھ کلمات چلنے ہوتے ہیں۔ تقریباً ساڑھے ۷ بجے بیان شروع ہو جاتا ہے، وقت پر آنا اور عبادات کو شان و شوکت سے انجام دینا یہ خوش قسمتوں کی نشانی ہے۔ وقت کو تنگ کرنا اور عبادات کو ضائع کرنا یہ نحوست ہے اور دینی برکات سے محرومی کی نشانی ہے۔

شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

۳۳۲ گزشتہ شرائع کی حقیقت ہماری شریعت میں تین طرح ہے:

۱۔ کچھ مسائل بالکل رد ہو چکے ہیں یعنی یہ مسائل بالکل مردود ہیں۔

۲۔ کچھ مسائل قرآن کریم نے قبول کئے ہیں جیسے حدیث بنی اسرائیل وغیرہ۔

۳۔ کچھ مسائل موقوف ہیں یعنی نہ ان کی تصدیق کی جاتی ہے نہ تکذیب کی جاتی ہے۔

آئمہ مجتہدین

۳۳۳ صرف ایک بات بتاتا ہوں اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ آئمہ مجتہدین کا درجہ محدثین اور فقہاء کے نزدیک کتنا بلند ہے۔

میزان الاعتدال، ج ۱ ص ۶ پر علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ میں اس کتاب میں ہر

شخص کے اوپر جرح کروں گا مگر امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ یہ لوگ امت کے امام ہیں اور ان کے اوپر کلام کرنے سے انسان خود مطعون ہوتا ہے۔

انسانیت کا کمال

۳۳۴ ایک بات سوچنے کی ہے کہ آخر انسانیت کا کمال کیا ہے سو یاد رہے کہ یہ دو باتوں کے درمیان ہے کہ غیر ضروری بات میں عجلت نہ کریں اور قیمتی بات میں تاخیر نہ کریں بس سب کچھ اس کے درمیان ہے۔ ہم بھی اگر اس کے درمیان فرق نہ کریں تو ذلت اٹھائیں گے۔ ہمارے تمام بزرگ اور اساتذہ اونچے مقام پر اسی لئے تھے کہ انہیں اس بات پر کنٹرول تھا۔

طالب علموں کا مقام

۳۳۵ فرمایا کہ کسی زمانے میں یہ سوات کے والی تھے جن کی ایک بہت اچھی مسجد تھی جس میں مولانا محمد ابراہیم درس دیا کرتے تھے وہاں تمام مساجد میں تھوڑے طلباء ہوتے تھے کسی میں تین کسی میں چار لیکن والی صاحب کی مسجد میں ۳۰، ۳۵ طالب علم تھے اور ان کا کھانا والی صاحب کے گھر سے خود والی صاحب لے کر آیا کرتے تھے۔ ایک روز بہت تیز بارش ہو رہی تھی، طوفان تھا اور سخت سردی کی راتیں تھیں تو طالب علم کھانے کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ طالب علم بہت بدلحاظ ہوتے ہیں کسی کو بخشتے نہیں ہیں یہ انتظار میں آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ آج ہمارا بیل ہمارے لئے کھانا لے کر نہیں آیا والی صاحب سر پر بوری اور پلاسٹک وغیرہ رکھ کر بڑی تکلیف سے کھانا لے کر پہنچے والی صاحب قریب پہنچ گئے تھے انہوں نے یہ بات سن لی اور ان کو بہت غم ہوا کہ ہم

ان کی اتنی خدمت کرتے ہیں اور یہ ہمیں بیل کہہ رہے ہیں۔ والی صاحب کھانا کھلا کر چلے گئے اور مولانا ابراہیم صاحب سے کہا کہ اس سال کو مکمل کرنے کے بعد اگلے سال اور طالب علموں کی ضرورت نہیں ہے۔ بس انہیں رہنے دیں۔ والی صاحب چلے گئے اور رات کو خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور جہنم پر پل صراط باندھا گیا ہے اور جو اس پر سے گزرتا ہے نیچے گرتا ہے لوگ دھڑادھڑ نیچے گر رہے ہیں اتنے میں طالب علموں کا ایک بہت بڑا جتھہ آیا تو ان کے لئے پل صراط بہت زیادہ چوڑا ہو گیا جیسے کہ میدان۔ حالانکہ حدیث میں ہے صحیح مسلم میں کہ پل صراط تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہوگا تو طالب علم پل صراط پر بڑے آرام سے چڑھ گئے ہر طرف شور مچا ہوا ہے لوگ چیخ چیخ کر رو رہے ہیں والی صاحب بھی پریشان ہیں اور رو رہے ہیں اتنے میں ایک طالب علم کی نظر والی صاحب پر پڑی تو اس نے کہا کہ ہمارا بیل تو وہیں رہ گیا تو ایک طالب علم نیچے اترا اور والی صاحب کو ہاتھ سے پکڑ کر پل صراط پر لے گیا۔ والی صاحب کی آنکھ کھل گئی اور بہت خوش ہوئے اور حیران ہوئے۔ صبح تمام طالب علموں کی بہت زبردست دعوت کی اور جوڑے اور پیسے تمام طالب علموں میں تقسیم کئے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے پوچھا کیا بات ہے تو والی صاحب نے ان کو تمام واقعہ سنایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان طالب علموں کی کرامت دکھائی ہے۔

روزہ

۳۳۶ فرمایا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ گنہگار سے گنہگار آدمی بھی روزے کے ذریعے اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر دوران وضو کلی کرتے وقت ذرا سا پانی حلق میں چلا جائے تو فوراً اور لاشعوری طور پر بھاگتا ہے کہ میرے روزے کا کیا ہوگا

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الصوم لی وانا اجزاء بھا کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

حسنِ اخلاق

۳۳۷ ایک بار دورانِ سفر منصور بھائی نے پوچھا کہ حسنِ اخلاق سے کیا مراد ہے کیونکہ ضروری تو نہیں کہ ہر اچھی بات کرنے والا انسان خوش اخلاق ہو گیا اس کی بھی کوئی کسوٹی ہے۔ تو حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ:

''شریعت کے دائرے میں لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا یہ حسنِ اخلاق ہے۔ میرے خیال میں یہ بھی حسنِ اخلاق ہے کہ کسی سے ایسی بات کرنا کہ اس کو فائدہ پہنچے اگرچہ وہ تلخ ہی کیوں نہ ہو اور ایسی نرم گرم یا شیریں بات کرنا جس سے اسے نقصان پہنچے یہ بد اخلاقی میں شامل ہے۔''

ہدایت وعافیت

۳۳۸ دعاؤں کا نظام بڑی نزاکت کا ہے جیسے پل صراط ہوتا ہے۔ کھانے میں پینے میں پہننے میں سب چیزوں میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ بہر حال بوقت دعا نظر اور توجہ اللہ کے فضل واحسان پر ہو، اپنے معاصی اور خطیئات پر مطلق نہ ہو۔ اُن کے اوقات علیحدہ ہیں دعائیں تین قسم کی ہیں:

ایک ہدایت کی کہ یا اللہ مجھے اور تمام مسلمانوں کو صحیح عقائد پر قائم ودائم رکھے۔

دوسری دعا ہے عافیت کی کہ اے اللہ میری روح اور جسم امراض سے استحکام سے کر جنون سے تکالیف ظاہریہ اور باطنیہ سے محفوظ رہے کیونکہ جب متاثر ہو جاتی ہے تو انسان کا عقیدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مؤمن کو

ایمان اور یقین کے بعد عافیت جیسی دولت نہیں ملی۔ ایک شخص دعائیں مانگ رہا تھا مجھے جنت عطا فرما، دوزخ سے بچا مجھے ادھر عمارت دے مجھے ادھر ٹھنڈی ہوائیں مجھے یہ کر مجھے وہ کر بڑی زبردست دعائیں مانگ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں۔ آپ کا رنگ بدلتا جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ اسے دعا کرنے کی کوئی تمیز نہیں۔ اچانک اس کے منہ سے نکلا اللھم اسئلک عفو والعافیہ آپ بڑے خوش ہوئے اور فرمایا ماشاء اللہ اجادہ وبلغ المرادہ. ماشاء اللہ خوب مانگا اور جو مانگا سب ملے گا آپ کو۔ اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ مؤمن کو یقین کے بعد جو دولت عطا ہوئی ہے وہ عافیت اور خیر سگالی ہے۔

تیسری دعا مغفرت کی ہے کہ آخرت برحق ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے مراحل آسان فرمائے، وہاں کی عزت، توقیر، آرام وسکون باکمال عطا فرمائے۔

اذان کے وقت سلام کی ممانعت

۳۳۹ بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اذان ہو رہی ہے اور ایک شخص سلام کر رہا ہے۔ اذان کے دوران بہتر یہی ہے کہ خاموش رہیں اور اذان کی گھڑی ان اوقات میں سے ہے کہ سلام نہیں کرنا چاہئے۔ ایسے شخص کے لئے بہتر ہے کہ وہ تھوڑا رک جائے، جب اذان ختم ہو جائے تو آ کر السلام علیکم کرلے جس کو اذان کے دوران سلام کیا جائے اسے اجازت ہے کہ اذان کے دوران وعلیکم السلام نہ کہے۔ اذان کے بعد اسے کہے کیونکہ آپ نے بے موقع اور بے محل سلام کیا ہے اس لئے آپ کے لئے جواب نہیں ہے اسی طرح جو لوگ مسجدوں میں پہلے سے آ کر بیٹھ جاتے ہیں صفوں کی شکل میں تو آنے والے لوگوں کو اجازت نہیں ہے کہ بیٹھے ہوئے لوگوں کو جو نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں ان کو السلام

علیکم کرے کیونکہ وہ لوگ نماز کے انتظار میں ہیں اور نماز کا انتظار نماز کے حکم
میں ہے۔اس لئے نماز سے پہلے جب تک جماعت ختم نہ ہوئی ہو لوگ جب
صفوں کی شکل میں بیٹھے ہوئے ہوں تو آنے والا السلام علیکم نہیں کہے گا اگر کسی
نے سلام کر بھی لیا تو بیٹھے ہوئے لوگوں کو یہ اجازت ہے کہ وعلیکم السلام نہ
کہیں۔عالمگیری میں ہے لھم بساعھم ان لا یجیبون جو انتظار میں بیٹھے
ہیں وہ نہ جواب دیں انہیں یہ حق حاصل ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے سے
آنا مسجد میں انتظار کرنا کس قدر نعمت ہے۔حدیث میں ہے کہ جو شخص نماز سے
پہلے آکر جماعت کے انتظار میں بیٹھ جائے فرشتے تین دعائیں دیتے ہیں:

اللھم غفرلہ والرحمۃ وتب علیہ

یا اللہ اس شخص کی مغفرت فرما اور اسے رحمتوں سے مالا مال فرما اور اس کی توبہ
قبول فرما۔

جتنی دعائیں دنیا آخرت کی ہیں جب انہیں آپ خلاصہ کرلیں تو تین
باتیں نکل آئیں گی۔دنیا میں سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ توبہ قبول ہو جائے
اور خدا کی مدد اور نصرت شامل حال رہے اور آخرت کی ساری نعمتیں اور خوشیاں
اس بات پر موقوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کی مغفرت ہو جائے۔سو
دنیا اور آخرت کی جتنا دعائیں ہیں ان کی پونجی یہ ہے کہ اللھم غفر لہٗ
والرحمۃ وتب علیہ خدایا اس شخص کی مغفرت فرما اسے رحمتوں سے
مالا مال فرما اور یہ جو توبہ کرے وہ قبول فرما اور اس کو توبہ کی توفیق عطا فرما۔

مالم یُحدِثْ جب تک وہ بے وضو نہ ہوا ہو اور بعض قرأت میں ہے کہ مالم
یُحدِثْ جب تک فضول باتوں میں نہ لگا ہو مسجد میں آنے والا اللہ کا مہمان
ہے اللہ کے گھر میں بیٹھا ہے نماز جیسی عظیم عبادت کے انتظار میں ہے اس کی
شان کے لائق نہیں ہے کہ وہ بے وضوئی سے پیش آئے یا فضول گوئی سے پیش

آئے۔دونوں باتوں سے پرہیز ضروری ہے۔

سورہ نمل کے مضامین

۳۳۰ سورہ نمل میں چار مسئلے ہیں:

ایک اللہ کی توحید، دوسرا ایمان بالآخرت، تیسرا کتاب کی صداقت کہ قرآن
کریم سچی کتاب ہے اور چوتھا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور
آپ کی امانتداری۔

چار مسائل کا رد ہے سورہ قصص میں:

شرک، اعتقادی اور فعلی۔

قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کرنے والوں کے
جوابات فرق صرف اتنا ہے کہ سورہ نمل میں مسائل کی تائید کے لئے حضرت
سلیمان علیہ السلام اور بلقیس ملکہٗ صبا کا ذکر کیا ہے اور سورہ قصص میں ان
مسائل کے اثبات کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ
السلام کا واقعہ ہے، جو فرعون زمانہ کے ساتھ پیش آیا وہ تفصیل کے ساتھ اللہ
نے ذکر فرمایا ہے۔ ہر دونوں واقعات سے چار مسئلے معلوم ہوئے:

اللہ کی توحید برحق ہے اس کا کوئی شریک نہیں، شرک کے تمام تصورات اور
نظریات جھوٹے ہیں۔

قرآن کریم صادق کتاب ہے۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق پیغمبر
ہیں اور آخرت یقیناً آنے والی ہے۔جس میں موحدین کی عزت اور مغفرت
ہوگی اور مشرکین کو بری طرح شکست اور ناکامی ہوگی۔

فرض نماز کی اہمیت

۲ جتنی نمازیں ایک مؤمن کی حیثیت سے بلوغ کے بعد قضا ہوئی ہوں ان کا اعادہ اور زندگی میں ان کی قضاء فرض ہے۔ جتنا جلد ہو سکے انہیں بحال کر لیں اگر بلوغ کی عمر یاد ہو تو ٹھیک ہے ورنہ لڑکے کے لئے بارہ سال اور لڑکی نو سال کی عمر سے یہ حساب لگائیں گے کہ میں نے کتنی نمازیں قضاء کی ہیں اور وہ جس طرح قضاء ہوئی ہیں اسی طرح دوبارہ پڑھی جائیں گی۔ جب یہ تعداد اور اندازہ پورا ہو جائے اور پھر بھی اسے شک وشبہ ہو کہ شاید کوئی نماز اب بھی باقی ہو تو پھر یہ پڑھے گا کہ میرے ذمہ میں جتنی نمازیں باقی ہیں ان میں پہلی عصر، جو باقی ہیں ان میں پہلی ظہر اس طرح کرتا رہے گا اور ترتیب سے پڑھنا ضروری ہے۔ البتہ وہ قضاء جو معلوم ہو وہ ایسی پڑھی جائے گی جیسی وقت کی نماز پڑھی جاتی ہے لیکن جو قضاء نامعلوم ہو اور یہ احتیاطاً پڑھ رہا ہے اس کی چار رکعت میں آخری دو رکعت میں بھی سورت ملائی جائے گی اور مغرب کی تین کے ساتھ ایک رکعت اور ملائی جائے گی اور وتروں کی تین کے ساتھ ایک رکعت پھر ملائی جائے گی اور آخر میں سجدہ سہو کیا جائے گا کہ اگر یہ نماز فرض نہ ہو تو وتر نہ ہو تو نفل ہو جائے اور نفل نماز تین رکعت نہیں ہوتی اور یہ اندیشہ بھی ہے کہ فرض نماز ہی ذمہ پر باقی ہو تو اس لئے سجدہ سہو بھی کیا جا رہا ہے اس کو فقہاء نے صلوٰۃِ موہومہ کہا ہے۔ یہ اختیاری یا منشاء پر نہیں ہے یہ قطعی مسئلہ ہے کہ ایک شخص نے جو اتنا بڑا جرم کیا کہ نمازیں قضاء کیں اب وہ منشی رکھے حساب والا اسے پندرہ بیس ہزار روپے دے اور اس سے حساب کروائے کہ اتنی میری عمر ہے یہ بلوغ کی عمر ہے اس وقت سے اس وقت تک میں نے اتنی نمازیں پڑھی ہیں اور اتنی چھوٹ گئی ہوں گی۔ پورا حساب لگائے پیسہ خرچ کرے اس پر

زمین بیچے، مکان بیچے تاکہ اس کو پتہ چل جائے کہ نمازیں قضاء کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔ کیونکہ ایک نماز قضاء کرنے کے لئے حدیث میں آیا ہے کہ جہنم میں ۸۷ ہزار سال غوطے ہیں تو اس سے پہلے پہلے مسئلہ کانوں سے سن لیا جائے اور اسے دل میں یاد رکھا جائے کہ جتنی نمازیں فرض ہو چکی اور چھوڑی گئی ہیں جو جرم ہوا ہے وہ جرم عظیم ہے مرنے سے پہلے پہلے اسے بحال کر لیں، خدانخواستہ کوئی ایسی عمر کو پہنچ چکا ہے یا ایسی بیماری میں مبتلا ہے کہ اس کے لئے خود ممکن نہیں ہے کہ ان نمازوں کی قضاء کرے تو وہ وصیت کرے اور اپنی زندگی میں ان نمازوں کا فدیہ ادا کر لے ایک نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ہم فطرانہ دیتے ہیں۔ پانچ نمازیں ہیں روزانہ کی اور وتر حنفیہ کے نزدیک مستقل نماز ہے تو چھ فطرانوں کا حساب یومیہ بنتا ہے اگر تیس روپے فطرانہ ہے تو یومیہ ایک سو اسی روپے ہو گئے۔ ۱۸۰ روپے کا یہ خدا کا ہر روز مجرم ہے اس نے پانچ نمازیں بمع وتر کے قضاء کی ہیں ہاں اس کو اتنی چھوٹ ہے کہ اگر یہ حساب جانتا ہے تو اس زمانے میں جتنا فطرانہ تھا جس سال کی نماز یہ پڑھ رہا ہے اس حساب سے بھی دے سکتا ہے اس کے بعد جتنا فطرانہ ہے عموماً یہ یاد تو رہتا نہیں ہے اس لئے احتیاطاً جس وقت ادا کرے گا اسی حساب سے دیا جائے گا۔ بالکل اسی طرح زکوٰۃ کا بھی مسئلہ ہے جس کے ذمے میں جو باقی ہے وہ دینا پڑے گا اور زکوٰۃ علی الحساب نہیں ہے کہ اپنی طرف سے حساب لگا کر ۵۰ ہزار یا ایک لاکھ روپے دے دیئے اور ہو گئی اس طرح زکوٰۃ کی ادائیگی ممکن ہی نہیں ہے۔ زکوٰۃ تو پائی پورے کے حساب سے دی جائے گی۔ یہ کوئی اختیاری چیز نہیں ہے دے دی اور نہیں دی تو نہیں دی اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ صاحب مال دے گا جو مال کا مالک ہے اور بالعزم اور نیت کے ساتھ دے گا اور پائی پائی کے حساب سے دے گا کہ بھئی یہ کل سرمایہ ہے اس میں اتنے فوائد ہوئے ہیں اتنا

میرا قرضہ لوگوں پر ہے اس کا بھی آپ کو دینا ہے اور یا اتنا قرضہ میرے اوپر آرہا ہے تو اس سال جو قرضہ ہمارے اوپر واجب الادا ہے وہ اس سال کا قرضہ ہے جو قرضہ دو سال بعد لیا جائے گا اس سال نہیں وہ اس سال نہیں کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ اس سال کا قرضہ نہیں ہے کیونکہ وہ لے نہیں سکتے ہیں آپ اس سے اس لئے نماز اور زکوۃ دونوں کا پورا حساب اور گنتی اور یومیہ پائی پورے کا حساب لگا کر اپنا حساب صاف کرلیا جائے۔

دعائیں

۳۴۲ فرمایا کہ فرض نمازوں کے بعد دعائیں مانگنا بہتر ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دعائیں قبول فرماتے ہیں۔ بالخصوص تین اوقات سحری کا وقت، افطار کی گھڑی اور روزے کی حالت میں جس وقت بھی جو چاہے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی حاجات پریشانیاں اور بندگی پیش کرنا چاہیں اور تین کلمات ہیں جن کا ورد وظیفہ رمضان شریف میں روزے کی حالت میں زیادہ ہو۔

ایک تو لا الہ الا اللہ ۔

دوسرا کلمہ استغفار اور

تیسری دعا، اللھم انک عفوٌ کریم تحب العفو فاعف عنی وانی اسئلک الجنۃ واعوذبک من النار. جو خاص رمضان شریف میں روزے کی حالت میں تلقین کی گئی ہے۔ ان تینوں کلمات کا ورد زبان پر رہنا چاہئے۔ عبدالرحمٰن اوزاعی سے نقل ہے ترمذی میں کہ استغفر اللہ ربی یہ پورا استغفار ہے یا جس کو جو بھی استغفار یاد ہو وہ پڑھے اور اگر سید الاستغفار یاد ہے تو بہت اچھی بات ہے وہ پڑھنا چاہئے۔

گناہوں کی تفصیلات

۳۴۳ فرمایا کہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، زہر سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ جتنا جلد ہو سکے چھوڑ دینا اور توبہ کرنا ضروری ہے۔ بڑے گناہ بھی ہیں جنہیں ہر مسلمان سمجھتا ہے اور بعض ایسے گناہ بھی ہیں جن کی طرف توجہ نہیں ہے لیکن وہ ہیں گناہ۔ ان دونوں سے جان چھڑانا اور آرام حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ وذروا ظاهر الاثم وباطنه. اللہ فرماتے ہیں جو ظاہر یا ہر گناہ ہیں وہ بھی چھوڑ دو اور جو پوشیدہ گناہ ہیں وہ بھی چھوڑ دو۔ بہت سارے ایسے گناہ ہیں جو کسی اور کو پتہ نہیں انسان کو خود پتہ ہیں یہ باطنی معصیت ہے۔ سنت کا اتباع یہ حسنہ اور نیکی ہے اور سنت کا چھوڑ دینا یہ معصیت اور گناہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ بغیر کسی وجہ کے ننگے سر پھرنا یہ بھی معاصی میں سے ہے۔ اہل اللہ اور نیکان زمانہ کی نشانی ہے سر ڈھک لینا، اب تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ نماز بھی ننگے سر پڑھی جاتی ہے۔ دوسرا اس کو یاد دلاتا ہے کہ بھائی ٹوپی سر پر رکھو۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ڈاڑھیاں مونڈھنا ایک خاص شان اور شعار بن گیا ہے۔ نماز بھی ہے روزہ بھی ہے اور توجہ بھی ہے مگر یہ خیال نہیں ہے کہ چہرے کی سنت کیوں ذبح ہو رہی ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہ ڈاڑھی رکھی ہے، ڈاڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے۔

واعف الحاء بڑی ڈاڑھی رکھو اور کٹ الشوارب مونچھیں کم کرو اور

سبحان من زین الوجال بلحاء.

ترجمہ: شکر ہے اس خدا کا جس نے زینت بخشی ہے مردوں کو ڈاڑھی کے ذریعے۔ اور

زین النساء الزوائب
ترجمہ: خواتین کو زینت بخشی ہے مینڈیوں کے ذریعے بڑے بڑے بالوں کے ذریعے۔

خدمت اقدس میں جو وفد آیا تھا ایران سے بالکل آخر وقت میں مرض الوفات سے ایک ہفتہ پہلے۔ ایران سے کچھ لوگ آئے تھے ڈاڑھیاں مونڈھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا کہ یہ ڈاڑھیاں کیوں مونڈھیں ہیں مرد ہو کر تو انہوں نے کہا قحر وماں نے کہا ہے۔ قحر وماں قدیم زمانے میں ایران کے بادشاہ کو کہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قحر وماں پہ خدا کی لعنت ہو، مجھے جس خدا نے نبی بنا کر بھیجا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ ڈاڑھی بڑی رکھو اور مونچھیں کم کرواؤ اور پھر آپ نے ان سے چہرہ انور موڑ لیا ان کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اس لئے علماء لکھتے ہیں کہ جتنی جلد ہو سکے ڈاڑھی مونڈھے توبہ کرلیں اور ڈاڑھی رکھنے کی کوشش کریں اللہ سے دعا مانگیں توفیق مانگیں، پہلی صف میں آنا بھی مناسب نہیں ہے، پہلی صف ڈاڑھی والوں کے لئے چھوڑ دیں جب آپ کی ڈاڑھی آجائے گی پھر پہلی صف میں تشریف لے آئیں کیونکہ شرعاً بھی یہ صبیان کے حکم میں ہے اور یہ اپنی ہمت پہ ہے ہم آزاد ملک میں رہ رہے ہیں اپنے گھر سے کھاتے ہیں کسی کے غلام اور کنیز نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حریت وطن کی نعمت عطا کی ہے۔ بس یہ عہد اور قصہ کافی ہے کہ ہمارے پیغمبر کی سنت ہے اور حکم ہے۔ جن لوگوں نے ہم تک دین پہنچایا ہے وہ ڈاڑھی والے تھے اور دیگر سنتوں کی طرح قابل قدر سنت یہ بھی ہے۔ اس لئے نوجوانوں کو ہمارے بزرگوں کو بہت خیال کرنا چاہئے۔ بعض تو عمر رسیدہ ہوگئے اور اب تک ان کی ڈاڑھیاں نہیں آ رہی ہیں۔ پوتوں اور نواسوں کے ہوگئے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ

معصیت سے طبیعت سیر نہیں ہو رہی اور آخرت کی طرف طبیعت مائل نہیں ہو رہی ہے۔ بڑی عمر کے لوگ تو جلدی توبہ کرلیں تاکہ اوروں کے لئے نمونہ بنیں۔ ایسا نہیں کہ چھوٹے اس لئے گناہ کر رہے ہیں کہ ہم نے بوڑھوں بوڑھوں کو دیکھا ہے بعض نے ڈاڑھیاں تو وہ گنجی پنجی بھائی پوری ڈاڑھی رکھو شان سے ڈاڑھی رکھو، فصل جب چھوٹی ہوتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس میں جانور چراؤ جب زمین سرسبز ہو جاتی ہے تو لہلہا جاتی ہے اس کی حسین بہار سامنے آجاتی ہے۔

ترکِ گناہ کا طریقہ کار

۳۲۳ فرمایا کہ چند اعمال ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مؤمن کے پسندیدہ اعمال میں سے ہیں ایک تو توبہ ہے جب اخلاص قلب سے ہو اور پورے عزم اور جزم کے ساتھ ہو۔ توبہ کہتے ہیں گناہ چھوڑنے کو اور نہ کرنے کے ارادے کو امام غزالی رحمہ اللہ نے احیائے علوم الدین میں کہا ہے کہ توبہ کے تین عناصر ہیں:

ایک تو الترک حال ، فوراً گناہ چھوڑنا جس گناہ میں جو شخص مبتلا ہے اسے فوراً چھوڑ دے۔

والندم علی ما مضا ، گزرے ہوئے احوال پر گناہ پر شرمندہ ہونا، نادم ہونا، پچھتانا، افسوس کرنا اپنے نفس کو ملامت کرنا۔

وعدم الارتکاب فی ما عطا اور آئندہ نہ کرنے کا پورا عزم اور جزم کرنا جب یہ تین عناصر جمع ہو جائیں تو اس سے شرعی توبہ بن جاتی ہے۔

وتوبوا الی اللہ جمیعاً. اللہ فرماتے ہیں مسلمانو! سب توبہ کرو اور حدیث میں ہے کہ شیطان نے جب کہا کہ میں ان کو بہکاؤں گا، ورغلاؤں گا اور گمراہ کروں گا تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کے لئے توبہ پیدا کی ہے

جب یہ توبہ کریں گے تو ہر قسم کا گناہ ان کا معاف ہو جائے گا۔ کفر اور شرک کے علاوہ تمام اعمال بد معاف ہو جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ کفر اور شرک سے بھی جب توبہ کی جائے یعنی انہیں چھوڑ دیا جائے اور اسلام اختیار کر لیا جائے تو وہ بھی معاف ہو گئے۔ سو سال کا کافر ایک توبہ سے جب وہ کفر سے توبہ کر لے اللہ اسے بری الذمہ کر دیتا ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ توبہ کے بعد مؤمن اللہ تعالیٰ کے یہاں مجرم نہیں معزز سمجھا جاتا ہے۔

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ

جس نے گناہوں سے توبہ کی وہ ایسے ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔

اور جس نے دل سے توبہ کی فکانہٗ ولدت امہ لأن وفی روایت الیوم۔

جیسے آج اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے، پاک صاف دھلا دھلایا۔ اسی لئے علماء کہتے ہیں کہ کسی کو گناہ اور معصیت کا طعنہ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس کی توبہ حق تعالیٰ کے یہاں قبول ہو چکی ہو، اللہ نے اسے معاف فرمایا ہو اور آپ اسے بدستور مطعون کر رہے ہیں، کہتے ہیں کہ توبہ کی قبولیت کی بھی تین نشانیاں ہیں:

۱۔ اس گناہ سے ہمیشہ کے لئے نفرت ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا تذکرہ برداشت نہیں کر سکتا۔

۲۔ نیکیوں کی طرف رغبت بڑھ جاتی ہے۔ اور

۳۔ حق تعالیٰ سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

اس لئے صوفیائے کرام کے نزدیک توبہ کے بعد ایک مؤمن کا مقام پہلے سے بڑھ کر ہے توبہ چھوٹے گناہ سے بھی اور بڑے گناہ سے بھی بہت ضروری ہے، کسی بھی گناہ پر اسرار اور یہ سمجھنا کہ بعد میں چھوڑ دوں گا یہ زیادتی ہے۔

حافظ ابن تیمیہ نے کتاب الحج میں لکھا ہے کہ یہ بھی بدترین بدنصیبی میں سے ہے کہ ایک شخص گناہ کرے اور خیال کرے کہ معاف ہو جائے گا، آپ کو کیا پتہ ہے معاف نہ ہو پھر کہاں جاؤ گے اس لئے،

لا یغفرنک بربک الکریم

اس سے کبھی بھی دھوکے میں نہ آئے کہ حق تعالیٰ معاف فرمادیں گے، وہ تو بہت شدید گرفت کرنے والے ہیں۔ مؤاخذہ فرمانے والے ہیں ہاں جو بے خیالی میں بے ارادہ جہالت میں سرزد ہوئے ہیں ان کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے معاف فرمائیں گے۔

اسلام کا کامل نظام

۳۴۵ فرمایا کہ اسلام میں چونکہ ایک کامل نظام ہے اس لئے ایمان کی حفاظت کے لئے اعمال کو مقرر فرمایا ہے۔ یہ اعمال جتنے ہیں ان کی مضبوطی ایمان کو پہنچتی ہے اس لئے،

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات۔

والذین امنوا وعملوا الصالحات۔

ایمان کے ساتھ اللہ نیک اعمال کا ذکر کرتے ہیں جیسے ایک تخم زمین میں ڈالا جاتا ہے بیج ڈالا جاتا ہے اور پھر اس کی نشوونما کے لئے کھاد پانی اور مختلف خس وخاشاک کا وہاں سے ہٹانا دیکھ بھال کرنا یہ ضروری ہے۔ اس لئے ایمان کے لئے نیک اور طیب اعمال جو شریعت میں پسندیدہ ہوں وہ کر لینا ضروری ہیں۔ جس طرح نیک اعمال سے ایمان کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح برے اعمال سے ایمان کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے درجات گھٹتے ہیں، اس کی کیفیات مضمحل ہوتی ہیں، اس کی صفات متاثر ہوتی ہیں تو نیک اعمال کی مؤمن کو سخت ضرورت

ہے ایمان کے تحفظ اور غذا اور اسے قوت باہم پہنچانے کے لئے اور برے اعمال سے سخت پرہیز کی ضرورت ہے کیونکہ اس سے ایمان متاثر ہوتا ہے۔ اس میں ضعف واقع ہوتا ہے، کمزوری آ جاتی ہے، جو اس کی دین و دنیا اور آخرت کے لئے مضر ہے۔ کچھ اعمال ایسے ہیں جیسے برے اعمال فرائض ان کی حفاظت کے لئے واجبات ہیں۔ واجب کے تحفظ کے لئے سنن مؤکدہ ہیں، سنت مؤکدات کی حفاظت کے لئے سنن زوائد ہیں، جیسے عصر سے پہلے دو یا چار یا عشاء سے پہلے دو یا چار یہ سنن زوائد ہیں۔ سنن زوائد کی حفاظت کے لئے نوافل ہیں۔ نوافل جب زیادہ ہوں گے تو سنتیں مضبوط ہوں گی۔ سنن جب مضبوط ہوں گے تو واجبات مضبوط ہوں گے، جب واجب مستحکم ہوں تو فرائض قوی تر پائے جاتے ہیں۔ شریعت مقدسہ نے وہ اعمال بھی بتائے ہیں کہ یہ پسندیدہ ہیں۔ جیسے مسجد میں آنا ادب کے ساتھ دائیں پاؤں کو آگے رکھنا **اللھم افتح لی ابواب رحمتک** پڑھنا، اب آتو سب رہے ہیں لیکن اس آنے کو جاندار بنایا ہے کچھ پابندیوں کے ساتھ کہ ایک مؤمن کی حیثیت سے جب مسجد کے دروازے پر پہنچے اور مسجد میں داخل ہونے لگے تو دائیں اور بائیں کا فرق کرلے، ایسا نہیں کہ جیسے بھی داخل ہوجائے نہیں، شریعت نے پسندیدگی ظاہر کی کہ،

فلیبداء بلیمناء آپ دائیں پاؤں کو آگے رکھیں

ثم یقول اللھم افتح لی ابواب رحمتک.

اب جب مسجد میں داخل ہوئے تو اگر موقع ہے تو سنن اور نوافل پڑھیں ورنہ فرائض کا انتظار کرلیں، مسجد میں نماز صفوں کی شکل میں ہوتی ہے دائیں اور بائیں صفیں بننا شروع ہوجائیں لوگ صفوں میں بیٹھ جائیں تا کہ کھڑے ہوکر مطلوبہ نماز ان کو پڑھائی جائے۔ مسجد میں داخلہ اور پھر مسجد سے نکلنا کہ بائیں

پیر کو آگے کریں اور،

اللھم انی اسئلک من فضلک یہ دعا پڑھی جائے۔

یہ تو ہے اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ مثلاً مسجد کے اگر دو دروازے ہیں تو ایسا تو ہو کہ ایک طرف سے داخل ہو کر دوسری طرف سے نکلے جسے کہتے ہیں مسجد کو راستہ بنانا، عام طور پر اچھے بھلے لوگ جو بظاہر دیندار نظر آتے ہیں ڈاڑھیاں بھی ہیں سروں پر پگڑیاں بھی رکھی ہیں لیکن وہ بھی اس میں غیر محتاط ہیں۔ مسجد کوئی عام جگہ نہیں ہے خانہ خدا ہے اس کے آداب اور احترام نرالے ہیں۔ سنن ابن ماجہ کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۵ خصلتیں بیان فرمائیں کہ یہ مسجد میں نہ ہوں۔

چھرا چاقو مت لے کر آؤ۔

بدبودار چیز نہ لے جاؤ۔

پیاز لہسن بھی نہ لے جاؤ اور نہ ہی کھا کر جاؤ۔

ایسی تفصیلات بیان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ولا یتخذوا المسجد مامرّہ

اور مسجد کو گزرگاہ بھی نہ بنایا جائے۔

ایک طرف سے جانے والے اگر باہر جا رہے ہیں تو ٹھیک ہے اور اگر وضو کرنے جا رہے ہیں تو نیچے راستے سے جائیں مسجد کو راستہ بنانا جرم ہے، گناہ ہے۔ اس سے بھی سخت پرہیز کی ضرورت ہے۔ مسجد کا احترام یہ عبادت کے سکون اور راحت کا باعث ہے اور مسجد کے مطلوبہ احترام اور آداب میں کمی یہ عبادت کی لذت سلب ہونے کی نشانی ہے۔

عبادات کی تفصیلات

۳۴ فرمایا کہ،

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یھدی اللہ بک رجلاً خیر لک من حمر نعم. (رواہ البخاری ومسلم)

جس طرح ایک انسان کا بھلا کرنا اسے رزق پہنچانا، کپڑا دینا، مالی تعاون کرنا، ایک صاحب توفیق مسلمان کا فرض ہے، جس مسلمان کو اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے اس پر اللہ کی طرف سے یہ ذمہ داری عائد ہے کہ وہ بے سروسامان مسلمانوں کی امداد کرے۔ انہیں کھانے کے لئے رزق دے پہننے کے لئے کپڑا دے، دیگر پریشانیوں اور مشکلات کے لئے ان کو مدادا پہنچائے۔ اگر صاحب توفیق لوگ مالدار افراد اس معاملے میں غفلت کریں تو حق تعالیٰ کے یہاں ان کی گرفت ہوگی۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یقیناً صحیح حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مجھے بھوک لگی تھی تم کو پتہ تھا اور تم نے مجھے کھانا نہیں دیا، مجھے پیاس لگی تھی تجھے معلوم تھا اگر تم نے مجھے پانی نہیں دیا تھا، میں بیمار تھا اور آپ نے میری تیمارداری نہیں کی تھی۔ یہ شخص بڑا حیران ہوگا حق تعالیٰ سے کہے گا آپ تو رب العالمین ہیں آپ کب بھوکے رہ سکتے ہیں، پیاسے رہ سکتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے کہ ایک مسلمان جو بھوک کی حالت میں تھا میں نے اسے محتاج بنایا تھا اور وہ انسان جو پیاس اور کپڑا نہ ہونے کی کیفیت میں تھا میں نے اسے ایسا بنایا تھا اور تم نے اس کی دیکھ بھال نہیں کی ایسا سمجھو جیسے تم نے میرا خیال نہیں رکھا۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ توفیق والے مسلمان بے توفیق والوں کی حاجت برائی کریں، ان کی امداد کریں، انہیں آرام پہنچائیں۔ شریعت نے اس لئے زکوٰۃ مالداروں پر

فرض فرمائی۔

تؤخذوا من اغنیائھم وتردد علی فقرائھم.

مالداروں سے لی جائے اور فقراء کو دی جائے۔

فطرہ مقرر ہوا ہے کہ عید پڑھنے سے پہلے پہلے مسلمان غریب مسکینوں کا ہاتھ بٹائیں اور بہت سارے مسائل ایسے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ،

"جو کسی کو ایک بوند شربت سے روزہ افطار کرائے یا وہ کھجور سے اس کا روزہ افطار کرائے قیامت کے دن وہ جو حوض کوثر سے اس کو پلایا جائے گا "لم یظمأ بعدہٗ ابداً" اس کے بعد بھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔

یہ دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہے کہ جن میں توفیق دی ہے وہ بے توفیقوں کا خیال رکھیں اس لئے خاص کر رمضان شریف کو شہر المواسات کہا ہے۔ غمخواری کا مہینہ، ایک دوسرے کے غم اور درد میں شریک ہونے کا مہینہ، ان کی پریشانی اور ان کا دکھ درد دور کرنے کا مہینہ، جس طرح یہ ایک ضرورت ہے اس طرح اس سے بڑھ کر ایک ضرورت ہے کہ مسلمان کے عقیدے کی اصلاح کی جائے کہ وہ مشرکانہ عقائد سے باز آجائے، ایک مسلمان کے اعمال ہیں بدعات ان میں مل گئی ہے، رسوم کا شکار ہے، گندی عادات کا شکار ہے، اسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مقدسہ سے آگاہ کرنا یہ بہت ضروری ہے۔ یہ کبھی مت سوچیں کہ فائدہ نہیں ہوگا، جیسے ایک شخص آگ میں جل رہا ہو اور شور مچائے کہ ہو ہو آگ ہے کپڑے جل جائیں گے تو جل سکتا ہے یقیناً وہ بیدار ہو کر آگ سے بچے گا اس طرح جو عقیدے کی خرابی میں مبتلا ہے مشرکانہ عادات ہیں یا عملی بدعات کا شکار ہے جب آپ اسے صحیح عقیدہ توحید کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ذکر کریں گے اسے فائدہ ضرور ہوگا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور ایک روایت ابن مسعود

کی نقل کی ہے کہ "آگ لگی ہوئی ہے دنیا جل رہی ہے اسے تو پہنچتے ہو بجھانے کے لئے اور یہاں عقیدے کو آگ لگی ہے اور شرک ہو رہا ہے اور عملی دنیا کو آگ لگی ہے، بدعات ہو رہی ہیں اسے پوچھتے ہی نہیں ہو۔" ضرور کہہ دینا چاہئے کوشش کرلینی چاہئے۔

من رایٰ منکم منکراً فلیغیرہُ بیدہٖ

جن کی طاقت ہے وہ طاقت سے روکیں۔

فان لم یستطع فبلسانہ

یہ نہیں تو پھر زبان سے منع کریں۔

فان لم یستطع فبقلبہ

یہ بھی نہیں ہوسکتا تو دل سے کنارہ کش ہوجائیں نفرت کرلیں اس فعل سے برے عقیدے سے۔

وذالک اضعف الایمان

یہ بہت ہی کمزور درجہ ہے ایمان کا۔

اتباعِ سنت کی برکات

۳۲۷ فرمایا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی فجر میں پہلی رکعت میں الم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ دھر پڑھتے تھے اس لئے باتفاق ائمہ دین یہ سنت ہے کہ جمعے کی فجر میں سورۃ الم سجدہ اور سورۃ دھر پڑھی جائے۔ یہ تقریباً دونوں ملا کر ۵ رکوع بنتے ہیں کل ملا کر ۶۱ آیتیں بنتی ہیں جہاں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت وہ ۶۰، ۶۱ اور ۶۵ آیات ہوتی تھیں فجر میں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۴۰۰ سال میں کتنا فرق آیا ہے۔ ہماری فقہ میں لکھا ہے کہ فجر میں ۶۰ اور ۱۰۰ آیتیں پڑھی جائیں۔ ۴۰ مزید کی بھی گنجائش

ہے اس لئے طوال مفصل پڑھی جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو پہلی رکعت میں سورہ کہف اور دوسری رکعت میں سورۃ یوسف پڑھا کرتے تھے۔ نزول قرآن کے اعتبار سے کہف پہلے ہے اور سورہ یوسف بعد میں ہے۔ کیونکہ حضرت عمر کو نزول کا پتہ تھا اس لئے ان کو اجازت تھی کہ ایسے پڑھیں اور کبھی پہلی رکعت میں سورہ مریم اور دوسری رکعت میں پوری سورۃ طٰہٰ۔ لوگوں کے لحاظ میں سنن ہمیشہ ترک کرنا یہ دین کا تقاضا نہیں ہے۔ لوگوں کو سنت کے مطابق بنانا ہے، لوگ مسجد میں اس لئے جاتے ہیں کہ وہ پورے دین پر عمل کرلیں کہیں کوئی بیمار ہو، کوئی عذر ہوا، رات بھر لوگ بیٹھے رہے یا کوئی سفر ہوا اور آپ نے مختصر نماز پڑھائی ٹھیک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں فجر میں ابوداؤد میں قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس ثابت ہے لیکن ایک مغرب آپ کی ایسی ہے جس میں سورہ اعراف پڑھی گئی ہے سفر میں اس سے پتہ چلتا ہے کہ سفر سفر میں فرق ہے، کبھی سفر پریشانی اور مصیبت کا ہوتا ہے، اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا دشوار تو فجر بھی معوذتین سے پڑھائی اور کبھی سفر اتنا آرام اور راحت کا ہے کہ اس میں سورۃ اعراف پڑھی جارہی ہے۔ تو ۶۰، ۶۵ آیات سے لے کر ۱۰۰ آیات تک۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے مطابق فجر کی قرآت ہے اور اگر حساب لگایا جائے تو کراچی کی چند مساجد میں اس پر عمل ہوتا ہوگا۔ نماز میں وقت لگنا یہ ایسا ہے کہ جیسے آدمی جنت الفردوس خریدنے کے لئے انتظار کررہا ہو۔ وقت تو ویسے ہی لگتا ہے اگر یہ وقت اللہ کے ذکر و تسبیح اور کلام کو پڑھنے اور سننے میں صرف ہوجائے تو ایسا وقت شاید ہی زندگی میں کوئی اور ہو، وقت کو بیش بہا بنانے کا طریقہ ہے۔ نفس کو دین کے مطابق ڈھالنا یہ عبادت ہے نہ کہ دین کو نفس کے مطابق کیا جائے۔ شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید حسین

صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگرد جوان سے حدیث پڑھ کر دیوبند سے
رخصت ہوجاتے تھے اور پھر کبھی ملاقات کے لئے آتے تو حضرت ان سے
دریافت فرماتے کہ امامت کرتے ہو جب وہ کہتے کہ جی حضرت امامت کرتا
ہوں تو دوسرا سوال یہ ہوتا تھا کہ جمعے کی فجر میں کون سی سورتیں پڑھتے ہو جہاں
اس سے کسی اور سورۃ کا نام لیا اور سورہ الم سجدہ اور دھر کا نہیں حضرت شیخ الاسلام
لاحول پڑھتے تھے اناللہ کہتے تھے، فرماتے تھے کہ عالم ہوکر دیوبند سے پڑھ کر
گئے ہیں اور سنت پر عمل نہیں کرتے۔ حضرت مدنی دیوبند میں جمعے کے وقت
جب امام آگے ہوتا تھا تو پوچھتے تھے کہ الم سجدہ اور دھر پڑھو گے کہ نہیں اگر وہ
عذر کرتا تو حضرت خود آگے ہوجاتے کہ میں خود پڑھتا ہوں۔ ہمارے اکابر اور
بزرگوں کو سنتوں کا اتنا لحاظ تھا۔ آخرت میں بھی سنت کی ادائیگی کا لحاظ ضروری
ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جیسے عظیم سیاسی فاتح تھے اس سے بڑھ کر
وہ مفسر، محدث اور فقیہ اور اسلام کے عظیم مفتی تھے۔ انہیں باقاعدہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کی یومیہ قرأت یاد تھیں مثلاً منگل کے دن فجر میں فلاں مہینے میں
کون سی سورتیں پڑھیں، جب کبھی سفر میں بھی آگے کئے جاتے تو شروع
کرلیتے تھے۔ ہمارے علماء اور مشائخ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
عقیدت اور محبت کی ایسی سرحدیں قائم فرمائی ہیں۔ بہرحال جب ایسے مواقع
نصیب ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

مُردوں کے حقوق

۳۴۸ فرمایا کہ جس طرح زندوں کے حقوق ہوتے ہیں اسی طرح مرحومین کے بھی
حقوق ہوتے ہیں، مردوں کو برائی کے ساتھ یاد کرنا منع ہے۔ حدیث میں ہے کہ

اذکروا محاسن موتاکم

اپنے مردوں کو بھلائی کے ساتھ یاد کرو۔

کوئی اچھی عادت تھی وہ بیان کرو، کوئی اچھی بات کہی ہے اچھا عمل کیا ہے اس کا
ذکر کرو۔

وکفوا عن مساویھم

اور ان کی برائیوں سے زبان بند کرلو منہ بند رکھو۔

ایک حدیث میں ہے کہ وہ تو اپنے مقام پر پہنچ چکا ہے اب تمہاری برائی کا کیا
فائدہ اور ایک روایت میں ہے کہ زندے سے زیادہ غلیظ تو مردے کا گوشت
کھاتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں پہنچ چکے ہیں اور تم ابھی تک برائی کررہے ہو۔
حضرت امام شافعی سے کسی نے حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کی برائی کرنا چاہا
تو امام شافعی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

رجلاً جعلَ خیمۃً فی الجنہ

وہ تو جنت میں خیمہ گاڑھ چکے ہیں تم کون ہوتے ہو ان کا خون چوسنے والے۔

انسانوں کی جو بد خصلتیں ہیں جس طرح ان سے زندہ بے چین ہوتے ہیں اسی
طرح ان سے مردوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ نالائق بیٹا اپنے باپ کو برا یاد کررہا
ہے کہ یہ نہیں چھوڑا یہ نہیں کیا، خراب لڑکی ہے ماں کی برائی کررہی ہے۔ بدچلن
قسم کے بچے ہیں اپنے بڑوں کو مرنے کے بعد برائی سے یاد کررہے ہیں اب تو
ان کی بھلائی بیان کرو کہ بہت اچھے تھے اللہ تعالیٰ ان کی کوتاہیاں درگزر
فرمائے۔ حدیث میں تو ہے کہ:

"بہترین اور تابعدار اولاد وہ ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں
سے بہترین برتاؤ کرے۔"

اس سے باقاعدہ ان کو روحانی خوشی ہوتی ہے۔ میرے والد کی ایک بہت ہی

غریب قسم کے آدمی سے بڑی پرانی دوستی تھی۔ میں جب بھی جاتا تھا باقاعدہ ان سے ملاقات کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں عجلت کے ساتھ واپس ہوا اور ان سے نہیں ملا۔ واپس پہنچا تو میں نے خواب دیکھا کہ والد صاحب نے مجھے کہا اگر تم ان سے ملنے نہیں آتے ہو تو آئندہ ادھر نہ آنا۔ اس قدر ناراض ہوئے چنانچہ فجر میں نے یہاں پڑھائی اور مصلے سے سیدھا اسٹیشن نکل گیا گھر نہیں گیا اور وہاں جا کر ان سے ملا مقدور بھر جو اللہ نے توفیق دی ہے ان کو تحائف پیش کئے اور نہ آنے پر معافی مانگی جب واپس آیا تو دوسرا خواب دیکھا کہ والد صاحب بہت خوش ہیں اور ہنس رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ چلو اب بھی اچھا ہو گیا۔

مؤثر ترین اعمالُ

۳۳۹ فرمایا کہ حق تعالیٰ کے یہاں تین چیزیں مؤثر ہوتی ہیں:

ایک کلمات، دوسری عاملین اور تیسری استقامت۔

کلمہ جیسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک کلمہ ہے۔ آیۃ الکرسی ایک ورد وظیفہ ہے۔ سورت اخلاص ایک کامل کلام ہے۔ اس کا تعلق پڑھنے والے سے بھی ہے کہ پڑھ کون رہا ہے۔ وہ جس قدر عامل ہوگا باکردار ہوگا حق تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ شخصیت ہوگی، اسی قدر کلام مؤثر ہوگا اور منتج ہوگا۔ تیسری چیز ہے نیکی کے کام پر مداومت اور استقامت، صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جمیع طاقت اور توانائی اعمال میں استقامت سے آتی ہے۔ استقامت اس کو کہتے ہیں کہ ایک کام کو ایک سلیقے اور طریقے سے پوری توجہ کے ساتھ ہمیشہ انجام دیا جائے۔ صحیح بخاری میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ،

احب الاعمال عند اللہ ما دیم علیہ وان قلّ۔

حق تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ عمل ہمیشگی کا ہے اگرچہ تھوڑا کیوں نہ ہو۔

یعنی ایک مختصر وظیفہ ہے چھوٹا سا ورد ہے مگر ایک شخص نے پکڑے رکھا ہے، بزرگانِ دین میں ایسے بھی گزرے ہیں جو بسم اللہ سے سارا کام کراتے تھے۔ ہواؤں میں اڑتے تھے پہاڑوں کو ہٹاتے تھے۔ بڑی مشکل سے اللہ تعالیٰ ان کا کام کر دیتے تھے وجہ یہ تھی کہ بسم اللہ ان کا پکا وظیفہ تھا۔

شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ اخلاص کا وظیفہ انکا بڑا مشہور تھا۔ بہت سارے عاملین اور کاملین آیۃ الکرسی کے بڑے پکے عامل ہوتے ہیں، اس کے لئے کسی جنگل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ عام معمول کے مطابق یہ کلمات پڑھے جاتے ہیں مثلاً ہر خیر اور نیکی کا کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک شخص ایسا ہے کہ کوئی بھی کام وہ بسم اللہ کے بغیر شروع نہیں کرتا، بھول چوک بھی اللہ نے اس کی ختم کی ہے یہ اسے استقامت حاصل ہوگئی۔ شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے کوئی چیز چکھی بغیر بسم اللہ کے ۳۰ سال تک اس پر شرمندہ رہے کہ مقامات میں فرق آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں درجہ نیچے ہو گیا۔ خیر کے کام جتنے ہیں نیکی کے کام ان میں بسم اللہ پڑھیں جو نا پسندیدہ برے کام ہیں ان میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ اگرچہ بسم اللہ ہر عمل کا مختلف ہے کھانے کی بسم اللہ کپڑے پہننے کا الحمد للہ الذی کسانی هذا من غیر حول منی ولا قوۃ۔ سوتے وقت اور کلمات ہیں بسمک اموت واحیاء۔ جاگتے وقت اور کلمات ہیں الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ بیوی سے ملنے کے اور کلمات ہیں اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا۔ طہارت خانے جاتے وقت اور کلمات ہیں اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یا اعوذ باللہ

من الخبث والخبائث. باہر نکلتے وقت علیحدہ ہیں، بہا غفرانک. جانور ذبح کرتے وقت اور ہیں۔ بسم اللہ اللہ اکبر. روزہ کھولتے وقت اور ہیں اللھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت. ہر عمل کی بسم اللہ الگ ہے اور وہ اسی حکم میں ہے نماز جب ہم شروع کرتے ہیں تو اللہ اکبر سے شروع ہوجاتی ہے۔ دعا جب شروع کرتے ہیں تو الحمد سے شروع ہوجاتی ہے۔ یہ تمام کے تمام مقامات بسم اللہ ہیں۔ شارع علیہ السلام نے خود رہنمائی فرمائی ہے۔

جب ایک آدمی اس مقام پر پہنچے کہ تمام امور میں بسم اللہ یا اس کلمے کا اہتمام کیا ہے جو شریعت نے مقرر کیا ہے بس یہ آثار ولایت کے ہیں۔ بزرگانِ دین کے یہاں اس کو درجۂ احسان کہتے ہیں کہ شریعت نے جیسا کیا ہے ویسا ہو رہا ہے اس کے خلاف نہیں ہو رہا مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ بیعت تو شاہ اسحاق دہلوی سے ہوگیا تھا لیکن زمانہ بہت گزرا ہے میری خواہش ہے کہ حضرت والا سے دوبارہ بیعت کرلوں۔ حضرت شاہ اسحٰق سے تعلق کی وجہ سے یہ فائدہ ہوا کہ مجھے یہ تمام کلمات یاد رہتے ہیں اور بھول بسر نہیں ہوتا تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ آپ کو درجہ احسان حاصل ہوچکا ہے اور جسے درجۂ احسان کا حاصل ہو وہ طریقت کے مرحلوں میں الجھے یہ گناہ کبیرہ ہے۔ مزید کسی کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے کی اجازت نہیں ہے۔ ساری کوششیں اس لئے ہیں کہ آدمی کلمات دین کا پابند ہوجائے اور جو اوراد اور وظائف مقررات ہیں ان کے خلاف نہ ہو۔ کلمہ کا اثر، پڑھنے والے کا اثر اور مداومت کا اثر تینوں اثرات جب جمع ہوجاتے ہیں تو قبولیت کی حسین عمارت کھڑی ہوجاتی ہے۔

علماء کرام کے درمیان فرق

۳۵۰ فرمایا کہ ایک بار دسترخوان پر ہمارے کچھ علمائے کرام اور بزرگ حضرات مہمان تھے تو وہاں موجود ایک آدمی نے میرے بارے میں کہا کہ مولانا صاحب خادموں کو بہت ڈانٹتے ہیں اور بُرا بھلا کہتے ہیں تو کیا آپ بھی اسی طرح ہیں تو ان میں سے ایک بزرگ عالم نے جواب دیا کہ نہیں ہم ایسے نہیں ہیں ہم تو اسے بہت بُرا سمجھتے ہیں اور خادموں کو کچھ نہیں کہنا چاہئے۔ جب یہ بات ختم ہوگئی اور مسئلہ تھوڑا ٹھنڈا پڑ آ تو میں نے کہا کہ دراصل عالم دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ کہ جن کے علم سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ان کا علم صرف ان کے گھر بلکہ ان کے کمرے تک محدود ہے۔ ان کے گھر والے بھی ان کے علم سے بے خبر ہیں۔ اس قسم کے علماء کو کبھی بھی کسی کو کوئی بات کہنے کا حق نہیں اور نہ ہی یہ کسی کو تنبیہ کرسکتے ہیں اور دوسرے وہ علماء ہیں کہ جن کے علم سے ایک جہاں فیضیاب ہو رہا ہے اور لاکھوں افراد کی ہدایت اور عقائد کی درستگی ان سے وابستہ ہے، ان علماء کو پورا حق ہے کہ جب چاہیں جیسے چاہیں اپنے ماتحتوں اور خدام کو تنبیہ کرسکتے ہیں اور ان کی غلطیوں پر انہیں ڈانٹ سکتے ہیں میری یہ بات سن کر ایک دم وہاں خاموشی طاری ہوگئی اور سب ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت

۳۵۱ ایک روز نماز فجر کے بعد حضرت شیخ نے مختصر بیان فرمایا اور اس میں ایک بہت اہم بات ارشاد فرمائی اور وہ یہ کہ:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی وجوہات تین ہوسکتی ہیں:

۱۔عبادت ۲۔محل عبادت ۳۔کیفِ عبادت

یاد رہے یہ تینوں باتیں رحمتِ خداوندی کا سبب ہیں اور حدیث پاک میں بھی آیا ہے کہ فرشتے بندے کے لئے تین طرح دعا کرتے ہیں۔

اللّٰهم اغفره والرحمهٗ وتب الیه

یعنی اے اللہ اس کی مغفرت فرما اس پر رحم فرما اور اس کی توبہ قبول فرما۔

بیمار اور صحت مند کا فرق

۳۵۲ فرمایا کہ ہمارے استاذ حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب تشریف لائے تھے افریقہ سے جب میری ٹانگ ٹوٹ گئی تھی اسی سال دورۂ حدیث شروع ہوا تھا تو حضرت میری عیادت کے لئے تشریف لائے عالم کا کلام بھی عالمانہ ہوتا ہے۔ حضرت نے جب دیکھا کہ تمام درسیات جاری ہیں اور بخاری ترمذی ٹانگ ٹوٹ جانے کے بعد بھی میں خود پڑھاتا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ آخر یہ بات بھی سمجھنی چاہئے کہ بیمار اور صحت مند کسے کہتے ہیں۔ بیماری کے باوجود تمام کام وقت پر ہورہے ہیں، بخاری اور ترمذی کے درس جاری ہیں اس سے زیادہ صحت مند کون ہوسکتا ہے اور جتنا صحت مند ہے کسی کام کا نہیں سارا دن سوتا رہتا ہے گھومتا پھرتا ہے دین کا کوئی کام نہیں کرتا اس سے زیادہ بیمار کون ہوسکتا ہے۔

بوقتِ وصال بزرگانِ دین کا طرزِ عمل

۳۵۳ فرمایا کہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی حافظ الحدیث کی عمر ۱۰۸ سال کی تھی جب آخری وقت آیا تو ڈاکٹروں نے دیکھا کہ حضرت کا دل بند ہورہا ہے تو مولانا نے فرمایا کہ ''کیا'' میرا دل کیسے بند ہوسکتا ہے میں اب بھی بخاری کی

حدیث پڑھ سکتا ہوں اور حضرت نے سند کے ساتھ احادیث پڑھنا شروع کردیں۔ ایک حدیث پڑھی دوسری حدیث پڑھی جب تیسری حدیث پڑھ رہے تھے تو حضرت کے ہونٹ لڑکھڑانے لگے اور ہمارے استاد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب آخر میں بالکل مفلوج ہوگئے تھے لیکن جب بھی ہم کسی فقہی مسئلے پر بحث کرتے تھے تو حضرت پورے بسط کے ساتھ اس پر بحث فرماتے تھے اور باقاعدہ کتابوں کے حوالے دیا کرتے تھے۔

عیدِ میلادالنبی کی شرعی حیثیت

۳۵۴ ربیع الاول کا مہینہ ہے بدعتیوں نے یلغار کیا ہوا ہے دنیا کا وہ کون سا مسلمان ہوگا جو کلمہ پڑھے گا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت کی تشریف آوری پر وہ خوش نہ ہوگا اور حضرت کے دنیا سے وصال پر اسے رنج نہ ہو اور صدمہ نہ ہو ایسا کون ہوگا؟ ایک گنہگار فاسق فاجر امتی وہ بھی اپنے پیغمبر کے مقام اور مرتبے کا دل سے شیدائی ہوتا ہے قدردان ہوتا ہے اور کون یہ نہیں جانتا کہ یہ دنیا مکمل تاریک تھی، ظلمت تھی، بری طرح اندھیرا تھا، کچھ نظر نہیں آرہا تھا ہر قسم کا ماحول پیغمبر کی آمد سے سیدھا ہوگیا، توحید کے ڈنکے بج گئے، قرآن ایک ماحول ان کا ذکر کرتا ہے۔

افرأیتم اللات والعزیٰ ومنات الثالثة الاخریٰ الکم الذکر وله الانثیٰ تلک اذاً قسمة ضیزیٰ.

ان لوگوں کو تم اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہو۔ خدا کی اولاد پر تہمت اور پھر بیٹیاں بنانا خود تو بیٹیوں سے خفا ہوتے ہو۔ بارگاہِ الٰہی میں کیسے منسوب کرتے ہو۔ کتنی ناکارہ بات تھی۔

اب لات منات عزہ یہ سب کے سب اولیائے کرام کے نام ہیں اس زمانے

اگر یہ بغیر توبہ کے مرے تو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہوں گے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کائنات کے اندر صرف روئے زمین کے لئے نہیں بلکہ اہلسنت والجماعت ہمارا عقیدہ ہے کہ ساتوں آسمان تک آپ کی سلطنت نبوت کا نظام نافذ ہے اور یہی حکمت تھی کہ حضرت کو سبع سمٰوات پر معراج اور اسراء میں لے کر گئے تا کہ اپنے قلم رو کو دیکھ لیں آپ اور حضرت جیسے جن وانس کے نبی ہیں ویسے ملائک کے بھی پیغمبر ہیں اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے بھی آپ ہی رسول اور نبی ہیں۔

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ اپنے منظومہ میں فرماتے ہیں:

سوال یہ ہے کہ کیا کسی برکت پر یا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی پر خوش ہونے کا طریقہ اور اس خوشی کا اظہار اسلام نے نہیں بتایا ایسے ہی چھوڑ دیا ہے کہ برنس روڈ کے بدعتی اور طرح میلاد کر رہے ہیں، پنجاب کے بدعتی اور طرز کا میلاد منا رہے ہیں اور دیہات کے بدعتی اور طرز کا میلاد کر رہے ہیں کیا یہ راہنما اصول شریعت میں نہیں ہیں کم از کم انہیں اس پر تو غور کرنا چاہئے۔ اور عربستان میں اور طرح میلاد کرتے ہیں۔ وہاں پر عجیب وغریب میلاد ہے مدینہ منورہ میں بہترین محل کے نیچے دو خوبصورت بڑے گدھے باندھے تھے جب بھی ہم گزرتے صفائی ہو رہی ہوتی تھی۔ دانہ رکھا ہوا ہے تازہ گھاس اور پانی موجود تھا۔ ہم نے سوچا کہ یا رب مدینہ منورہ میں ایک بہترین محل کے نیچے یہ دو گدھے بندھے ہوئے ہیں ایک دن میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ آج بیٹھتا ہوں اور پتہ تو کروں کہ کس لئے بندھے ہوئے ہیں۔ ہم بیٹھے رہے وہاں اچانک نوکر آیا کھولنے لگا۔ میں نے کہا شیخ عیش هذا تو بولا: "هذا للميلاد" یہ عید میلاد النبی کے لئے پالے ہیں۔

"نركب عليها نروح الى المكة وهم يركبون عليها وهم يروح

عندنا الى المدينه هذا ميلادنا۔"

وہ جو حلیمہ سعدیہ سواری پر آئی تھیں بچوں کو لینے کے لئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملے تھے تو یہی سواری تھی اس میں تو مجھے کہتے ہیں یہ ہمارا میلاد ہے کہ ہم یہاں سے اس پر بیٹھتے ہیں مکہ جائیں گے اور مکہ والے بیٹھ کر مدینہ آئیں گے۔ میں نے کہا پاکستان کے بریلویوں کو گدھے پر بٹھانا چاہئے۔ ان سے اصل میلاد تو گم ہو چکا ہے، جو عربستان میں ہو رہا ہے۔ ان میں اتنا ہوش تو باقی ہے کہ حضرت حلیمہ کس سواری پر آئی ہیں تو جس کا اصل صحیح ہے سوال یہ ہے کہ یہ جو بندر روڈ پر گزرتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچوں اور ہری پگڑیاں باندھ کر دھوپ میں صبح سے کڑی دھوپ میں کھڑا کرتے ہیں تو یہ کون سی عبادت ہے۔ کوئی پوچھ تو لے کہ بھائی یہ عبادت کب سے بنی ہے۔ یہ تو ابھی چار چھ سال پہلے سے ہم نے شروع کیا ہے اور خود آپ کے بڑوں کو اس کا پتہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے ایسا ناراض ہے کہ ہر وہ کام جس کا ثبوت ہو وہ یہ نہیں کریں گے۔ درود شریف کا ثبوت ہے نا تو اونچی آواز سے یا آہستہ۔ تو یہ اونچی آواز سے پڑھتے ہیں اس کا ثبوت نہیں ہے۔ درود شریف کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر ہم تو جو اسلام جانتے ہیں اس میں آخری قاعدے میں سے بیٹھ کر ہے یہ کھڑے ہو کر جانتے ہیں۔

ناراضگی دیکھو ذرا ہر چیز میں ان کو الٹی مار پڑی ہے۔ درود شریف ہر شخص نماز میں اپنا پڑھتا ہے نماز جماعت کی ہوتی ہے لیکن ہر شخص کہتا ہے:

اللهم صلى على محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد ○

اللهم بارك على محمد وعلى ال محمد كما باركت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد ○

ہر نمازی سب مل کر پڑھتے ہیں آواز لگا کر شور وغل مچا کر خدا تعالیٰ ناراض ہے ان سے حکم یہ ہے کہ جب اذان ختم ہو جائے تو ہر امتی درود شریف پڑھ لے۔ثم صلوا علی. طحاوی کی روایت ہے شرح المعانی کی۔ یہ کسی جگہ نہیں ہے کہ مؤذن پڑھے اور اذان کی آواز میں پڑھے یا پہلے پڑھے ہر جگہ۔ ان کو سنت سے انحراف کا عذاب دنیا میں دیا جا رہا ہے۔ آپ جب کسی سے ناراض ہوں اور انتہائی ناراضگی ہو تو آپ کہتے ہیں کہ آئندہ اس گھر کا رخ نہ کرنا خبردار یہ آخری ہے اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے۔ بھائی میرے گھر نہ آنا۔ خدا تعالیٰ کا گھر اسلام ہے حدیث شریف میں ہے اس میں دسترخوان بچھا ہے قرآن کریم کا اور دعوت ہو رہی ہے سنت نبوی کی اور داعی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحیح حدیث میں ہے گھر سجا ہے قرآن وسنت سے تو قرآن کریم کے مطابق عقیدہ نہیں ہے بدعتی کا اور سنت نبوی کے مطابق ان کے اعمال نہیں ہیں۔ اب دیکھو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت عقیدت یہ کوئی ہنگامہ آرائی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ دل کی حقیقت ہے ایمان اس تدبیر کا نام ہے جو دل کے پردوں میں ہے۔ تصدیق بالقلب اس کو ایمان کہتے ہیں اور ایمان کا اظہار جب ہوتا ہے تو اعمال میں اتباع ہوتا ہے۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ اگر قرآن کریم کی سورت کے طرز پر کوئی کچھ عربی الفاظ کہے تو اس کو قرآن کی سورۃ کہا جائے گا۔ عربی کی چند سطریں کسی نے بنا دیں تو سینکڑوں بن جائیں گے آپ کہیں گے کہ یہ قرآن کی سورۃ کی توہین ہے بے ادبی ہے، اسی طرح پیغمبر اسلام کی حدیث کے طرز پر کوئی عربی بنائے اور اس کی سند نہ ہو ثابت ہوا کہ یہ حضرت کا فرمان نہیں۔ آپ کبھی بھی ماننے کو تیار نہیں کہ یہ حضرت کی حدیث ہے یہ تو جھوٹ ہے اس کو نہیں دیکھتا ہے کہ مضمون کیا ہے یہ تو ہے ہی نہیں سرے سے تو عجیب بات ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ولادت باسعادت جو اس ناسوتی عالم کے اندھیروں اور ظلمات کے لئے سیاہ فاشی اور ابدی نور کا باعث ہوا ہے۔ اس کا ذکر جمیل کسی ایک مہینہ اور ایک تاریخ کے ساتھ کیسے مخصوص ہے۔ حضرت تو عمر بھر کے لئے سال کے ہر مہینے میں اور ہر مہینے کے ہر دن میں اور ہر دن کی ہر گھڑی میں اور گھڑی کی۔ ہر آن اور ہر لحہ میں امت پر فرض ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی نعمت کا شکر بجالا کر حضرت کی اتباع کر لیں۔ (اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ) عجیب بات ہے۔

میلاد النبی: پہلی بحث تو یہ ہے کہ حضرت کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہے۔ اس میں اختلاف نہیں ہے۔ اور حضرت کی ولادت باسعادت وہ ۸ گزرنے کے بعد ۹ کو صبح کو ہے۔ اس پر عبداللہ نے مستقل دلائل قائم کئے اور فیصلہ محدثین کا ہوا کہ اس کے علاوہ جتنی تاریخیں ولادت کی کی گئی ہیں ثبت قلم ہے۔ خطاء ہو گئی ہے۔ ولادت تو ۸ کو اور بعض نے احتیاطاً پہلے کہا اور ۹ ہے درست ۹ کی ہے۔ کیونکہ آنے والا دن جو ہے تو رات اس کی ہوتی ہے اور شمسی اور قمری حسابات لگائے گئے تو ۱۲ ر تاریخ ولادت کی کسی صورت میں نہیں بنتی ہے۔ ایک عجیب بات سنو کہ دنیا میں پہلی میلاد مجلس وہ موصل شہر میں مظفر الدین کوکری ابن اربد وہاں کا بادشاہ تھا۔ اس کے حکم پر منعقد ہوتی ہے۔ ۶۰۴ھ میں مظفر الدین کوکری ابن اربد موصل شہر میں اور جس بدعتی نے فتویٰ دیا تھا اور کتاب لکھی ہے التنویر فی مولد بشیر النذیر کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ بادشاہ نے اس زمانے کے مطابق ایک ہزار دینار اس کو انعام میں دیئے تھے۔ اس کا نام ہے عمر ابن دحیاء ابوالخطاب اور یہ مرا ہے ۶۳۳ھ میں اور بادشاہ موصل شہر کا مظفر الدین ابن اربد مرا ہے ۶۳۰ھ میں اور میلاد کی پہلی نشست منعقد ہوئی ہے ۶۰۴ھ میں اچھی طرح سمجھ لو۔ ۶۰۴ھ سے پہلے چھ صدیاں جو گزری

ہیں اس میں کوئی میلاد نہ ہوا۔ موصل کے بادشاہ نے عمر ابن دحیاء ابوالخطاب کے کہنے سے میلاد منعقد کئے۔ بادشاہ کے بارے میں دیوالاسلام میں اور وفیات الآیات میں ابن خلقان لکھتے ہیں کہ کان مسرفاً مبذراً۔ یہ پرلے درجے کا فضول خرچ خزانے کو تباہ کرنے والا اور عوام کو دھوکہ دینے والا تھا۔ حکمرانوں کا کام یہ ہے کہ لوگوں کو غلط باتوں میں الجھا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں اور جس نے فتویٰ دیا اور کتاب لکھی کہ میلاد بہت مبارک عمل ہے۔ ماشاءاللہ۔

اور میلاد جس گھر میں ہو خیر و برکت ہوگی۔ خیر و برکت اتباع سے آئے گی یا بدعت سے آئے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بدعت پر لعنت فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا چھ آدمی ہیں جن پر حرم میں اور باہر بھی لعنتوں کی بارش برستی ہے اس میں المبتداء ہے ایک بدعتی شامل ہے۔

بدعتی کے سر پر کوئی سینگ ہوتا ہے کیا بدعت تو اسی کو کہتے ہیں کہ دین کے نام پر ایک کام ایجاد کرلیا جس کا ثبوت شریعت مقدسہ میں نہ ہو۔ لیکن ایک لطیفہ سناتا ہوں کہ اس عمر ابن دحیاء ابوالخطاب المتوفی ۶۳۳ھ کے بارے میں لکھا ہے، "کان وقی فی السلف" "بزرگان دین کا گستاخ" "یعسی الادب مع الائمة الکرام" "ائمہ کی بے ادبی کرنے والا۔" "ویامر الناس بان یعملوا بقیاسی۔" لوگوں کو کہتا تھا جو میں کہتا ہوں وہی کرو۔ پس دین کے پرلے درجہ کا غیر مقلد تھا اس زمانے کا۔ اور ان بدعات میں یہ اپنے آپ کو حنفی کہنے والے پرلے درجہ کے غیر مقلد ہیں۔ ورنہ حنفی فقہ میں دکھا دیں ہم کو نورالایضاح سے ہدایہ تک اور خلاصہ سے قاضی خان اور بضاعیہ تک اور مبسوط سرخسی سے مبسوط محمد تک دکھا دیں کہ کہاں میلاد النبی کا دن قائم ہوا ہے۔ اور اس تاریخ کو کونسا پروگرام شریعت نے ہمیں دیا ہے۔ "فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔"

اللہ ایسے موقع پر فرماتے ہیں لاؤ نا کوئی دلیل پیش کرو اگر تمہیں کوئی مذہبی غیرت ہے۔

"فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا۔"

اگر تم یہ نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے کوئی بعید نہیں۔

"فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔"

بچو اس ایندھن سے جس میں انسان اور پتھر جلیں گے۔

"أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ۔"

تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔

آگے فرماتے ہیں:

"وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔"

مسلمانوں کو خوشخبری دیں کہ ان کے عقیدہ میں توحید ہو اور جن کے اعمال میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع موجود ہو وہ مسلمان ہے۔ مبتدین کو لوگوں کو دھوکہ نہ دینا چاہئے یوں وقت نہ ضائع کریں، سیدھی اور راست بات جو سچی ہے وہ سمجھنا چاہئے کہ اس قسم کی محفل، جلسے اور جلوس مقررہ اوقات اور گھڑیوں میں چھ سو سال تک اسلام میں ثابت نہیں ہے، جو چیز چھ سو سال تک نہ ہو چھ سو چار سال بعد وہ دین کا حصہ کیسے بنے گی۔ کچھ تو سوچنا چاہئے، حساب کرنا چاہئے۔

دل کی تبدیلی کا مسئلہ

۳۵ فرمایا کہ یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ ایک مسلمان کے سینے میں کسی یہودی کا یا کافر کا دل ہو اور کسی یہودی یا کافر کے سینے میں مسلمان کا دل ہو۔ ایسا کرنا جائز ہے ضرورتاً اس میں کوئی حرج نہیں دل تو ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جو انسان کے تابع

ہوتا ہے ایسا ہو سکتا ہے بلکہ ایسا ہی ہے کہ مسلمان کے سینے میں کسی یہودی کا دل لگ جائے تو وہ یہودی نہیں ہوگا بلکہ مسلمان ہی رہے گا اور کسی یہودی کے سینے میں مسلمان کا دل ہو تو وہ مسلمان نہیں ہوگا بلکہ یہودی ہی رہے گا۔

عالم اور ڈاکٹر

۳۵۶ فرمایا کہ دو طبقوں کا اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونا چاہئے۔ ایک عالم کو اور دوسرا ڈاکٹر کو کیونکہ عوام الناس کا سب سے زیادہ تعلق انہی دو طبقوں سے ہے۔ عالم ان کا روحانی معالج ہوتا ہے اور ڈاکٹر جسمانی۔

محبت

۳۵۷ فرمایا کہ حضرت الاستاذ حضرت بنوریؒ کا امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب سے محبت کا اندازہ ہم اور آپ نہیں لگا سکتے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ کوئی کشمیری طالب علم حضرت بنوری کی خدمت میں آیا اور حضرت کو ایک سیب پیش کیا اور کہا کہ یہ کشمیر کا سیب ہے تو حضرت بنوریؒ باقاعدہ کھڑے ہوگئے اور انتہائی ادب سے اس سیب کو لے کر سینے سے لگایا کہ یہ میرے استاد کے وطن کا پھل ہے اور اس کے بعد حضرت پر رقت طاری ہوگئی۔

ہدایت

۳۵۸ فرمایا کہ ہدایت کس کو کہتے ہیں ہدایت مقابلے میں ہے ضلالت کے۔ جیسے کہ ایمان مقابلے میں ہے کفر کے اور توحید مقابلے میں ہے شرک کے اور اخلاص مقابلے میں ہے نفاق کے اور تقویٰ بالمقابل ہے فسق کے۔ تمام الفاظ جو شرائع کے اندر موجود اور کارآمد طور پر استعمال ہوتے ہیں ان میں ایمان ہے ہدایت۔ تقویٰ ہے اخلاص ہے توحید ہے تاکہ لوگوں میں گمراہی نہ رہے کفر نہ رہے شرک نہ رہے نفاق نہ رہے فسق وفجور نکل جائے۔

توحید وسنت

۳۵۹ فرمایا کہ شریعت مقدسہ کو جب آپ خلاصہ کرلیں گے تو دو لفظ آجائیں گے ایک توحید اور دوسرا سنت کا۔ توحید عقیدے میں ضروری ہے اور سنت عمل میں۔ توحید کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کو وحدہ لاشریک لہ مان لیا جائے۔ جتنے انبیاء زمین پر قدم رکھتے تھے اور قوم سے خطاب کرتے تھے اعبدوا اللہ ولا تشرک به شیئا۔ ایک اللہ کی عبادت کرو شرک بالکل نہیں کرو۔ مالکم من الٰہ غیرہ۔ خدا کے سوا کوئی کارساز نہیں کوئی مشکل کشا نہیں۔ انی لا املک لکم نفعا ولا ضرا۔ میں تمہیں نفع دینے یا ضرر ہٹانے کا اختیار نہیں رکھتا تمہیں کیا انی لا املک لنفسی نفعاً ولا ضرّا میں اپنے لئے نفع اور ضرر کا مالک نہیں اختیار نہیں ہے مجھے تو دوسرے کو کیسے پہنچاؤں۔

علمائے کرام اور پیرانِ طریقت

۳۶۰ فرمایا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا کہ حضرت مجھے بہت ڈر لگتا ہے کہ کل میں مرجاؤں گا اور پرسوں مرجاؤں گا۔ بہت خوف ہوتا ہے کہ آخرت کا آپ دیکھیں حضرت نے کیا عجیب جواب دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم تو بڑے دلیر ہو بہت بہادر آدمی ہو کل اور پرسوں کی باتیں کرتے ہو حضرت نے ایسے کھجور اٹھائی اور فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ میرے منہ میں یہ پہنچنے سے پہلے موت آجائے گی۔ انبیاء خدا کا خوف پیدا کرتے ہیں اور یہ منصب اب صرف علمائے حق کا ہے پیرانِ طریقت اس سے بالکل ہٹ چکے ہیں اول تو ان کے یہاں قرآن کا درس نہیں ہے سنت کا درس نہیں ہے صرف ملفوظات سے کام چلاتے ہیں۔ یہ بہت قابل نظر بات ہے

ثانیاً ان کے حلقوں میں بیٹھنے والوں کی توجہ صرف باتوں کی طرف ہو جاتی ہے حقائق سے ہٹ جاتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے مناقب اصحاب میں کہ ایک شخص حضرت کے پاس آیا کہ انی احبک حضرت میں آپ سے محبت کرتا ہوں تو حضرت نے چہرہ موڑ لیا اس نے پھر کہا انی احبک تو آپ نے پھر چہرہ موڑ لیا کہ کہا مشکل بات کر رہے ہو جب وہ باز نہیں آتا تھا تو تو آپ نے اس سے کہا کہ آپ صحیح کہتے ہو تو اس نے کہا کہ ہاں بالکل صحیح تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکلیفوں کے لئے ایسے تیار ہو جاؤ جیسے دیوار پہ پانی ڈالیں اور نیچے آئے اور یہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ بس اب تو آپ ہمارے حلقوں میں آ گئے اب تو آپ سفید باز ہیں جہاں چاہو اڑو یہ تو دلیری پیدا کر رہے ہیں اور حضرت خوف پیدا کر رہے ہیں۔ مطلب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ کائنات میں جب تک ایمان وعمل کے مطابق کام کرو گے آزمائش بڑھے گی اور آپ کو آزمائش سے بھاگنا نہیں ہے آزمائش سے بھاگنا یا انبیاء کے وارثوں کا کام نہیں ہے۔ اللہ سے آزمائش مانگے نہیں لیکن جب آئے تو مضبوط فولاد کی طرح رہیں۔ آزمائش کا مطلب ہے حق پہ استقامت اختیار کرنا اور جتنے اہل باطل ہوں ان کے یہاں الفاظ پر پوری توجہ ہے اور ظاہر پر زور لگ رہے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ اس پروگرام اس نظام ان اعمال کا جو شیڈول آپ بنا چکے ہیں شریعت مقدسہ سے یہ مستند بھی ہے یا نہیں یہ تو ضروری بات ہے۔

انتظام کی اہمیت

۳۶۱ فرمایا کہ مفتی محمود صاحب کا جلسہ تھا اور طالب علم سبق چھوڑ کر حضرت کے جلسے میں چلے گئے حضرت الاستاذ حضرت بنوری کو پتہ چلا تو مدرسہ میں اعلان لگ گیا

کہ ان طالب علموں کا ۱۰ دن کا کھانا بند کر دو اور سب کا نام بورڈ پر آ گیا۔ طالب علموں نے مفتی صاحب کے نام درخواست لکھی ان کا خیال تھا کہ مفتی صاحب کے جلسے میں گئے تھے حضرت سفارش کریں گے ان کو کیا پتہ کہ مفتی محمود کتنے بڑے منتظم تھے۔ طالب علم تو سب کو اپنے جیسے سمجھتے ہیں درخواست مفتی صاحب کو دی گئی تو مفتی صاحب نے چشمہ بدلا قلم نکالا اور لکھا کہ دوران سبق چھوڑ کر جلسے میں جانے والوں کا صرف کھانا بند کرنا یہ ان کی آدھی سزا ہے میری گزارش ہے کہ ان لوگوں کا فوری اخراج کر دیا جائے اور نیچے لکھا محمود عفا اللہ عنہ طالب علموں نے کہا کہ یہ تو مصیبت ہو گئی اب کیا کریں تو میں نے کہا کہ درخواست چھپاؤ دفتر والوں کو مت دینا ایسے کامل لوگ تھے کہ انتظام میں فرق آنا بالکل گوارہ نہیں کرتے تھے۔

میر سید مشہور منطقی کا شوق تعلیم

۳۶۲ فرمایا کہ میر سید سند نے جب میر قطبی دیکھی تو مصنف کے پڑھنے کا شوق ہوا، اس کے مصنف قطب الدین اس وقت حیات تھے۔ انہوں نے رسالہ شمسیہ بھی لکھا ہے۔ چنانچہ سید قطب الدین بہت ضعیف تھے۔ اپنے ہاتھ سے پلکیں اٹھا کر دیکھا اور فرمایا افسوس اب آئے ہو یہ کتابیں تو میں نے جوانی میں لکھی تھیں اب بہت دیر ہوئی میں پڑھا نہیں سکتا میرا شاگرد ہے مصر میں مبارک شاہ اس کے پاس جاؤ میں اسے خط لکھ دوں گا۔ سید سند مصر روانہ ہوا اور مبارک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت کا خط دکھایا تو مبارک شاہ نے استاذ کا خط دیکھا لے کر آنکھوں سے لگایا اور سینے سے لگایا اور فرمایا کہ داخلہ تو ہو گیا حضرت نے خط لکھا ہے لیکن تین باتوں پر عمل کرنا ہوگا۔ ایک تو سب سے پیچھے بیٹھنا ہوگا اور آگے آنے کی اجازت نہیں، دوسرے کوئی سوال نہیں پوچھو گے کیونکہ دیر

سے آئے ہو اور میں سارے مسائل بیان کر چکا ہوں، تیسرا روزانہ مجھے ایک اشرفی دو گے کیونکہ دیر سے آئے ہو تو سید سند کہتے ہیں یہ بات میرے لئے آسان تھی لیکن پہلی دو باتیں میرے لئے بہت مشکل تھیں۔ لیکن میں نے ان پر عمل کیا۔ مصر میں رات کو مزدوری ہوتی تھی میں روزانہ دو اشرفیاں کماتا تھا، ایک حضرت کو دیتا اور دوسری اپنے خرچے کے لئے رکھتا تھا۔ جہاں مبارک شاہ کا مدرسہ تھا وہاں درمیان میں ایک صحن تھا جس کے ارد گرد طلباء کے کمرے تھے اور طلباء رہتے تھے ایک رات کو مبارک شاہ طلباء کی حاضری کے لئے نکلے تو دیکھا کہ سب سو رہے ہیں اور ایک کمرے میں دیا جل رہا ہے اور آواز آ رہی ہے کہ یہ تو متن ہے اور یہ استاذ نے کہا ہے اور یہ میں کہتا ہوں۔ مبارک شاہ نے سوچا کہ آٹھ دس طالب علم جمع ہوں گے لیکن جب دیکھا تو سید سند اکیلا بیٹھا ہے اور صبح کے سبق کی تکرار کر رہا ہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ مبارک شاہ اتنا خوش ہوا کہ رقص بهجة وسرور. اگلے روز صبح سید سند سے کہا کہ تم سب سے آگے آؤ اور صرف تمہیں پوچھنے کا حق ہے اور کسی کو نہیں کیونکہ رات کو میں نے دیکھا کہ سب سو رہے تھے آپ اکیلے تکرار کر رہے تھے۔ ایک سال بعد جب سبق مکمل ہوا اور سبق مکمل کرنے کے بعد سید سند روانہ ہونے لگے تو مبارک شاہ نے ان کے سامنے اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک بوری رکھ دی کہ یہ جو آپ نے مجھے دیئے تھے سب آپ کے ہیں کیونکہ مجھے فکر تھی کہ یہاں سے واپس جا کر کیا کرو گے۔ ایسے کاملین تھے کہ شاگردوں کی اول و آخر فکر کرتے تھے۔

اخلاص

۳۶۳ فرمایا کہ اخلاص کی وجہ سے اعمال میں مداومت آ جاتی ہے محاسبۂ النفس میں آسانی ہوتی ہے تھوڑے عمل میں برکت ہو جاتی ہے نافعیت بڑھ جاتی ہے

محاسبۂ النفس میں آسانی ہوتی ہے تھوڑے عمل میں برکت ہو جاتی ہے نافعیت

بڑھ جاتی ہے۔ اخلاص سے عمر قلیل کثیر سے بڑھ جاتی ہے۔ اخلاص سے اپنے اعمال کی خرابی اور دوسروں کے بارے میں حسن ظن میں آسانی ہوتی ہے۔

واللہ کان فکان

۳۶۴ فرمایا کہ حضرت الاستاذ حضرت بنوریؒ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب ایک ساتھ بیٹھ کر جب بزرگوں کو یاد کرتے تھے تو مفتی شفیع صاحب فرماتے تھے کہ "یہ ایک جماعت تھی فرشتوں کی جو چل بسی" حضرت بنوری فرماتے تھے کہ "واللہ کان فکان" یہ جملے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کے لئے فرمائے تھے۔ حضرت مفتی محمود صاحب فرماتے تھے:

"تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ. وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ."

اے مصحفی کیا رو لوں میں پچھلی صحبتوں کو

ذرا زرولی کی ادا بھی سن لو۔

اے مصحفی کیا رو لوں میں پچھلی صحبتوں کو

بن بن کے کھیل لاکھوں ایسے بگڑ گئے

پگڑی کی اہمیت

۳۶۵ فرمایا کہ فقہاء لکھتے ہیں کہ نماز پڑھنا تین کپڑوں میں مستحب ہے، ملتقی الابحر، مجمع الانھر، بدائع وغیرہ۔ ہمارے تمام معتبرات میں لکھا ہے کہ:

تستحب الصلوٰة فی ثلثة الاثواب ای ازار رداء والعمامة.

یعنی شلوار، کرتہ اور سر پر ٹوپی اور اس پر پگڑی۔

پگڑی پہننا عین سنت ہے۔ امام بخاری نے بخاری میں باب قائم کیا ہے کہ باب العمائم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری پگڑیاں تھیں۔ شاہ انورشاہ صاحب نے فیض الباری میں شمس الدین سخاوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری پگڑیاں تھیں۔ حضرت شیخ الحدیث نے بھی شمائل ترمذی میں لکھا ہے کہ پگڑی پہننا سنت مستمرہ ہے۔

استاذ

۳۶۶ فرمایا کہ میں نے جس مدرسے سے پڑھا ہے میں جب وہاں جاتا ہوں تو اسی طرح جاتا ہوں ہاتھ میں لاٹھی سر پر عالیشان پگڑی اور جبہ تو میرا ایک ساتھی جو سبق میں میرے ساتھ شریک تھا مجھ سے کہا کہ یار تم یہاں بھی اس طرح آتے ہو یہاں تو استاذ ہیں جبہ اور لاٹھی کو گاڑی میں رکھوا ایسے ہی جاؤ میں نے اس سے کہا کہ میں استادوں کے لئے ہدایت کی دعا کرتا ہوں کہ اس عمر میں بھی اللہ تعالیٰ ان کو کامل متبع سنت بنائے، پھر میں نے اس سے کہا کہ آپ کو استاذ کا پتہ ہے وہ استاذ العالم محدث العصر حضرت الاستاذ حضرت مولانا سید یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ گھر سے جب نکلتے تھے بخاری پڑھانے کے لئے تو کس طرح نکلتے تھے بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ امام بخاری نکل رہے ہیں۔ حضرت کے سر پر عالیشان پگڑی درمیان میں بخاری ٹوپی اور بیش بہا اور انتہائی قیمتی جبہ زیب تن ہوتا تھا۔ جس وقت حضرت بخاری پڑھانے کے لئے بیٹھتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ امام بخاری بیٹھے ہیں۔ یاد رکھو اتباع محاسن میں ہوتا ہے عیوب میں نہیں۔

علم کے ساتھ بدترین ظلم

۳۶۷ فرمایا کہ علم کے ساتھ بدترین ظلم یہ ہے کہ اس کے خلاف کہا جائے اتنا بڑا ظلم

ہے جیسے کوئی گلاب کے پھول پر مٹی کا تیل ڈالے، جیسے کوئی اپنی ٹوپی اپنے پیروں میں رکھے یا کوئی اپنا جوتا اپنے سر پر سجائے ظلم ہے۔ ابن منظور افریقی نے لسان میں لکھا ہے کہ الظلم وضع الشئ فی غیر محلہ۔

بزرگوں کے دم کی تاثیرات

۳۶۸ فرمایا کہ میں نے اپنی زندگی میں بڑے پاک اور مقدس منہ دیکھے ہیں جن میں دو بڑے عجیب تھے ایک تو سرحد کے شیخ القرآن شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا عبدالہادی شاہ منصور صاحب حضرت کے منہ میں بڑی تاثیر تھی اور دوسرے ہمارے استاذ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب کا، حضرت کا دم بڑا عجیب وغریب تھا یہ وہ شخصیات تھیں جو فرش پر تھیں لیکن ان کے اثرات عرش پر ہوتے تھے۔

امام العصر حضرت شاہ انورشاہ صاحبؒ

۳۶۹ فرمایا کہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نے ایک روز علماء کے سامنے فرمایا کہ اصل میں محدث تو مولانا انورشاہ صاحب ہیں تو کسی نے پوچھا کہ کیا مطلب ہے کیونکہ سب محدث ہیں اور حدیث پڑھاتے ہیں لیکن حضرت مدنی نے فرمایا کہ ہم لوگ مولوی ہیں محدث مولانا انورشاہ صاحب ہیں کیونکہ غلطی سے بھی ان کی زبان سے ضعیف روایت بیان نہیں ہوتی۔ وہ ہمیشہ اصح فی الباب بیان کرتے ہیں تو تمام علماء کے پسینے چھوٹ گئے کہ یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ ہم نے اپنے زمانے میں دو حضرات ایسے دیکھے ہیں ایک تو محدث العصر استاذ الکبیر حضرت مولانا سید یوسف بنوریؒ اور دوسرے مفتی اعظم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب حضرت کا حافظہ حیران کن تھا۔ حضرت کو احادیث سنداً ومتناً ایسی یاد تھیں کہ تمام علماء حیران رہ جاتے تھے۔

معذرت

صفحہ نمبر	غلط لفظ	صحیح لفظ	سطر نمبر
صفحہ ۹	مخصر	مختصر	۱۱
۱۵	احمد مدنی	حسین احمد مدنیؒ	۱۱
۱۶	راضی	رازی	۵
۵۲	معملات	معمولات	۵
۵۲	نام	نیم	۱۱
۶۷	شروع	شروح	۶،۵
۸۷	دورے	دوسرے	۳
۸۸	ابن حیات	ابی حیان	۱۲
۱۳۹	انقطاعی	انتہائی	۷
۱۸۰	مکان	فکان	۲
۱۸۶	وفیات الایات	وفیات الاعیان	۲